

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ  
اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہیزگار بنو۔

# خطبات رمضان المبارک

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد زین العابدین رحیمی چرتھاوی  
خلیفہ و مجاز حضرت حاذق الامت پرنامہٹ (خلیفہ و مجاز حضرت شیخ الامت جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

﴿جلد چہارم﴾

مرتب

مولانا محمد عثمان حبان ولد ارقاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات رمضان المبارک (جلد چہارم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
مرتب	:	مولانا محمد عثمان حبان ولد ارقاسی
کتابت و تزئین	:	مولانا عبید الرحمن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	گیارہ (۱۱۰۰) سو
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور - 247554 (یو پی)

﴿ مرتب کا مکمل پتہ ﴾

### RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

**BANGALORE - 560039 (INDIA)**

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

[www.raheemishifakhana.com](http://www.raheemishifakhana.com)

E-mail.: [raheemishifakhana@yahoo.com](mailto:raheemishifakhana@yahoo.com)

# فہرست

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
12	انتساب	1
13	تقریظ	2
17	شب قدر اور نزول قرآن	
18	قرآن کے لئے لیلۃ القدر کا انتخاب	3
20	شب قدر میں قرآن کریم کے نزول کی حکمت	4
22	شب قدر کی عبادت کہاں کریں؟	5
22	شب قدر پانے کا یقینی طریقہ	6
25	جھگڑا فساد شب قدر کی تعین اٹھالینے کا سبب	
26	لڑائی سے دین جاتا رہتا ہے	7
27	بول چال بند رکھنے پر وعید	8
29	امتی پر حضور ﷺ کی شفقت	9

30 شب قدر ہر سال قیام تک رہے گی 10

32 ابن عربی کا قول شب قدر کے متعلق 11

### 34 شب قدر فضیلت و بزرگی والی رات

36 شب قدر کا مطلب 12

37 شب قدر کون سی رات ہے؟ 13

38 شب قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح 14

39 شب قدر کی عبادت کیا ہے؟ 15

40 شب قدر کی علامات 16

### 42 شب قدر گناہوں سے پاک کرنے والی رات

43 شب قدر کو شب قدر کیوں کہا جاتا ہے 17

45 ام المومنین حضرت عائشہؓ کا سوال 18

45 بد نصیب شخص 19

46 پانچ مخصوص راتیں 20

47 کیا خبر کہ یہ آخری شب قدر ہو؟

### 49 شب قدر امت محمدیہ کے لئے عظیم نعمت

51 شب قدر کی تعیین کیوں اٹھالی گئی؟ 21

52 شب قدر مقدر سے ملتی ہے 22

53 شب قدر پانے کا آسان طریقہ 23

54 ایک لطیفہ 24

55

شب قدر میں جبرئیل امین مصافحہ کرتے ہیں

56

اگلے پچھلے گناہ معاف 25

559

ترقی یافتہ دور میں عبادت کی زیادہ ضرورت 26

60

ماں باپ کی ناراضگی عذاب کا باعث 27

64

شب قدر اور ختم قرآن

66

رمضان کی طاق راتیں 28

68

ختم قرآن کا مسنون طریقہ 29

69

ختم قرآن کی دعا 30

69

ختم قرآن کے وقت قبولیت دعا 31

70

ختم قرآن کے وقت انعامات خداوندی 32

70

ختم قرآن اور ہمارا اقرار 33

72

آخری عشرہ اور شب قدر

75

توبہ اور اس کی حقیقت 34

75

توبہ کی قسمیں 35

76

گناہ کے تین درجے 36

76

رحمت الہی گناہگاروں کی توبہ کی منتظر رہتی ہے 37

77

توبہ کی قبولیت سے مایوسی کفر ہے 38

77

قارون اور فرعون کی بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے 39

78

گناہ سے توبہ کرنے کا انعام 40

79 41 توبہ کرنے والوں کے لئے تین انعامات

79 42 توبہ کا وقت کب تک رہے گا؟

**80** شب قدر بے حد اجر و ثواب کی رات

82 43 جبریل رحمت کی دعا کرتے ہیں

82 44 بڑا ہی بد نصیب شخص

84 45 شب قدر بے حساب اجر کی رات

86 46 شب قدر فرشتوں کے زمین پر اترنے کی رات

**89** قرآن کریم اور شب قدر

90 47 قرآن مجید سراپا کتاب ہدایت

91 48 قرآن کریم کا اصل مقصد آدمی کی اصلاح

92 49 روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے

93 50 کسے معلوم یہ آخری شب قدر ہو؟

94 51 کیا خبر کہ یہ آخری شب قدر ہو؟

95 52 شب قدر کب آتی ہے؟

**97** عید کا پیغام ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے

98 53 خوشی مناؤ مگر.....

99 54 امام اعظم کی عید کیسی ہوتی تھی

100 55 حضرت زین العابدین کا مقام

101 56 حضرت بلالؓ انتقال کے وقت

103 57 عید کس طرح منائیں؟

105

## عید سعید سنت نبوی ﷺ کے آئینہ میں

- 106 آغازِ عیدین، احادیث کی روشنی میں 58
- 107 چند اہم آداب 59
- 107 عیدین کی ابتداء کیسے ہوئی؟ 60
- 108 عیدی اور انعام 61
- 109 عیدین اور حضور ﷺ کا طرزِ عمل 62
- 110 عید الفطر کے مسنون اعمال 63
- 110 عید کے دن اعمالِ حسنہ 64

112

## عید الفطر مومن کے لئے انعامِ الہی کا دن

- 114 عید الفطر کی رات 65
- 115 اسلامی عیدوں کی اصل 66
- 117 اللہ تعالیٰ کے انعامات 67
- 118 آج فجر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں 68
- 120 عیدین کی نماز اور تکبیرات کا ثبوت قرآن مجید میں 69
- 122 عید کا خطبہ سننا واجب ہے 70
- 122 عید کس طرح منائیں؟ 71
- 123 عید خرافات کا دن نہیں 72
- 124 عیدین کی اہمیت 73
- 125 عیدین کی راتوں کی فضیلت 74

126	عید کا دن	75
127	بعض یہ بد نصیب لوگ	76
129	نماز عیدین کا حکم	77
129	جمعہ اور عیدین میں فرق	78
130	عیدین کی نماز کا وقت	79
130	عیدین کی نماز کا طریقہ	80
131	دونوں عیدوں کے دن کی سنتیں اور مستحبات	81
132	عید الفطر کے خاص احکام	82
132	چند ضروری مسائل	83
<b>134</b>	<b>عید الفطر مسلمانان عالم کے نام</b>	
136	مسلم کی اختلافات سے بالاتر ہو کر عید مناکیں	84
137	اعلیٰ ترین و بابرکت دن	85
138	میٹھی چیز کھانا احسن ہے	86
139	چاند دیکھنے پر اتفاق	87
<b>142</b>	<b>عید الفطر خوشی و مسرت کا دن</b>	
143	رمضان کی ہر شب میں مغفرت	88
145	پیغام عید الفطر	89
146	اصل عید کیا ہے؟	90
148	شب قدر میں جبریلؑ	91
149	حضرت علیؑ کی عید	92



151

عید الفطر ایثار و ہمدردی کا دن

153

اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

93

154

عمر بن عبدالعزیز کی عید

94

155

ضرورت مندوں کو دیں

95

156

حضور ﷺ کی نصیحت حضرت فاطمہؓ کو

96

158

عید کا محرک اور مقصد

97

158

امت مسلمہ کی عیدین کا محرک اور مقصد

98

159

مسلمان کس طرح عید مناتے ہیں

99

161

عید کی رات اجرت کی رات

100

162

عید کا دن انعام کا دن

101

163

عید الفطر کا پیغام اتحاد امت کے نام

164

عید کا اصل مقصد

102

165

عید کی فضیلت

103

166

عید کے مستحبات

104

167

مسائل عید الفطر

105

168

عید کی تاریخی حیثیت

106

168

عید اور بیہودہ رسم و رواج

107

169

حضرت عمرؓ کا گریہ

108

171

عید الفطر کا پیغام امت مسلمہ کے نام

172

عید کی غیر ضروری تیاری

109

173	عید الفطر مومن کے لئے انعام الہی کا دن	110
175	عید کی صبح فرشتوں کی آواز	111
176	ایک عید ایسی بھی	112
<b>178</b>	<b>عید الفطر اور صدقہ فطر کے احکام</b>	
179	عیدین کی اہمیت	113
179	عیدین کی راتوں کی فضیلت	114
180	عید کا دن	115
182	لمحہ فکر	116
183	صدقہ فطر	117
184	صدقہ فطر کے شرائط	118
184	صدقہ فطر کی مصلحت	119
185	جو صاحب نصاب نہ ہو اس کا حکم	120
186	صدقہ فطر کس وقت واجب ہوتا ہے	121
186	صدقہ فطر کس کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟	122
186	شادی شدہ لڑکی کا صدقہ فطر	123
187	صدقہ فطر عید گزر جانے سے معاف نہیں ہوتا	124
187	صدقہ فطر کی مقدار	125
188	صدقہ فطر کی تقسیم کا طریقہ	126
<b>189</b>	<b>عید کی نماز اور اس کی ادائیگی</b>	
190	ایک اہم بات سمجھ لیں	127

191	ترکِ اختلاف کی تعلیم	128
192	شیخ بن باز کا فتویٰ	129
195	عید کی نماز کی ادائیگی عید گاہ میں ادا کیجئے	130
<b>199</b>	<b>رمضان المبارک اور خوش نصیب و بد نصیب لوگ</b>	
200	پہلا بد نصیب شخص	131
201	دوسرا بد نصیب شخص	132
202	تیسرا بد نصیب شخص	133
204	تنافس کسے کہتے ہیں؟	134
204	افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے	135
206	اللہ تعالیٰ کا حکم فرشتوں کو	136
207	حضور ﷺ کی نصیحت	137



بسم اللہ تعالیٰ خطباتِ رمضان المبارک جلد چہارم کا

## انتساب اور ثواب

اپنے نانا جان محترم عالی جناب حضرت منشی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کے نام جن کی آغوشِ شفقت میں میں نے آنکھیں کھولیں، جنہوں نے اعلانِ حق یعنی اذان و تکبیر کے ذریعہ مجھے آواز سے آشنا کرایا، جن کی محبت و شرافت، علم دوستی نے والد محترم کا ہر مقام پر ساتھ دیا، جنہوں نے حق تعالیٰ کی خوشنودی و اطاعت رسول کے لئے اپنی تمام جائیدادوں کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کی اور اپنی اولاد کو علم دین کے حصول پر گامزن کیا اور اپنی ساری زندگی تعلیم و تعلم پر صرف کردی، جن کی تربیت خاصہ نے مجھے اپنے نانا جان جیسی مشفق و مہربان والدہ عطا کیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں مقامِ اعلیٰ وارفع عطا فرمائے، آمین!

محمد عثمان حبان ولد ارتقاسی

خانقاہ رحیمی دارالعلوم محمدیہ نگلور

۲۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مطابق ۱۴ نومبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ

# حب رحمانی

مولانا عبید الرحمن قاسمی سجاد نگر لڑوارہ، بیگوسرائے (بہار)

استاد دارالعلوم محمدیہ بنگلور

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ

اللہ جل شانہ کالاکھ لاکھ احسان و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب کبریا علیہ السلام کے لائے ہوئے دین اسلام جیسی عظیم دولت سے نوازا، اور اپنے پیارے حبیب آقائے نامدار احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اُمتیوں میں شامل فرما کر خیر الامت کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

بحمد اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے عنوان سے کتب خانوں میں متعدد موضوعات، متنوع اسالیب اور مختلف عناوین پر چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ خطباء و واعظین، ناصحین اور قدردان رمضان المبارک کے فضائل و برکات اور ماہ صیام کے شب و روز کی جملہ عبادتوں سے متعلق قرآن و سنت مستند واقعات و قصص احقر کی نظروں سے ابھی تک نہیں گذری۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جناب مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلداری قاسمی مدظلہ کے مرتب کردہ خطبات رمضان کی پہلی اور دوسری تقاریر منظر عام پر

آچکی ہے۔ اب تیسری اور چوتھی جلد بھی شائع ہو رہی ہے جو دراصل شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دام فیوضکم کے خطبات اور تقاریر کا مجموعہ ہے جن کو مولانا موصوف نے ترتیب دیا ہے۔ یہ تقاریر ہر جمعہ کو ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ حضرت مولانا مفتی ارشد جمیل رشیدی دامت برکاتہم (خلیفہ و مجاز حضرت حبیب الامت) محفوظ کر لیتے ہیں اسکے بعد تحریری شکل دی جاتی ہیں۔

مذہب اسلام نے امت مسلمہ کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو چہار دیواریوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے وہ عظیم مقام و مرتبہ عطا فرمایا جو کسی دوسرے مذہب نے نہیں دیا، یہی وجہ ہے کہ ماضی میں عورتوں نے زندگی کے کئی شعبوں میں خواہ وہ علوم قرآن ہو، یا علم حدیث یا علم فقہ، یا دین کے کسی شعبے میں مثلاً حفظ قرآن، یا سیر و توارخ، یا شجاعت و بہادری، یا تصوف و سخاوت وغیرہ وغیرہ، مرد کے شانہ بشانہ کارہائے نمایاں انجام دیئے، اسی لئے اللہ جل شانہ نے اپنے مقدس کلام میں اپنے محبوب بندوں کے ساتھ اپنی محبوب بندیوں کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

اسلام نے معاشرہ کی اصلاح و تربیت کا خاص اہتمام کیا ہے ہر زمانے میں حاملین قرآن و سنت اپنے انوکھے اور نرالے انداز میں قوم کی فلاح و بہبودی کیلئے بہتر طریقے اور مواقع فراہم کرتے رہے، کہ زمانہ خیر القرون میں ان کی محنت و کوشش سے امت مسلمہ میں خوب دینی عروج نصیب ہوا اور قرآن و احادیث عورتوں کو حاصل کرنے کا موقع ملا، مگر خیر القرون کے بعد تعلیمی اور اصلاحی میدان میں ان کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا یہی وجہ ہے کہ مردوں کو ہمیشہ برابری کا درجہ دیا گیا اور عورتوں کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے۔ جب کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے کہ جب اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے رہبر و رہنما کی ضرورت پڑی وہیں ہماری

ماؤں نے اپنی اولاد کو اچھی تربیت اچھی تعلیم اور اچھا معاشرہ عطا کیا اور مذہب اسلام کو عروج اور سر بلندی حاصل ہوئی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ (ماں کی گود بچے کے لئے سب سے پہلا مکتب ہے)۔ بشرطیکہ ماں تعلیم یافتہ ہو اور دینی تعلیم سے اچھی واقفیت رکھتی ہوں اسلئے کہ تعلیم یافتہ مستورات کے نہ صرف بچے پر بلکہ پورے گھرانے پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

حضرت حبیب الامت کا شہر گلستان بنگلور اور صوبہ کرناٹک کے قدیم علماء کرام میں شمار ہے اور عوام کی ہر دل عزیز شخصیت اور نوجوان علماء کے مخلص مربی و خوردنواز بزرگ ہیں۔ آپ نے مصلحانہ افکار و آرا کے ساتھ رمضان المبارک اور روزوں سے متعلق انواع و اقسام کے علمی جواہر پارے اور بیش بہا مضامین پر مشتمل علمی و فکری خطابات مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے منبر و محراب سے ارشاد فرمائے جن کو ترتیب دے کر حضرت مولانا دلدار حبان قاسمی صاحب نے جامع و مفید ترین گنجینہ گراں مایہ امت مسلمہ کے لئے پیش کیا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت و فرضیت اور اہمیت، روزہ، تراویح، تہجد، سحر و افطار اور تلاوت قرآن کے فضائل، زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اور اعتکاف کا اہتمام اور دیگر مضامین جو ماہ رمضان کے اعمال کی ترغیب و ترقی میں بیحد معاون و مفید ہیں۔ ۲۵ سال سے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کے منبر و محراب سے پیش ہوتے رہے ہیں۔ بے پناہ خوشی کا مقام ہے کہ الحمد للہ ان تمام مؤثر و دل نشین خطبات کی طباعت ہو رہی ہے۔

حائل اخلاق حسنہ، مخلص زماں، شیخ طریقت، حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی مدظلہ العالی (خلیفہ و مجاز حضرت حاذق

الامت حضرت مولانا حکیم ذکی الدین صاحب پرنامبٹ نور اللہ مرقدہ) اپنے خطبات کے ذریعے سادہ و دل کش اسالیب میں خلق خدا کے لئے ہدایت کے حقائق و اسرار اور رموز و معانی کے آبخار اور برکات و منافع کے جواہر پارے بکھیرتے چلے جاتے ہیں۔ خداوند قدوس سے دعا ہے کہ رب کریم خطباتِ رمضان المبارک اور حضرت والا کی تمام گراں قدر تالیفات کو قبول عام و بقائے دوام عطا فرمائے اور عوام و خواص کیلئے اصلاح و تربیت کے ذریعہ نجات بنائے اور ناچیز و احقر کو بھی حضرت کے اس سلسبیل خیر میں شریک فرما کر فلاح دارین عطا فرمائے۔ آمین! یارب العالمین!

عبید الرحمن قاسمی

سجادنگر ٹوارہ، بیگوسرائے (بہار)

دارالعلوم محمدیہ ننگور

۲۸ رزی الحج ۱۴۳۳ھ

مطابق ۱۴ نومبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ



## شب قدر اور نزول قرآن کریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ  
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ  
اَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حضرات اور معزز علمائے کرام! رمضان کا مبارک مہینہ اللہ جل شانہ کی  
رحمتوں کا موسم بہار ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں ان کا  
ٹھیک ٹھیک شمار انسانوں کے لئے ممکن نہیں، لیکن اگر رمضان کو کوئی اور فضیلت حاصل  
نہ ہوتی تو یہی فضیلت اس کی عظمت کے لئے کافی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن  
کریم نازل کرنے کے لئے منتخب فرمایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کی

خصوصیات بیان فرماتے ہوئے سب سے پہلے اسی خصوصیت کا ذکر فرمایا شہدے  
 رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن  
 کریم نازل کیا گیا۔ پھر نزول قرآن کے لئے رمضان کے مہینے میں ایک ایسی رات کا  
 انتخاب کیا گیا جسے اس مبارک مہینے کی روح اور اس کی برکات کا عطر کہنا چاہئے یعنی  
 لیلۃ القدر، چنانچہ ارشاد فرمایا گیا اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ بلاشبہ ہم نے قرآن  
 کریم لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ  
 القدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یوں تو قرآن کریم ہمیشہ سے لوح محفوظ میں موجود تھا اور سرکارِ دو عالم ﷺ پر  
 اس کا نزول ایک ہی مرتبہ نہیں ہوا بلکہ ۲۳ سال کی مدت میں ضرورت اور حالات کے  
 مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا جاتا رہا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو یہ خاص اعزاز فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر اس کا  
 نزول شروع کرنے سے پہلے اسے یکبارگی لوح محفوظ سے بیت المعمور نازل فرمایا،  
 بیت المعمور عالم بالا میں فرشتوں کی ایک عبادت گاہ ہے، آج کے دن کلام الہی کا یہ تحفہ  
 امت محمدیہ کو پہنچانے کے لئے لوح محفوظ سے بیت المعمور میں فرشتوں کے حوالہ کر دیا  
 گیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے مختلف حصے حسب ضرورت سرور  
 دو عالم ﷺ تک پہنچاتے رہیں اور اس طرح لوح محفوظ سے بیت المعمور پر نازل  
 کرنے کا یہ عظیم واقعہ رمضان کے مہینے اور لیلۃ القدر میں پیش آیا۔

## قرآن کیلئے لیلۃ القدر کا انتخاب

اس کے بعد بیت المعمور سے نبی کریم ﷺ پر نزول قرآن کے آغاز کے لئے  
 اسی لیلۃ القدر کا انتخاب کیا گیا، چنانچہ غار حرا میں جس رات نبی اکرم ﷺ پر سب

سے پہلی وحی نازل ہوئی وہ بھی لیلة القدر تھی، نبوت سے پہلے نبی اکرم ﷺ عبادت کے لئے غار حرا شریف لے جایا کرتے تھے، اس مبارک غار کی تنہائیوں میں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ اسی غار میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ ﷺ سے کہا کہ پڑھو، نبی کریم ﷺ چونکہ اُمی تھے، اس لئے آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اس پر جبرئیل نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو زور سے دبایا اور دوبارہ پھر کہا پڑھو، آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو جبرئیل علیہ السلام نے پھر کہا کہ پڑھو اس رب کے نام سے جو تمہارا پروردگار ہے، جس نے انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا، جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔ یہ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیات تھیں جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئیں اس کے بعد حضور اکرم ﷺ پر نزول قرآن کا یہ مبارک سلسلہ ۲۳ سال تک جاری رہا۔

جس رات آپ ﷺ پر نزول قرآن کا آغاز ہوا وہ رات لیلة القدر تھی، قرآن کریم ہی نے یہ بھی بتایا کہ اس عظیم الشان کام کے لئے شب قدر کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ یہ رات اپنی فضیلت اور انوار و برکات کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے چھلی امتوں کے کچھ ایسے افراد کا ذکر فرمایا جنہوں نے طویل عمریں پائیں اور سیکڑوں سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، بعض صحابہ کرام کو اس پر یہ خیال ہوا کہ ان لوگوں نے طویل عمریں پا کر طویل مدت تک ثواب حاصل کر لیا لیکن ہم لوگ جنہیں اتنی طویل عمریں نہیں ملیں ان کے برابر ثواب کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

اس پر نبی اکرم ﷺ نے لیلة القدر کے بارے میں یہ آیات انہیں سنائیں اور بتایا کہ جن لوگوں کی عمریں طویل نہیں ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک رات ایسی رکھ دی ہے کہ اس میں عبادت کا ثواب ہزار مہینے کی عبادت سے بڑھ جاتا ہے، یہ رات شب قدر ہے، البتہ چونکہ شب قدر ایک عظیم نعمت ہے جو اس امت کو عطا کی گئی ہے اس لئے اس نعمت کے حصول کے لئے تھوڑی سی طلب اور جستجو کو ضروری قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی معین تاریخ بتانے کی بجائے یہ فرما دیا ہے کہ یہ رات رمضان کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں سے کسی میں ہوتی ہے لہذا رمضان کی ۲۱ ویں رات سے لے کر ۲۹ ویں رات تک ہر طاق رات میں شب قدر ہونے کا احتمال ہے، پھر ان راتوں میں بھی ستائیسویں شب کے لیلة القدر ہونے کا احتمال زیادہ ہے اور متعدد روایات کی رو سے یہی وہ رات تھی جس میں نزول قرآن کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا۔

## شب قدر میں قرآن کریم کے نزول کی حکمت

شب قدر میں قرآن کریم کو نازل کرنے میں ایک حکمت یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان ہر سال نزول قرآن جیسے اہم واقعہ کی یادگار رات کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کے حضور دعائیں کر کے اور روزہ رکھ کر منایا کریں۔ یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ کسی عظیم الشان واقعہ کی یاد منانے کا صحیح طریقہ یہ نہیں کہ اس کی خوشی میں صرف چراغاں کر لیا جائے یا کچھ بے مقصد اجتماعات منعقد کر لئے جائیں یا اس کی یاد میں کھیل تماشے کئے جائیں بلکہ یادگار اس طرح منانی چاہئے جس سے اس واقعہ کا اصل مقصد ذہن میں تروتازہ ہو، جس سے اس مقصد کیلئے جان و مال خرچ

کرنے کا جذبہ بیدار ہو، اور جس کے ذریعہ اس واقعہ کی اصل روح کو برقرار رکھا جاسکے چنانچہ اللہ جل شانہ نے ہمیں نزول قرآن کی یاد منانے کیلئے چراغاں کرنے اور جلسے جلوس نکالنے کی بجائے شب قدر کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اس عظیم الشان واقعہ کی یاد ان رسمی مظاہروں کے ذریعہ منانے کی بجائے ایک تو ہر سال اس رات میں جاگ کر اور عبادت کر کے منائی اور دوسرے ایک مرتبہ بدر کے میدان میں باطل کی کمر توڑ کر منائی، چنانچہ غزوہ بدر کا عظیم الشان واقعہ بھی لیلۃ القدر ہی میں پیش آیا جس کا تذکرہ قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے۔

شب قدر سے فائدہ اٹھانے اور نزول قرآن کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مسلمان اس رات میں جاگ کر اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں جس قدر ممکن ہو اس میں نفلیں پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، تسبیح و ذکر میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں اور اس بات کا عہد کریں کہ جس مقصد کے لئے قرآن کریم نازل ہوا تھا اسے حاصل کریں گے اور اس کی تبلیغ کے لئے ہم اپنی جان و مال کی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

آئیے نزول قرآن کریم کی اس مبارک رات میں ندامت کے آنسوؤں سے اپنی بد اعمالیوں کے داغ دھو ڈالیں، اپنی سابقہ شرمناک زندگی سے توبہ کریں اور نزول قرآن کی یادگار اس نئے عزم اور ولولے کے ساتھ منائیں کہ آئندہ ہم اپنی زندگی کی ایک ایک نقل و حرکت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس مقدس کتاب اور نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ سنت کے مطابق بنانے کی کوشش کریں گے۔ آج کی رات اپنے گناہوں سے توبہ کی رات ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے سینوں میں نئے عزم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## شب قدر کی عبادت کہاں کریں؟

شب قدر میں صرف مانگنا عبادت نہیں بلکہ رات میں بیدار رہ کر عبادت کرنا ہی فائدے کی چیز ہے، کوئی بھی بندہ شب قدر کی برکات سے اسی وقت مستفید ہو سکتا ہے جب پورے ذوق و شوق کے ساتھ رات میں یاد الہی میں مشغول ہو اور بے کار لغو کاموں سے بچا رہے، صحیح تو یہ ہے کہ عبادت تنہا اپنے گھروں میں کی جائے یہی بہتر ہے۔ فقہائے کرام نے ایسی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہونے کو مکروہ لکھا ہے، لیکن آج کے زمانے میں ہر گھر میں لغویات اور ٹی وی وغیرہ موجود ہیں اور گھر میں آدمی رہے گا تو سو جائے گا یا لغویات میں مشغول ہو جائے گا اس لئے مسجدوں کو کھلا رکھ کر وہاں عبادت کرنے کی سہولت فراہم کی جاتی ہے، جس کی بنا پر نوجوان خاص کر مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور دیکھا گیا کہ وہاں کوئی نہ کوئی عبادت میں مشغول ہوتا ہے جو بجز اللہ فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ مسجدوں کو سنوارنے اور پھول وغیرہ لگانے جیسے کاموں سے امت پرہیز کرے اور صرف مسجد میں بلا اعلان عبادت کی سہولت فراہم کریں تو نامناسب معلوم نہیں ہوتا، حالات زمانہ کے اعتبار سے عوام کی رہنمائی بے حد ضروری ہے، اگر سختی سے کام لیا گیا کہ یہ بدعت ہے یہ مکروہ ہے تو خواہ مخواہ عوام میں اختلاف کا انداز بھی پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ شریعت کے حدود میں رہ کر ہم مسلمانوں کو صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## شب قدر پانے کا یقینی طریقہ

شب قدر کو پانے کی تمنا ہر دل میں ہوتی ہے اور ہونی چاہئے، اس رات کو یقینی طور پر پانے کا طریقہ وہی ہے جو شریعت مطہرہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے کہ بندہ مومن

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کر لے جو اس پورے عشرہ میں اعتکاف کر لے گا وہ یقیناً شب قدر پالے گا، اس لئے کہ اعتکاف میں بیٹھنے والے اگر سو بھی جائیں تو عند اللہ عبادت گزاروں میں ان کا شمار ہوگا اور اس کی رات کا کوئی لمحہ بھی بے کار نہ جائے گا، اسی لئے رسول اکرم ﷺ شب قدر کے حصول کے لئے اعتکاف کا اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا پھر درمیانی عشرہ میں آپ ﷺ ایک تر کی خیمہ میں مسجد نبوی کے اندر معتکف رہے جس کی چھت پر چٹائی ڈالی گئی تھی، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے چٹائی ہٹا کر ایک طرف فرمائی اور لوگوں سے خطاب فرمایا، لوگ قریب ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب قدر کی تلاش میں عشرہ اولیٰ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ مبارک رات آخری عشرہ میں ہے اس لئے جو تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے اعتکاف کرے، پس لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے وہ شب اس حال میں بتائی گئی ہے کہ اس کی صبح کو میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں، چنانچہ اکیس تاریخ کی صبح کی نماز میں بارش ہوئی مسجد جل تھل ہو گئی پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک اور ناک مٹی اور پانی سے آلودہ تھی۔ یہ اکیسویں شب کا واقعہ ہے۔

حاصل کلام یہ کہ شب قدر رمضان کی آخری عشرہ والی طاق راتوں میں آتی ہے، جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے چھپا دیا ہے اور وہ رات اس کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں آتی ہے اور ہر سال بدلتی بھی ہے کبھی ۲۱ میں کبھی ۲۳ میں کبھی

۲۵ میں کبھی ۲۷ میں اور کبھی ۲۹ میں آتی ہے۔ بندگانِ مومن کو چاہئے کہ اس رات کے حاصل کرنے کا شوق و جذبہ پیدا کریں اور بیدار رہ کر عبادت کریں تو پالینا مشکل نہیں، انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ الْخُرُودُ عَوَانَا انِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





## جھگڑا فساد

### شب قدر کی تعین اٹھانے کا سبب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مَضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ  
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ  
اَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا  
بَلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَّحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاخِيْرِكُمْ

بَلِيلَةَ الْقَدْرِ فَتَلَا حِي فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرَفَعَتْ وَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَّكُمْ  
فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ. (مشکوٰۃ)

میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو! حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس لئے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمادیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ جس کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو لہذا اب اس رات کونویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

لڑائی سے دین جاتا رہتا ہے

اس حدیث میں تین چیزیں قابل غور ہیں، سب سے پہلی چیز جو سب سے اہم ہے وہ جھگڑا ہے، جھگڑا اس قدر بری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ جھگڑا ہمیشہ برکات سے محرومی کا سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز بتلاؤں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو موٹنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی طرح صاف ہو جاتا ہے، دنیا دار دین سے بے خبر لوگوں کا کیا ذکر جب کہ بہت سے لمبی لمبی تسبیحیں پڑھنے والے دین کے دعوے دار بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اول حضور ﷺ کے ارشاد کو غور سے دیکھیں اور پھر اپنے اس دین کی فکر کریں جس کے گھمنڈ میں صلح کے لئے جھکنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے

مسلمانوں کی آبروریزی کو بدترین سود اور خبیث ترین سود ارشاد فرمایا ہے لیکن ہم لوگ لڑائی کے زور میں نہ مسلمان کی آبرو کی پرواہ کرتے ہیں نہ اللہ اور اس کے سچے رسولؐ کے ارشادات کا خیال، خود اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا الْآيَةَ. اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ آج وہ لوگ جو ہر وقت دوسروں کا وقار گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں تنہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ خود وہ اپنے وقار کو کتنا صدمہ پہنچا رہے ہیں اور اپنی ان ناپاک اور کمینہ حرکتوں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کتنے ذلیل ہو رہے ہیں اور پھر دنیا کی ذلت الگ۔

### بول چال بند رکھنے پر وعید

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ چھوٹ چھٹاؤ رکھے اگر اس حالت میں مر گیا تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر پیر و جمعرات کے دن اللہ کی حضوری میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اللہ جل شانہ کی رحمت سے (نیک اعمال کی بدولت) مشرکوں کے علاوہ اوروں کی مغفرت ہوتی رہتی ہے مگر جن دو میں جھگڑا ہوتا ہے ان کی مغفرت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑے رکھو جب تک صلح نہ ہو۔ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ ہر پیر و جمعرات کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے اس میں توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور استغفار کرنے والوں کی استغفار قبول کی جاتی ہے مگر آپس میں لڑنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ شب برات میں اللہ کی رحمت عامہ خلقت کی طرف متوجہ ہوتی ہے (اور ذرا ذرا سے بہانہ سے) مخلوق کی مغفرت فرمائی جاتی ہے مگر دو شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی۔ ایک کافر دوسرا وہ جو کسی سے کینہ رکھے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین شخص ہیں جن کی نماز قبولیت

کے لئے ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، جن میں آپس کے لڑنے والے بھی فرمائے ہیں۔ اس کے بعد یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ سب دنیوی دشمنی اور عداوت پر ہے اگر کسی شخص کے فسق کی وجہ سے یا کسی دینی امر کی حمایت کی وجہ سے ترک تعلق کرے تو جائز ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا تو ان کے بیٹے نے اس پر ایسا لفظ کہہ دیا جو صورتاً حدیث پر اعتراض تھا۔ حضرت ابن عمرؓ مرنے تک اس سے نہیں بولے۔ اور بھی اس قسم کے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ثابت ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ شانہ دانا بینا ہیں، قلوب کے حال کو اچھی طرح جاننے والے ہیں اس سے خوب واقف ہیں کہ کون سا ترک تعلق دین کی خاطر ہے اور کون سا اپنی وجاہت اور کسر شان اور بڑائی کی وجہ سے ہے۔ ویسے تو ہر شخص اپنے کینہ اور بغض کو دین کی طرف منسوب کر ہی سکتا ہے۔

دوسری چیز جو حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے وہ حکمتِ الہی کے سامنے رضا اور قبول و تسلیم ہے کہ باوجود اس کے کہ شب قدر کی تعیین کا اٹھ جانا صورتاً بہت ہی بڑی خیر کا اٹھ جانا تھا لیکن چونکہ اللہ کی طرف سے ہے اس لئے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شاید ہمارے لئے یہی بہتر ہو۔ نہایت عبرت اور غور کا مقام ہے اللہ جل شانہ کی رحیم و کریم ذات بندہ پر ہر وقت مہربان ہے اگر بندہ اپنی بد اعمالی سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تب بھی اللہ جل جلالہ کی طرف سے تھوڑی سی توجہ اور اقرارِ عجز کے بعد اللہ کا کرم شامل حال ہو جاتا ہے اور وہ مصیبت بھی کسی بڑی خیر کا سبب بنا دی جاتی ہے اور اللہ کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں چنانچہ علماء نے اس کے احوال میں بھی چند مصالح ارشاد فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سی کوتاہ طباہ ایسی ہوتیں کہ اور راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتیں اور اس صورت میں اس

احتمال پر کہ آج ہی شاید شب قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق طلب والوں کو نصیب ہو جاتی ہے۔ دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کے بغیر ان سے رہا ہی نہیں جاتا، تعین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے اس رات میں معصیت کی جرأت کی جاتی تو سخت اندیشہ تھا۔ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے کہ ایک صحابی سو رہے تھے۔

### امتی پر حضور ﷺ کی شفقت

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو جگا دو تا کہ وضو کر لیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جگا تو دیا مگر حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ تو خیر کی طرف بہت تیزی سے چلنے والے ہیں آپ نے خود کیوں نہیں جگا دیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا مبادا انکار کر بیٹھتا اور میرے کہنے پر انکار کفر ہو جاتا تیرے کہنے سے انکار پر کفر نہیں ہوگا۔ تو اسی طرح حق سبحانہ و تقدس کی رحمت نے گوارا نہ فرمایا کہ اس عظمت والی رات کے معلوم ہونے کے بعد کوئی گناہ پر جرأت کرے۔ تیسری یہ کہ تعین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات اتفاقاً چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی وغیرہ کی وجہ سے پھر کسی رات کا بھی جاگنا نصیب نہ ہوتا اور اب رمضان کی ایک دورات تو کم از کم ہر شخص کو میسر ہو ہی جاتی ہیں۔ چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملے گا۔ پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ شانہ ملائکہ پر تفاعل فرماتے ہیں جیسا کہ پہلی روایات میں معلوم ہو چکا، اس صورت میں تفاعل کا زیادہ موقع ہے کہ بندے باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال اور خیال پر رات بھر جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں کہ جب احتمال پر اس قدر کوشش کر رہے ہیں اگر بتلا دیا جاتا کہ یہی رات شب قدر ہے تو

پھر ان کی کوششوں کا کیا حال ہوتا؟ ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہو سکتی ہیں، ایسے ہی امور کی وجہ سے عادتہ اللہ یہ جاری ہے کہ اس نوع کی اہم چیزوں کو مخفی فرمادیتے ہیں، چنانچہ اسم اعظم کو مخفی فرمادیا، اسی طرح جمعہ کے دن ایک وقت خاص مقبولیت دعا کا ہے اس کو بھی مخفی فرمادیا، ایسے ہی اور بہت سی چیزیں اس میں شامل ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے اس خاص رمضان المبارک میں تعین بھلا دی گئی ہو اور اس کے بعد دیگر مصالح مذکورہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے تعین ہٹا دی ہو۔ تیسری بات جو اس حدیث پاک میں وارد ہے وہ شب قدر کی تلاش کے لئے تین راتیں ارشاد فرمائی ہیں نویں، ساتویں، پانچویں، دوسری روایات کے ملانے سے اتنا تو محقق ہے کہ یہ تینوں راتیں اخیر عشرہ کی ہیں لیکن اس کے بعد پھر چند احتمال ہیں کہ اخیر عشرہ میں اگر اول سے شمار کیا جائے تو حدیث کا محمل ۲۹، ۲۷، ۲۵، رات ہوتی ہے اور اگر اخیر سے شمار کیا جائے جیسا کہ بعض الفاظ سے واضح ہے تو پھر ۲۹ کے چاند کی صورت میں ۲۱، ۲۳، ۲۵ اور ۳۰ کے چاند کی صورت میں ۲۲، ۲۴، ۲۶ ہے۔ اس کے علاوہ بھی تعین میں روایات بہت مختلف ہیں اور اسی وجہ سے علماء کے درمیان میں اس کے بارے میں بہت کچھ اختلاف ہے۔

## شب قدر ہر سال قیام تک رہے گی

روایات کے بہ کثرت اختلاف کی وجہ محققین کے نزدیک یہ ہے کہ یہ رات کسی تاریخ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ مختلف سالوں میں مختلف راتوں میں ہوتی ہے، جس کی وجہ سے روایات مختلف ہیں کہ ہر سال نبی کریم ﷺ نے اس سال کے متعلق مختلف راتوں میں تلاش کا حکم فرمایا اور بعض سالوں میں متعین طور سے بھی ارشاد فرمایا چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی مجلس میں ایک مرتبہ

شب قدر کا ذکر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کون سی تاریخ ہے؟ عرض کیا گیا کہ ۲۲ ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج ہی کی رات میں تلاش کرو۔ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ شب قدر نبی ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص رہتی ہے یا بعد میں بھی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت تک رہے گی۔ میں نے عرض کیا کہ رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عشرہ اول اور عشرہ آخر میں تلاش کرو، پھر حضور ﷺ اور باتوں میں مشغول ہو گئے، میں نے موقع پا کر عرض کیا، یہ تو بتلا ہی دیجئے کہ عشرہ کے کون سے حصہ میں ہوتی ہے؟ حضور ﷺ اتنے ناراض ہوئے کہ نہ اس سے قبل مجھ پر اتنے خفا ہوئے تھے نہ بعد میں، پھر فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہوتا تو بتلا نہ دیتے؟ آخر کی سات رات میں تلاش کرو پس اس کے بعد اور کچھ نہ پوچھیو۔

ایک صحابی کو حضور ﷺ نے ۲۳ کی شب متعین طور پر ارشاد فرمائی۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں سو رہا تھا مجھے خواب میں کسی نے کہا کہ اٹھ آج شب قدر ہے، میں جلدی سے اٹھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ ﷺ کی نماز نیت بندھ رہی تھی اور یہ رات ۲۳ کی شب تھی۔ بعض روایات میں متعین طور سے ۲۴ کی شب کا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام سال رات کو جاگے وہ شب قدر کو پاسکتا ہے (یعنی شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے) کسی نے ابی بن کعبؓ سے اس کو نقل کیا تو وہ فرمانے لگے کہ ابن مسعودؓ کی غرض یہ ہے کہ لوگ ایک رات پر قناعت کر کے نہ بیٹھ جائیں پھر قسم کھا کر یہ بتلایا کہ وہ ۲۷ رمضان کو ہوتی ہے۔ اسی طرح سے بہت سے صحابہؓ اور تابعینؓ کی رائے ہے کہ وہ ۲۷ کی

شب میں ہوتی ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تحقیق یہی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق وہی ہے کہ جو شخص تمام سال جاگے وہ اس کو معلوم کر سکتا ہے۔ درمنثور کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں۔ ائمہ میں سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ تمام سال میں دائر رہتی ہے۔

دوسرا قول امام صاحب کا یہ ہے کہ تمام رمضان میں دائر رہتی ہے۔ صاحبین کا قول ہے کہ تمام رمضان کی کسی ایک رات میں ہے جو متعین ہے مگر معلوم نہیں۔ شافعیہ کا راجح قول ہے کہ تمام شب میں ہونا اقرب ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے، کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی دوسری رات میں۔ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ستائیسویں رات میں زیادہ امید ہے۔

### ابن عربی کا قول شب قدر کے متعلق

شیخ العارفين محي الدين ابن عربي رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ان لوگوں کا قول زیادہ صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ تمام سال میں دائر رہتی ہے اس لئے کہ میں نے دو مرتبہ اس کو شعبان میں دیکھا ہے ایک مرتبہ پندرہ کو اور ایک مرتبہ ۱۹ کو اور دو مرتبہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں ۱۳ کو اور ۱۸ کو، اور رمضان کے اخیر عشرہ کی ہر طاق رات میں دیکھا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ سال کی راتوں میں پھرتی رہتی ہے لیکن رمضان المبارک میں بہ کثرت پائی جاتی ہے۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے ایک وہ رات جس میں احکام خداوندی نازل ہوتے ہیں اور اسی رات میں قرآن شریف لوح محفوظ



سے اترتا ہے۔ یہ رات رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں تمام سال میں دائر رہتی ہے لیکن جس سال قرآن پاک نازل ہوا اس سال رمضان المبارک میں تھی اور اکثر رمضان المبارک ہی میں ہوتی ہے اور دوسری شب قدر وہ ہے جس میں روحانیت کا ایک خاص انتشار ہوتا ہے اور ملائکہ بہ کثرت زمین پر اترتے ہیں اور شیاطین دور رہتے ہیں، دعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں، یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے اور اخیر عشرہ کی وتر راتوں میں ہوتی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔

بہر حال شب قدر ایک ہو یا دو، ہر شخص کو اپنی ہمت و وسعت کے موافق تمام سال اس کی تلاش میں سعی کرنا چاہئے۔ نہ ہو سکے تو رمضان بھر جستجو کرنا چاہئے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو عشرہ اخیرہ کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اتنا بھی نہ ہو سکے تو عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے اور اگر خدا نخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہر حال غنیمت سمجھنا ہی چاہئے کہ اگر تائید ایزدی شامل حال ہے اور کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے تو پھر تمام دنیا کی نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں لیکن اگر میسر نہ بھی ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں۔ بالخصوص مغرب و عشاء کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو تمام سال بہت ہی ضرور ہونا چاہئے کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسر ہو جائیں تو کس قدر باجماعت نمازوں کا ثواب ملے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ الْآخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



# شب قدر فضیلت و بزرگی والی رات ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ  
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ  
اَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حضرات اور معزز علمائے کرام!

میں نے خطبہ میں قرآن کریم کی ایک سورت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

کہ ہم نے قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے، لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر  
ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں اپنے پروردگار  
کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر یہ رات طلوع فجر تک برابر سلامتی والی رات ہے۔

اس سورت مبارکہ میں قرآن مجید کے نازل فرمانے اور شب قدر کی بزرگی و برکات کا تذکرہ ہے، قرآن مجید تو تھوڑا تھوڑا ۲۳۱ برس میں نازل ہوا ہے پھر شب قدر میں نازل فرمانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کے بارے میں مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے اتار کر آسمان دنیا یعنی قریب والے آسمان پر اتارا گیا، وہاں سے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ تھوڑا تھوڑا قرآن حضور اقدس ﷺ پر نازل کیا گیا۔

شب قدر کی فضیلت بتاتے ہوئے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے سوالیہ انداز میں اس کی اہمیت بتائی اور فرمایا وَمَا آذْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ یعنی اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ اس کے بعد فرمایا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ہزار مہینوں تک اعمال صالحہ میں مشغول رہے جن میں شب قدر نہ ہو اور شب قدر میں مشغول عبادت رہے تو اس کا یہ عمل ہزار ماہ اعمال صالحہ میں لگے رہنے والے شخص سے افضل ہوگا، دراصل اس امت کے افراد کی عمریں کم ہیں اور اعمال بھی کم ہیں لیکن ایسی مبارک گھڑیاں اور مبارک راتیں دی ہیں جن میں تھوڑی سی عبادت کا اجر و ثواب بے انتہا ہوتا ہے جس کی بنا پر پچھلی امتوں کے لمبی لمبی عبادت کرنے والے افراد پر فضیلت و فوقیت حاصل ہو جاتی ہے۔

ہزار مہینے کے تر اسی سال چار مہینے ہوتے ہیں، پھر شب قدر کو ہزار مہینے کے برابر نہیں فرمایا بلکہ اس سے بھی بہتر قرار دیا، اب یہ کس قدر بہتر ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، مومن بندوں کے لئے شب قدر بہت خیر و برکت کی چیز ہے کہ ایک رات جاگ کر خلوص کے ساتھ عبادت کریں اور ہزار مہینوں سے زیادہ کا اجر و ثواب حاصل

کر لیں۔ اسی لئے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب قدر سے محروم رہ گیا گویا پوری بھلائی سے محروم ہو گیا اور شب قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو مکمل محروم ہو۔ چند گھنٹے قربانی دے کر اتنا بڑا اجر حاصل کرنے کا جذبہ نہ ہونا کسی محروم القسمت انسان کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔

### شب قدر کا مطلب

شب قدر یعنی قدر والی رات، قدر کے معنی عظمت و شرف کے ہیں یعنی اس رات کو لیلۃ القدر اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دوسری راتوں کے مقابلہ میں اس کو شرف و عظمت حاصل ہے، بعض علماء نے اس کا یہ بھی مفہوم بتایا کہ جس شخص کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے باعث کوئی قدر و قیمت نہ تھی اس رات میں عبادت اور توبہ و استغفار کر کے وہ صاحب قدر و منزلت بن گیا، قدر کے ایک معنی تقدیر اور حکم کے بھی ہیں اس اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہوا ہے اس کا وہ حصہ جو اس رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے ان فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور اس کے امور کے ذمہ دار ہیں تقدیر ازلی میں عمر، موت، رزق اور بارش وغیرہ سب کچھ ہے، یہاں تک کہ یہ بھی بتلا دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو اس سال حج نصیب ہوگا۔

قرآن کریم کی مذکورہ بالا سورت میں اس رات کی چار فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔  
 (۱) اس رات میں قرآن کریم نازل ہوا۔ (۲) یہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (۳) اس رات میں فرشتے اترتے ہیں۔ (۴) اس رات میں صبح صادق تک خیر و برکت اور سلامتی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اس سورت مبارکہ کے علاوہ بھی قرآن کریم میں دوسری آیت میں ہے کہ قرآن کریم کا نزول شب قدر میں ہوا۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ وہ فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترتے ہیں، وہ فرشتے ہر اس بندے کو سلام کرتے ہیں جو کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اذکر اللہ میں مشغول ہو، ان لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے، جبرئیل ان فرشتوں سے کہتے ہیں بس اب چلو، فرشتے پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا؟ جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے معاف کر دیا ہے سوائے چار شخصوں کے۔ (۱) شراب کا عادی۔ (۲) والدین کا نافرمان۔ (۳) قطع رحمی کرنے والا۔ (۴) کینہ پرور۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں عبادت کے لئے ایمان و اخلاص کے ساتھ کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

### شب قدر کون سی رات ہے؟

یہ بات تو یقینی ہے کہ شب قدر رمضان المبارک میں آتی ہے مگر کس رات میں؟ یہ متعین نہیں ہے، اس بارے میں علماء کی مختلف رائیں ہیں۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتی ہے اس میں کوئی خاص بات متعین نہیں، کسی بھی رات میں آسکتی ہے اور ہر سال رمضان میں بدلتی رہتی ہے، آخری عشرہ کی راتوں میں بھی اس کی جو طاق راتیں ہوتی ہیں ان میں شب قدر کے واقع ہونے کا احتمال زیادہ ہے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ شب قدر کو رمضان

کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ ان میں بھی کون سی رات میں زیادہ امید ہے؟ بعض نے اکیسویں رات کو قرار دیا اور بعضوں نے تینیسویں رات کو، لیکن اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو شب قدر کا زیادہ امکان ہے۔

### شب قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح

علماء کرام نے لکھا ہے کہ شب قدر کو پوشیدہ رکھنے میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔ اول یہ ہے کہ اگر متعین ہوتی تو بہت سے کوتاہ طبیعت والے دوسری راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتے اور موجودہ صورت میں اس احتمال میں شاید آج شب قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق ہو جاتی ہے۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو گناہ کے بغیر نہیں رہتے، تعیین کی صورت میں گناہ پر جرأت ہو سکتی ہے، یہ بہت خطرناک بات ہے۔ تیسری حکمت یہ کہ اگر وہ متعین رات چھوٹ جائے تو بعد کی راتوں میں عبادت میں وہ بشتاقت نہیں رہتی کہ اصل رات تو چلی گئی اب عبادت کر کے کیا فائدہ؟ چوتھی حکمت یہ ہے کہ چھپا کر رکھنے میں جتنی راتیں اس رات کی طلب میں خرچ ہوں گی ان سب کا مستقل اجر و ثواب ملے گا۔ پانچویں حکمت یہ کہ رمضان کی عبادت میں اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں اپنے بندوں کی عبادت پر، کن کن راتوں میں جاگنے سے یہ تفاخر اور زیادہ ہوگا اور بندے مشغول عبادت رہیں گے۔ ان کے علاوہ بھی مصلحتیں ہیں۔ دو افراد کے جھگڑے کی وجہ سے اس رات کی تعیین بھلا دی گئی اور اسی میں امت کے لئے خیر ہے۔ اب یہ رات ہمیشہ پوشیدہ رہے گی قیامت تک مسلمان اسے تلاش کریں گے اور خیر پائیں گے۔

## شب قدر کی عبادت کیا ہے؟

شب قدر میں کیا عبادت کی جائے؟ علماء نے لکھا ہے کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ نقلیں پڑھیں، کیونکہ اکثر روایات میں قیام کی فضیلت آئی ہے اور قیام نفلوں میں ہوتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ اس رات میں دعا کرنا بہتر عبادت ہے کیونکہ اس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا مانگو **اللَّهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي**۔ اے اللہ! آپ بے شک معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند فرماتے ہیں مجھے معاف فرمادیجئے۔

دیگر علماء نے لکھا ہے کہ صرف دعا پر بس نہ کرے بلکہ مختلف عبادتوں کو جمع کرنا افضل ہے، تلاوت، نماز، دعا، تسبیحات وغیرہ میں مشغول رہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات میں یہ تمام عبادات منقول ہیں، بہتر یہ بھی ہے کہ اگر اپنی فرض نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں تو قضاء نواست کا اہتمام کریں، اس لئے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے فرض نمازوں کے بارے میں ہی سوال ہوگا، اپنے سر پر فرض نمازیں کئی کئی رکھ کر نوافل پڑھتے رہیں، یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ ایک اندازہ لگا کر جتنی فرض نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں ان کی قضا کا اہتمام کرے، اگر کچھ کمی وبیشی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے، ویسے نوافل میں صلوة التسبیح کا بڑا مقام ہے، اس سے بندہ مومن کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اگر معاف ہو چکے ہیں تو درجات میں اضافہ ہوگا۔

روح المعانی میں ہے کہ شب قدر کی فضیلت اس شخص کو بھی حاصل ہوتی ہے جو مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کر لے لیکن یہ بہت ادنیٰ درجہ ہے، بہتر یہ

ہے کہ اس رات میں مختلف عبادتوں کو جمع کرے اور خوب جی لگا کر اور نہایت ذوق و شوق اور بشارت سے عبادت میں مشغول رہے اور قرآن مجید کی تلاوت بڑی توجہ سے کرے، پورے طور پر دعا میں مشغول ہو کہ پوری رات قبولیت کی رات ہے، اس رات میں ملائکہ کی صحبت کی وجہ سے دل نرم پڑ جاتے ہیں، خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس وقت دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اپنے لئے اور تمام امت کے لئے مانگے۔ شب قدر کے لئے کوئی مستقل عبادت شریعت نے مقرر نہیں کی بلکہ اس بارے میں امت کو آزادی دی گئی ہے کہ وہ اپنی بشارت و امکان کے اعتبار سے جس عبادت میں زیادہ دل لگے اس میں اپنا وقت گذاریں، اپنے گناہوں کا اقرار و اعتراف کریں اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم و ارادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاصہ سے نوازیں اور خیر کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

## شب قدر کی علامات

حضرت عبادہؓ نے نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے صاف شفاف، نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا رہتا ہے۔ اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے، ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں



رات کا چاند۔ اللہ جل شانہ نے اس کے دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)۔

اس حدیث کے آخر میں شب قدر کی چند علامات ذکر کی ہیں جن کا مطلب صاف ہے، ان کے علاوہ اور بھی بعض علامات روایات میں اور ان لوگوں کے کلام میں ذکر کی گئی ہیں جن کو اس رات کی دولت نصیب ہوتی ہے بالخصوص اس رات کے بعد جب صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ یہ علامت بہت سی روایات حدیث میں وارد ہوئی ہے اور ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور علامتیں لازمی نہیں ہیں۔ عبدہ بن ابی لبابہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔ ایوب بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوگئی میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو بالکل میٹھا تھا اور یہ تینیسویں شب کا قصہ ہے۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے حتیٰ کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں مگر ایسی چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



## شب قدر

گناہوں سے پاک کرنے والی رات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ  
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ  
اَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بڑی رحمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے، دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت کو کچھ خصوصی امتیازات عطا فرمائے ہیں، انہیں امتیازی فضائل میں سے شب قدر بھی ہے جو سال بھر میں ایک

مرتبہ آتی ہے اور صرف اس رات کو عبادت میں مشغول کر دینے والوں کو ایک ہزار مہینے کی اصل عبادت سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ قرآن کریم کی جو سورت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس میں زیادہ کی کوئی حد نہیں مقرر فرمائی کہ کتنی زیادہ ہے؟ اللہ جل شانہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ اس کو ایک ہزار سال کے برابر بنا دیں۔

امت محمدیہ پر اس خاص امتیازی انعام کی ایک وجہ حدیث شریف میں یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو کچھلی امتوں کی کچھ طویل عمریں بطور وحی دکھلائی گئیں جو تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں سال کی ہوتی تھیں، اس کے بالمقابل یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی امت کی عمریں ان کے مقابل بہت کم ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں گی۔ اس واقعہ نے نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر یہ اثر کیا کہ اس حساب سے میری امت اعمال صالحہ اور عبادات میں سب سے کم رہ جائے گی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قلب مبارک سے اس غم کو دور کرنے کے لئے لیلۃ القدر کی آیات نازل فرما کر بتلادیا کہ آپ بے فکر رہیں، اس امت کے عمل کی قیمت بڑھادی گئی ہے کہ صرف ایک رات میں ایک ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں تاکہ وہ دوسری امتوں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ یہ حدیث مؤطا امام مالک اور ترمذی میں نقل کی گئی ہے۔

شب قدر کو شب قدر کیوں کہا جاتا ہے

شب قدر کو شب قدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی عمریں اور رزق اور بھلے برے مختلف قسم کے حالات جو روز اول سے لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اس

رات میں اس سال کا پورا بجٹ اور سب کی مقداریں فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں کہ کس کی کتنی عمر ہوگی؟ کتنا رزق ملے گا اور کیسے کیسے حالات سے گزرے گا۔ اس رات کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ نزول قرآن اس رات میں ہوا۔ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا، سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر و عبادت میں مشغول دیکھتے ہیں اس کیلئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قیام کیا شب قدر میں ایمان کے ساتھ خاص ثواب کی نیت سے کہ کوئی دنیوی غرض نہیں اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو گئے، قیام کرنے سے مراد کسی عبادت میں لگنا ہے جس میں نماز پڑھنا بھی داخل ہے اور ذکر و تلاوت وغیرہ بھی، گناہوں سے معافی کے متعلق شریعت کا اصل ضابطہ یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو نقلی عبادات اور دوسری نیکیوں کے ذریعہ بھی خود بخود معاف ہو جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے صغیرہ کی معافی کی قید نہیں لگائی بلکہ عام رکھا ہے، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اول تو مومن سے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونا بعید ہے، اور اگر ہو بھی گیا تو مومن کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک توبہ نہ کر لے، فرض کرو کہ پہلے غفلت ہی ہوتی رہی، اب جبکہ شب قدر میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اس سے اپنی مغفرت کی دعا اور دوسری مرادیں مانگ رہا ہے تو یقیناً اس کو اپنے پچھلے کئے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی بھی ہوگی،

آئندہ ان سے بچے رہنے کا پختہ ارادہ بھی کرے گا، اسی کا نام توبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی عبادت کیلئے پچھلے گناہوں سے توبہ لازم و ملزوم ہے۔

## ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سوال

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ آج شب قدر ہے تو میں کیا دعا مانگوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو اللہم انک عفو تحب العفو فاعف عني. اے اللہ! آپ بے شک معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند فرماتے ہیں مجھے معاف فرما دیجئے۔ اس حدیث میں شب قدر کی سب سے بڑی عبادت توبہ ہی کو قرار دیا ہے اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مبارک رات میں اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور معافی مانگنے کا پورا اہتمام کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر اس امت کے لئے اللہ جل شانہ کی طرف سے امتیازی انعام ہے کہ ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کے برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ایک ہزار مہینے کے تر اسی برس چار ماہ ہوتے ہیں پھر اس میں رحمت کے فرشتوں کا نزول اور عبادت گزار نے کے لئے رحمت کی دم بہ دم دعائیں بھی ہیں تمام گناہوں کی مغفرت کا وعدہ بھی اور اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ منادی بھی ہوتی ہے کہ ہم سے جو دعا مانگی جائے گی قبول کریں گے۔

## بد نصیب شخص

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کی برکات سے محروم رہا وہ بڑا ہی بد نصیب ہے اور اس بھلائی سے صرف وہی شخص محروم ہوگا جو بڑا ہی

بد نصیب ہو۔ یہ روایت ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، اب ایک سوال باقی رہ گیا کہ یہ مبارک رات کون سی ہے؟ اس کے متعلق اتنی بات تو خود قرآن کریم نے متعین کر دی ہے کہ یہ رات ماہ رمضان کی کوئی رات ہوگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس کی مزید توضیح و تعین بذریعہ وحی الہی اس طرح فرمائی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انیسویں میں۔ ان راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہوگی، بعض روایات میں ستائیسویں شب کے متعلق مزید رجحان ثابت ہوتا ہے۔

### پانچ مخصوص راتیں

یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی احکام میں اکیسویں شب وہ کہلائے گی جو بیس تاریخ کے بعد اکیس تاریخ سے پہلے آئے، اسی طرح ۲۳ اور ۲۵ وغیرہ کو سمجھئے۔ اللہ جل شانہ کے احکام کی حکمتوں کو کون دریافت کر سکتا ہے؟ یہاں بالتصریح کسی ایک رات کو متعین کر کے نہ بتلانے اور عشرہ اخیرہ رمضان کی پانچ طاق راتوں میں دائرہ کر دینے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کے شوق عبادت اور فکر آخرت کی آزمائش ہو کہ شب قدر کی برکات حاصل کرنے کے لئے ان پانچ راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کی کوشش کرے، غور کیجئے کہ سرکاری اور نجی ملازمتوں میں کتنی ملازمتیں ایسی ہیں کہ ان میں ملازم کو پوری رات بیدار رہنا پڑتا ہے، ہوائی جہازوں کے پائلٹ، ریلوے نظام کے چلانے والے، رات کی شفٹوں میں کام کرنے والے، ملوں اور کارخانوں کے مزدور فانی فوائد اور چند لوگوں کی خاطر کتنی راتیں جاگ کر گزار دیتے ہیں، اگر اللہ کے نیک بندے سال بھر میں صرف پانچ راتیں اتنی بڑی نعمت

کے لئے جاگیں کہ تر اسی سال چار ماہ کی عبادت کا ثواب ملے گا، فرشتوں کی دعائیں ملیں گی، سب پچھلے گناہوں کی مغفرت حاصل ہوگی، دین و دنیا کی سب مرادیں حاصل ہوں گی تو کیا مشکل کام ہے؟ اور قربان جائیے اللہ جل شانہ کے فضل و انعام کے، ان راتوں میں بھی تمام رات جاگنا شرط نہیں ہے کچھ سو بھی رہے تو اس مقصد میں خلل نہیں آتا۔ اور حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی روایت تو یہ ہے کہ جو شخص اس رات میں عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے پھر صبح کی نماز بھی جماعت سے پڑھے وہ برکات سے محروم نہیں رہتا، پھر یہ رات غروب آفتاب کے بعد سے شروع ہو جاتی ہے، جو لوگ بیمار یا بہت کمزور یا کم ہمت ہوں وہ مغرب کے بعد سے ہی عبادت میں لگ جائیں، عشاء کی نماز جماعت سے پڑھیں تو وہ بھی شب قدر کی خیر و برکت سے محروم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کیا خبر کہ یہ آخری شب قدر ہو؟

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ شب قدر میں پوری رات کا جاگنا تو مشکل ہے، تھوڑی بہت دیر جاگ کر عبادت کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ یہ خیال غلط ہے، اگر رات کے اکثر حصے میں جاگنا نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، پوری رات جاگنا ہی کونسا مشکل ہے؟ ہم سب جانتے ہیں کہ گذشتہ رمضان میں کتنے لوگ ایسے تھے جو آج دنیا میں نہیں ہیں، وہ رمضان ان کا آخری رمضان تھا، ہمیں کیا خبر کہ آئندہ رمضان تک ہم میں سے کس کس کی باری ہے؟ اس لئے کہ اگر اتنی بڑی نعمت حاصل کرنے کے لئے کوئی ایک دو رات جاگ ہی لیا تو کون سی بڑی بات ہے؟ لیکن اگر تمام رات جاگنا بس کا نہیں تو اکثر حصہ ہی سہی اور بہتر یہ ہے کہ یہ اکثر حصہ رات کا آخر ہو، کیونکہ اس

وقت عبادت میں دل لگتا ہے، شروع رات کے مقابلے میں آخر رات افضل بھی ہے۔ اگر مسلسل دس رات جاگنے کا حکم دے دیا جاتا یا پانچ ہی راتوں کے مسلسل جاگنے کا حکم ہوتا تو بہت سے لوگ اس کی ہمت ہی نہ کرتے، اگر بعض کر بھی لیتے تو تندرستی و صحت پر اثر پڑنے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے طاق راتوں میں ایک رات چھوڑ کر شب قدر بنا کر ان راتوں کو ایسے عجیب طریقے پر تقسیم کر دیا کہ ایک رات جاگ لیں اور دوسری کو آرام کر لیں، اسی طرح راتوں کا جاگنا بھی ہو جائے اور تندرستی پر بھی کوئی اثر نہ پڑے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے عالم کے مسلمانوں کو شب قدر کی ساری خیر سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.





# شب قدر امت محمدیہ کیلئے عظیم نعمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ  
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِّهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ  
اَلْفِ شَهْرِ ۝ تَنْزَلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ  
اَمْرِ ۝ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

حضرات گرامی! نمازوں کے اوقات متعین ہیں کہ کون سی نماز کون سے وقت  
میں ادا کرنی ہے، اشہر حج بھی مقرر ہے کہ کس مہینہ میں حج ادا کرنا ہے، صاحب  
نصاب اور زکوٰۃ کی بھی تفصیل بیان کر دی گئی ہے کہ کس کے اوپر زکوٰۃ واجب ہوتی  
ہے اور کتنی ادا کرنی ہے، شب برأت و شب معراج بھی معلوم و متعین ہیں تاکہ بندہ

ان راتوں میں بیدار رہ کر اپنے خالق و مالک کی بندگی کر سکے، اسی طرح اور دیگر اسلامی احکام متعین کر دیئے گئے ہیں تاکہ بندہ کو اس فریضہ کی ادائیگی میں دقت پیش نہ آئے، مگر ایک رات ایسی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ کر رکھا ہے اور وہ رات شب قدر ہے، یہ رات ایسی پوشیدہ ہے کہ دنیا کی اسلامی کتب اس رات کی تفصیل بتانے سے سکت ہیں اور اسے ڈھونڈنے والے عاجز ہیں، دنیا کی کسی کتاب میں شب قدر کی حتمی تاریخ نہیں مل سکتی اور نہ ہی دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا محدث، مفسر، فقیہ اور مفتی اس رات کی تعیین کر سکتا ہے، آخر اللہ تعالیٰ نے اس رات کو پوشیدہ کیوں کر دیا؟ اللہ تعالیٰ اپنے دیگر احکام کی طرح اس رات کو بھی کیوں نہیں ظاہر فرما دیا؟

شب قدر کو مخفی اور پوشیدہ رکھنے میں بڑی حکمتیں و مصلحتیں ہیں جن کو آقائے مدنی سرکار دعوالم علیہ السلام نے فرمایا عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَّكُمْ لَيْلِيَّةٌ شَبَّ قَدْرًا علم اٹھالیا جانا امید ہے کہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ امت محمدیہ پر فضل و کرم اور جو دوسخا کا سمندر بہانا چاہتا ہے جیسا کہ سورہ قدر کے شان نزول سے معلوم ہے۔

سورہ لیلۃ القدر کی شان نزول میں متعدد روایات نقل کی گئی ہیں مگر ہر روایت سے پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ القدر امت محمدیہ کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ ابن حاتم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے 80 سال تک اللہ کی اس طرح عبادت کی کہ پلک جھپکنے کے برابر بھی کوئی گناہ نہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کے نام بھی بتائے کہ وہ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام تھے، اس پر صحابہ کو تعجب ہوا، اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام

حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی امت کو ان افراد کی عبادت پر تعجب ہو رہا ہے کہ انہوں نے 80 برس عبادت کی؟ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس سے بھی بہتر چیز نازل فرمادی ہے پھر اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ پڑھی اور فرمایا کہ یہ لیلۃ القدر اس سے بھی افضل ہے جس پر آپ نے اور آپ کی امت نے تعجب کیا تھا، یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ بہت مسرور ہوئے۔

### شب قدر کی تعین کیوں اٹھالی گئی؟

اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی تعین کا علم حضور اقدس ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع فرمادیا تھا اور آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتانے کے لئے اپنے گھر سے باہر تشریف لا چکے تھے مگر اس وقت دو مسلمان آپس میں جھگڑ پڑے اور ان کے جھگڑنے نے سارا کام بگاڑ دیا یعنی شب قدر ہمیشہ کے لئے گننام ہو گئی۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ گھر سے تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع دیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی اطلاع دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا اس لئے اس کی تعین اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ اس کا تعین اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو، اس لئے اب اس رات کو نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ دو اشخاص جو اس موقع پر جھگڑ پڑے تھے ان میں سے ایک کا نام عبد اللہ بن حدر د اور دوسرے کا نام کعب بن مالک تھا۔

اس حدیث شریف کو بغور پڑھیں اور ہم سب اپنا محاسبہ کریں کہ جب حضور اقدس ﷺ کی ذات بابرکت کی موجودگی میں دو مسلمانوں کا جھگڑنا شب قدر اور اس

کی برکات سے محرومی کا سبب بن سکتا ہے تو پھر آج تو ہماری صبح کی ابتدا ہی لڑائی اور جھگڑے سے ہوتی ہے اور شام بھی جھگڑے پر ختم ہوتی ہے پھر ایسے حالات میں کیا ہم اللہ کی رحمت و برکت کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ بھلا وہ کون سا دن ہے جس میں ہم آپس میں نہیں لڑتے، ہمارا حال تو یہ ہو گیا ہے کہ جب تک ہم کسی سے لڑائی نہ کر لیں اور ایک دوسرے کو سب و شتم نہ کر لیں ہمیں چین نہیں آتا، کبھی ماں باپ سے لڑتے ہیں تو کبھی بھائی بہن سے، کبھی پڑوس سے تو کبھی رشتہ دار سے لڑتے ہیں، جب ہماری صبح و شام لڑائی اور جھگڑے سے شروع اور ختم ہوتی ہو تو پھر ہمارے گھر میں، کمائی میں، عمر میں، رزق میں برکت کہاں سے آئے گی؟

شب قدر مقدر سے ملتی ہے

ہمارے بہت سے مسلمان بھائی پچھلے سال شب قدر میں ہمارے ساتھ تھے مگر وہ آج نہیں ہیں، وہ اس دنیا سے جا چکے ہیں اور یہ بھی پتہ نہیں کہ ہم میں کون ایسے ہیں جن کو آئندہ سال شب قدر نصیب نہ ہوگی اور یہ بات کہ شب قدر مقدر سے ملتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شب قدر کی تعیین میں بڑا اختلاف اور مختلف اقوال ہیں، چنانچہ شب قدر کب آتی ہے؟ اس کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں چھبیس اقوال اور ان کے دلائل کا بھی بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کر دیا ہے جن میں سے چند اقوال ائمہ پر نظر ڈالیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! شب قدر نبی کے زمانہ کے ساتھ خاص رہتی ہے یا بعد میں بھی ہوتی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت تک رہے گی، میں نے عرض کیا رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا عشرہ اول اور عشرہ

آخر میں تلاش کرو، پھر حضور اکرم ﷺ باتوں میں مشغول ہو گئے ہیں نے موقع پا کر عرض کیا حضور! یہ تو بتلا دیجئے کہ عشرہ کے کون سے حصہ میں آتی ہے؟ حضور اقدس ﷺ اتنے ناراض ہوئے کہ نہ اس سے پہلے مجھ پر اتنے ناراض ہوئے اور نہ بعد میں ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہوتا تو بتلانہ دیتے؟ آخر کی طاق راتوں میں تلاش کرو، بس اس کے بعد کچھ نہ پوچھو۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شب قدر تمام رمضان میں دائر رہتی ہے۔ حضرات صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ شب قدر تمام رمضان کی کسی ایک رات میں ہے جو متعین ہے مگر معلوم نہیں۔ حضرات شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کا راجح قول ہے کہ شب قدر کا رمضان کی اکیسویں رات میں ہونا اقرب ہے۔ امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ شب قدر رمضان کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے کسی سال کسی رات میں، کسی سال کسی دوسری رات میں۔ جمہور علماء کرام کی رائے ہے کہ شب قدر کا رمضان کی ستائیسویں رات میں ہونا زیادہ پر امید ہے۔

بہر کیف یہ رات جس قدر بابرکت اور با عظمت ہے اسی قدر اس کا حصول باعث مشقت بھی ہے۔ حضرات ائمہ کرام کے مختلف اقوال کو دیکھ کر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ رات مقدر سے ملتی ہے اور قسمت والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

## شب قدر پانے کا آسان طریقہ

جمہور علماء کرام کے قول کے مطابق شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات میں ہونے کی امید ہے مگر سوال یہ ہے کہ کوئی پوری رات کیسے جاگ سکتا ہے؟ شیطانی وساوس اور غفلت و سستی کی وجہ سے رات کے ایک ایک منٹ کو عبادت گزاری میں صرف کرنا اگرچہ محال نہیں تاہم مشکل ضرور ہے، پھر یہ رات کیسے حاصل ہوگی؟ تو

یہاں ایک بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ کہ لیلۃ القدر کہ جو سلامتی والی ہے صبح تک باقی رہتی ہے۔ لہذا اب یہ بات متحقق ہوگئی کہ لیلۃ القدر رات کے جس وقت میں بھی آتی ہو وہ صبح تک ضرور باقی رہے گی کیونکہ یہ خدا کا فرمان اور قرآن کا اعلان ہے اس لئے اگر اس نکتہ پر یعنی کم از کم صبح سے پہلے کے لمحات میں جاگ کر عبادت و ریاضت کی جائے اور شب قدر کے حصول کی کوشش کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ شب قدر ضرور حاصل ہوگی کیونکہ شب قدر کو ہر حال میں صبح کے آخری لمحات سے گزرتا ہے۔

### ایک لطیفہ

کسی صاحب کا کوئی سامان چوری ہو گیا تھا تلاش بسیار کے بعد جب سامان نہ ملا تو وہ صاحب قبرستان کے دروازہ پر جا کر بیٹھ گئے، ایک شخص نے پوچھا کہ یہاں کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ میرا سامان چوری ہو گیا ہے اسلئے یہاں بیٹھا ہوں تو اس نے کہا کہیں جاؤ تلاش کرو یہاں کیوں بیٹھے ہو، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں یہاں اس لئے بیٹھا ہوں کہ چور کہیں بھی ہوگا وہ یہاں ایک دن ضرور آئے گا۔

تو بھائیو! اگر کوئی شخص پوری رات نہ جاگ سکے تو اسے چاہئے کہ کم از کم رات کے آخری حصہ میں یعنی صبح صادق سے پہلے جاگ کر تھوڑی دیر ذکر خداوندی اور کچھ عبادت الہی کر لے، کیونکہ جب شب قدر فجر سے پہلے والے لمحات سے گزرے گی تو انشاء اللہ شب قدر ضرور حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شب قدر کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

# شب قدر میں

جبرئیل امین مصافحہ کرتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ  
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ  
اَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

بزرگو، دوستو پیارے نوجوانو! اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں

کو دونوں جہاں میں کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے ایسے اعمال انجام دینے کے مواقع

عطا کئے جن کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا اجر و ثواب ہے، اس طرح اس نے اپنے

بندوں کو ماہ رمضان عطا کر کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے رمضان کے فرض روزے رکھنے پر بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے، اسی طرح رمضان میں قیام رمضان یعنی نماز تراویح کا بڑا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔

اس مہینے میں قرآن کریم کو نازل فرمایا، جو سارے انسانوں کی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور قیامت تک لوگوں کے لئے ایک جامع نظام حیات ہے، یہی نہیں بلکہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ نے لیلة القدر کو واقع فرمایا ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

### اگلے پچھلے گناہ معاف

اللہ تعالیٰ نے اس رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک مکمل سورت یعنی سورہ قدر نازل کی ہے، اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں اس سورت کے نازل ہونے کے سلسلہ میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے چار عابدوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے 80 سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی تھی وہ ہیں حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام، اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام، یہ سن کر صحابہ کرام کو ان بزرگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا اور تعجب ہوا کہ ان ہستیوں نے اتنی زبردست عبادتیں کی ہیں تو ہماری کیا حقیقت؟ قیامت کے دن ہمارا کیا شمار ہوگا؟

ادھر صحابہ کرام یہ سوچ رہے تھے کہ ادھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ آپ کی امت کے لوگ ان سابقہ لوگوں کی 80 سالہ عبادت پر رشک کر رہے ہیں، جب کہ آپ کے رب نے اس سے بہتر مقام عطا کیا ہے اور پھر اس وقت سورہ قدر کی تلاوت کی، اس پر اللہ کے رسول ﷺ کا چہرہ اقدس فرط



مسرت سے چمک اٹھا، چنانچہ لیلۃ القدر کی عبادت کو 80 سال نہیں بلکہ ترسی سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا گیا، یعنی ان انبیاء نے 80 سالہ عبادت کی تھی یعنی نوسو ساٹھ مہینے۔ ہمیں اگر شب قدر نصیب ہوتی ہے تو ان سے چالیس ماہ اور بھی زیادہ ہو جاتے ہیں، اسی طرح لیلۃ القدر میں ایک ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص شب قدر میں پورے اخلاص کے ساتھ صرف اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے قیام کرے تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

مفسرین نے اس مبارک رات کو لیلۃ القدر کے نام سے پکارے جانے کی تین وجوہات بیان کی ہیں۔ (۱) لفظ قدر کے معنی تقدیر کے ہیں یعنی اس رمضان کے اگلے رمضان تک تمام مخلوقات کی تقدیر لکھی جاتی ہے، فیصلے کئے جاتے ہیں۔ (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ قدر کے ایک معنی عظمت و شرافت کے ہیں، چنانچہ جو شخص اس رات کو عبادت میں گزارے وہ خود بھی صاحب قدر ہو جاتا ہے، اور اس رات کی سعادت و عظمت میں سرایت کر جاتی ہے۔ (۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ قدر کے ایک معنی تنگی کے بھی آتے ہیں اس تنگی سے مراد یہ ہے کہ اس رات فرشتے اس قدر زیادہ تعداد میں اترتے ہیں کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ پڑ جاتی ہے اسی لئے اس رات کا نام لیلۃ القدر ہے۔

اس رات کو مخفی رکھنے کی وجہ گنہگاروں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفقت ہے، چونکہ رات کے اوقات میں بیدار رہ کر عبادت کرنے کا عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، اسی لئے ایک رات کا تعیین نہیں فرمایا گیا تا کہ لیلۃ القدر کی تلاش میں اور بھی راتیں عبادت میں گزاریں، صرف ایک رات پر اکتفا نہ کریں۔

الغرض لیلۃ القدر اپنی گونا گوں خصوصیات اور فضائل کی بنا پر انتہائی برکت والی رات ہے، اس لئے اس رات کو غنیمت جانتے ہوئے جس طرح بھی بن پڑے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے، اس کو منانے اور اپنے گناہوں کو بخشوانے کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ اس رات سے محرومی تمام نیکیوں سے محرومی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ماہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پکارنے والا تین دفعہ پکارتا ہے، کوئی ہے مانگنے والا جو مانگے میں اسے دوں، کوئی ہے جو قرض دے ایسی ذات کو جو خالی ہاتھ نہیں، خزانوں سے مالا مال ہے، جو اپنے وعدے کے مطابق پورا پورا عطا کرتی ہے۔

جب جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک ہجوم کے ساتھ نیچے اترتے ہیں جن کے پاس نوری جھنڈے ہوتے ہیں، زمین پر نازل ہونے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ملائکہ اپنے اپنے جھنڈے چار مقامات پر نصب کر دیتے ہیں۔ (۱) بیت المقدس (۲) مسجد طور سینا (۳) مسجد نبوی میں روضۃ النور کے پاس (۴) خانہ کعبہ کے پاس۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوپر ہیں جن میں سے دو پر وہ صرف اسی رات میں کھولتے ہیں اور ان سے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیتے ہیں۔

مفسرین کرام سورہ قدر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کیا، شب قدر امن و چین اور دلجمعی کی رات ہے، اس رات فرشتے ہر قسم کے امور خیر لے کر آسمان سے اترتے ہیں اور اللہ کے نیک بندے اس رات کی عبادت میں اطمینان اور لذت محسوس کرتے ہیں اور یہ اثر ہوتا ہے کہ عابدین

وذاکرین پر جبرئیل امین اور فرشتے سلام بھیجتے ہیں اور ان کے حق میں رحمت و سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں، ان سے مصافحہ کرتے ہیں، ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور یہ سلسلہ فجر تک جاری رہتا ہے۔

## ترقی یافتہ دور میں عبادت کی زیادہ ضرورت

محترم حضرات! آج پوری دنیا ایک کنبہ بن چکی ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ انسان ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھا رہا ہے، ہر اچھی چیز آج ہر انسان کو مل رہی ہے، دنیا میں ہونے والی ترقیوں کا سب فائدہ اٹھا رہے ہیں، لیکن جہاں اچھائیاں ہیں وہیں اس کی بہت ساری خرابیاں بھی ہیں، بلکہ اچھائیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں، جو برائیاں کل تک یورپ و امریکہ میں تھیں آج ہمارے معاشرے میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں بالخصوص ہمارے ملک کے بڑے شہروں میں، ہماری مسلم نوجوان نسل بھی مغرب کی تہذیب سے متاثر ہو رہی ہے۔

افسوس کہ ہم میں سے اکثر مائیں اپنے بچوں کو مغربی رنگ میں رنگتا دیکھ کر خوش ہو رہی ہیں، وہ اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں بلکہ بعض مائیں فخر کے طور پر اپنے بچوں کی غیر اسلامی عادتوں اور ان کے کلچر کو دوسروں کے سامنے پیش کرتی ہیں، مغربی کلچر آج دنیا کا بہت بڑا فتنہ ہے، یہ فتنہ کتنا گھناؤنا اور کتنا خطرناک ہے، اس کی ایک جھلک میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، حالانکہ مجھے اسے پیش کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے لیکن کیا کروں، ہمیں اس سے خبردار ہونا ہے، ہماری نسل کو بچانا ہے، ہمیں خود کو بچنا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

سورہ بنی اسرائیل میں ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، جھڑک کر بات نہ کرو، ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اے اللہ! انہوں نے بچپن میں مجھ پر جیسا رحم کیا ہے تو ان پر ویسا ہی رحم فرما۔ ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں ایسی ہی ہے جیسا کہ پیغمبر کی دعا امت کے لئے۔

### ماں باپ کی ناراضگی عذاب کا باعث

ماں باپ کی ناراضگی کا وبال کس قدر ہو سکتا ہے؟ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سے کہا گیا کہ ایک صاحب جانکنی کے عالم میں ہیں، وہ شدید تکلیف میں ہیں اور ان کا دم نہیں نکل رہا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا ان کی ماں زندہ ہیں؟ کہا گیا کہ ہاں! آپ ﷺ نے کہا بلاؤ، تو ماں کو بلایا گیا اور کہا گیا کہ کیا تم اپنے بیٹے کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو؟ تو ماں نے کہا نہیں، تو حضور ﷺ نے کہا لکڑیاں لاؤ، لکڑیاں لائی گئیں، اس کی ماں سے کہا گیا کہ دیکھو تم معاف کرتی ہو یا میں اسے جلا دوں؟ تو جب رحمۃ للعالمین نے اپنی ساری رحمتوں کے باوجود اس شخص کے جلانے کا حکم فرمانے لگے تو ماں نے کہا میں معاف کرتی ہوں، اتنا کہنا تھا کہ اس وقت اس شخص کا دم آسانی سے نکل گیا اور انہیں موت کی تکلیفوں سے چھٹکارا ملا۔ حضور اقدس ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا تمہارا بیٹا نیک نہیں تھا؟ انہوں نے کہا بہت نیک تھا، لیکن میرے حقوق میں کوتاہی کرتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کو ناراض کرنے سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے۔

حضرات گرامی! قرآن کریم میں دو قسم کی مثالیں ہیں، ایک مثال میں ہے ماں باپ اپنے بچوں کو نصیحت کرتے ہیں تو بچے کہتے ہیں کہ تف ہے تم پر کیا نصیحت کرتے

ہو؟ ایسی ناکارہ اولاد، خراب اولاد دوزخ کا ایندھن بنے گی اور دوسرے جو اپنے ماں باپ کے حق میں کہتے ہیں ہمارے ماں باپ کتنے اچھے تھے، جنہوں نے ہم کو سیدھے راستے پر چلایا وہ اپنے حق میں جنت کا فیصلہ کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کردار کا ذکر ہے تو دوسری طرف حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کے کردار کا ذکر ہے، اسی لئے کہا گیا ہے اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

آج کی نوجوان نئی نسل ماں باپ کی نافرمانی میں جہاں بہت آگے بڑھ رہی ہے وہیں ہماری پرانی نسل رشتوں اور ناتوں کو کاٹنے میں بہت باہر نظر آتی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنا جائزہ بار بار نہیں لیتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ماں باپ کی خدمت کرنے، رشتے ناتوں کو جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ایسے اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہماری عزتوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا باپ جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اب جو جنت میں جانا چاہتا ہے تو دروازے سے داخل ہوگا، اس کیلئے باپ کو راضی کرنا ضروری ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اس کی خدمت کئے بغیر جنت میں نہیں جاسکے گا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے دی جاتی رہی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے پرانے زمانے کا ایک قصہ سنایا کہ تین آدمی کہیں جا رہے تھے، انھوں نے برسات کی وجہ سے ایک غار میں پناہ لی، اس وقت ایک بڑی

چٹان غار کے منہ پر آ کر گر گئی اور غار کا منہ بند ہو گیا، چٹان بہت بڑی تھی، یہ تینوں آدمی اس چٹان کو نہیں ہٹا سکتے تھے، اب یہ تینوں یہ سمجھ گئے کہ ہماری قبر بن گئی، ہم اندر ہی اندر مرجائیں گے، اس وقت ان میں سے جو سمجھ دار تھا اس نے کہا چلو دعا کرو اور اپنے اچھے اچھے کام جو تم نے کئے ہیں ان کا حوالہ اللہ کو دے کر دعا کرو۔

ایک نے دعا کی کہ اے اللہ! ایک شخص میرے پاس مزدوری کرتا تھا، وہ اپنی مزدوری لئے بغیر کہیں چلا گیا، میں نے اس کے پیسہ سے ایک بکری خریدی، پھر اس بکری سے بہت سی بکریاں پیدا ہوئیں اور اس طرح سے پورا ریوڑ بن گیا، بعد میں وہ شخص اپنا حق لینے آیا تو میں نے کہا جاؤ وہ ریوڑ لے لو، اس نے کہا اللہ کے بندے اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق مت کر، میں نے کہا میں مذاق نہیں کر رہا ہوں، وہ سب تمہارا مال ہے، تمہارا مال بڑھ کر اتنا ہو گیا ہے اس کے بعد اس شخص نے اللہ سے دعا کی اے اللہ! اگر تیری بارگاہ میں میرا یہ عمل مقبول ہو تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اس دعا کے بعد چٹان کسی قدر ہٹ گئی اور کچھ روشنی آنے لگی۔

پھر دوسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی، میں نے اس کو گناہ کیلئے اکسایا، تو اس نے مجھ سے اس کے عوض ایک ہزار دینار کا مطالبہ کیا، میں نے اس کو وہ رقم دیدی، اس کے بعد وہ کہنے لگی اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور گناہ مت کر، اس کے بعد میں گناہ کرنے سے باز رہا، اے اللہ! میرا یہ عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے، اس دعا کے بعد چٹان کچھ اور ہٹ گئی۔

پھر تیسرے شخص نے دعا کی اے اللہ! میں روز جانور چرا کرتا اور پھر پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ دیتا اور بعد میں بچوں کو دودھ دیتا، ایک دن ایسا ہوا کہ میں دیر سے آیا ماں باپ سو گئے تھے اور بچے بھوک سے رو رہے تھے، میں نے سوچا کہ پہلے میں ماں

باپ کو پلا کر ہی بچوں کو پلاؤں گا، بچے پیروں کو پکڑ کر روتے ہوئے سو گئے اور میں ایسے ہی رات بھر دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا، جب صبح کو ماں باپ اٹھے، میں نے ماں باپ کو دودھ پلانے کے بعد اپنے بچوں کو دودھ پلایا، اس حوالے کے بعد دعا کی اے اللہ! اگر میرا عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے، دعا قبول ہوئی اور پوری چٹان ہٹ گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے حق کے بعد سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے، ماں باپ کو خوش کر کے ہم اللہ کی رحمت کے مستحق بن سکتے ہیں۔

آئیے ہم آج یہ عزم کر لیں کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے آئندہ اپنے دامن کو گناہوں سے پاک رکھیں گے اور اپنے من کو حسد، کینہ، بغض وغیرہ سے پاک و صاف رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



# شب قدر اور ختم قرآن کریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ  
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ  
لَهُ وَمَنْ یُّضِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُوْلُهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْفُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ  
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . وَنَنْزِلُ مِنْ  
الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاؤٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”اور ہم قرآن (کے ذریعہ) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو

مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! ماہ رمضان المبارک کو اللہ رب العزت کے کلام  
قرآن مجید سے خاص مناسبت ہے۔ اسی ماہ مقدس میں قرآن مجید کا نزول ہوا، اس ماہ  
کی خاص الخاص عبادت نماز تراویح ہے، جس میں بندگان مومن اللہ کے کلام قرآن  
مجید کو الہانہ ذوق و شوق سے سنتے ہیں، اور حفاظ کرام بڑے ہی اچھے انداز میں حسن



صوت اور تجوید و ترتیل کا لحاظ رکھتے ہوئے سناتے ہیں، چاروں طرف اللہ کے کلام قرآن مجید ہی کی گونج ہوتی ہے، خاص و عام کی زبان پر اللہ کا کلام ہوتا ہے، نماز تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھنا اور سننا ایک مستقل عبادت و سنت ہے، صحیح مذہب کے مطابق ماہ رمضان میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے اور رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں قرآن مجید کا ختم کرنا افضل اور مستحب ہے۔ اسلئے پہلے میں شب قدر کے بارے میں کچھ عرض کروں گا اور پھر ختم قرآن کے متعلق۔

جس طرح رمضان المبارک کو دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں فضیلت

حاصل ہے اسی طرح اس کا آخری عشرہ پہلے دونوں عشروں سے بہتر ہے،

اور شب قدر اکثر و بیشتر اسی عشرے میں ہوتی ہے، اس لئے حضور اکرم

ﷺ عبادت وغیرہ کا اہتمام اس میں اور زیادہ کرتے تھے اور دوسروں کو

بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری

عشری میں عبادت وغیر میں وہ مجاہدہ کرتے اور وہ مشقت اٹھاتے جو دوسرے دنوں

میں نہیں کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ

شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات

عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگا دیتے (تاکہ

وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب

قدر کو تلاش کرو، رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔

شب قدر کی اگر اس طرح تعیین کر دی جاتی کہ وہ خاص فلاں رات ہے تو بہت سے لوگ بس اسی رات میں عبادت وغیرہ کا خاص اہتمام کیا کرتے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مبہم فرمادیا تاکہ امت کسی ایک رات پر قناعت نہ کرے۔

البتہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نشاندہی کے طور پر فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کا زیادہ امکان ہے۔ اس لئے ان راتوں کا خاص اہتمام کیا جائے۔ بعض صحابہ کا خیال تھا کہ شب قدر عموماً رمضان کی ستائیسویں ہی کو ہوتی ہے، زراء بن جہش جو اکابر تابعین میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے دینی بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو کوئی پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا (یعنی ہر رات عبادت کیا کرے گا) اس کو شب قدر نصیب ہو ہی جائے گی، پس جو اس کی برکات کا طالب ہو، اسے چاہئے کہ سال کی ہر رات کو عبادت سے معمور کرے، اس طرح وہ یقینی طور پر شب قدر کی برکات پاسکے گا۔

## رمضان کی طاق راتیں

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے، صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی، بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے، اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں

مارے جاتے، نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے، ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح جیسا کہ چودہویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہ نے اس کے دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)۔

اس حدیث کے آخر میں شب قدر کی چند علامات ذکر کی ہیں جن کا مطلب صاف ہے کسی تو صبح کا محتاج نہیں، ان کے علاوہ اور بھی بعض علامات روایات میں اور ان لوگوں کے کلام میں ذکر کی گئی ہیں جن کو اس رات کی دولت نصیب ہوتی ہے بالخصوص اس رات کے بعد جب صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ یہ علامت بہت سی روایات حدیث میں وارد ہوئی ہے اور ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور علامتیں لازمی نہیں ہیں۔ عبدہ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا ایوب بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوگئی میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو بالکل میٹھا تھا اور یہ تیسویں شب کا قصہ ہے۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، حتیٰ کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں، مگر ایسی چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللّٰهُمَّ سے اخیر تک دعا بتلائی،

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو، پس مجھے معاف فرما۔

زرار بن جہش رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات نقل کر کے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بھائی ابن مسعود پر خدا کی رحمت ہو، ان کا مقصد اس بات سے یہ تھا کہ لوگ (کسی ایک ہی رات کی عبادت پر) قناعت نہ کر لیں ورنہ ان کو یہ بات یقیناً معلوم تھی کہ ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے۔

اس عدم تعین کی بڑی حکمت یہی ہے کہ طلب گار بندے مختلف راتوں میں عبادت و ذکر و دعا کا اہتمام کریں، ایسا کرنے والوں کی کامیابی یقینی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل امین فرشتوں کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا بیٹھا اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں مشغول ہو۔

## ختم قرآن کا مسنون طریقہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ختم قرآن کے وقت سورہ ناس تلاوت فرماتے تو پھر سورہ فاتحہ شروع قرآن سے افتتاح کرتے اور پھر سورہ بقرہ (ہُمُ الْمُفْلِحُونَ) تک پڑھ کر ختم قرآن کی دعا کرتے، تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر انیسویں رکعت میں سورہ فاتحہ پھر سورہ بقرہ فلق اور سورہ ناس پڑھنا اور بیسویں رکعت میں سورہ فاتحہ پھر سورہ بقرہ کا کچھ حصہ مفلحون تک پڑھنا مستحب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر آگے چل دے۔ یعنی قرآن ختم کر کے پھر شروع کر دے۔ بعض جگہ رواج ہے تراویح کی بیسویں رکعت میں تین مرتبہ سورہ اخلاص سورہ ناس اور سورہ بقرہ مفلحون تک اور دوسری دعائیں پڑھنا، یہ صحیح طریقہ نہیں ہے۔

## ختم قرآن کی دعا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی قرآن مجید ختم کرے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے (دعا قرآن مجید کے آخر میں لکھی ہوئی ہے) ختم قرآن کے وقت یہ دعا ایک بار ضرور پڑھنا چاہئے۔

## ختم قرآن کے وقت قبولیت دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کے لئے ایک ایسی دعا مقدر کی گئی ہے جو ہر حال میں قبول کی جاتی ہے، بس اگر دعا مانگنے والا چاہئے تو جلدی کر کے اس کے انعامات کو دنیا ہی میں مانگ لے اور اگر چاہے تو اس کو آخرت کے لئے مؤخر کر دے۔ اس دعا سے مراد ختم قرآن کے وقت کی وہ دعا ہے جو بارگاہ خداوندی میں رد نہیں ہوتی ہے، اگر اس کا بدلہ دنیا میں مانگے تو دنیا میں ملے گا اور اگر آخرت میں مانگے تو آخرت میں ملے گا۔ اس قرآن مجید کے ذریعہ دنیا و آخرت کی جتنی خیر اور بھلائی مانگے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے کلام قرآن مجید کی برکت سے بندگان مومن کو سب کچھ عطا فرمائیں گے۔

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ اس حدیث مبارک کے الفاظ عام ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دعا قبول ہوتی ہے، چاہے ایک ہو یا متعدد ہوں اور ختم قرآن کریم کی مجلس میں ہوں۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن مجید ختم کیا اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن ختم کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجا اور اپنے پروردگار سے استغفار کیا بس اس نے صرف ختم قرآن کریم ہی نہیں کیا بلکہ ختم قرآن، اللہ کی حمد و ثنا اور حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی طلب کی ہے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام ختم قرآن مجید کے مبارک موقع پر جمع ہوتے تھے۔ اور فرمایا کہ اس وقت رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے۔

## ختم قرآن کے وقت انعامات خداوندی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو افتتاح تلاوت قرآن مجید کے موقع پر حاضر ہوا گویا وہ لشکر اسلام کے جہاد کے افتتاح کے وقت حاضر ہوا، اور جو ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ اموال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

## ختم قرآن اور ہمارا اقرار

مجلس ختم قرآن بڑی عظیم الشان اور بابرکت مجلس ہے، اللہ تعالیٰ اس وقت میں اپنی رحمتوں اور عطاؤں کے خزانے لٹا رہے ہوتے ہیں، اس لئے ہم اس بابرکت اور

پر نور مجلس میں نہایت اہتمام کے ساتھ ثواب کی امید سے شرکت کر کے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کو ضرور حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس اہم اور مبارک مجلس میں ہم صدق دل سے اپنے پاک پروردگار سے یہ اقرار کریں کہ قرآن مجید سے ہم اپنا رشتہ مضبوط سے مضبوط رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



## آخری عشرہ اور شب قدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مَضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
يَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ  
”مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! جس طرح رمضان المبارک کو دوسرے  
مہینوں کے مقابلے میں فضیلت حاصل ہے، اسی طرح اس کا آخری عشرہ  
پہلے عشروں سے بہتر ہے، اور شب قدر اکثر و بیشتر اسی عشرے میں ہوتی  
ہے، اس لئے رسول اکرم ﷺ عبادت وغیرہ کا اہتمام اس میں اور زیادہ  
کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔



ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں عبادت وغیرہ میں وہ مجاہدہ کرتے اور وہ تکلیف اٹھاتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگا دیتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو، رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔ مطلب یہ ہے کہ شب قدر زیادہ تر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے، یعنی اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انیسویں۔

بعض صحابہ کا خیال تھا کہ شب قدر عموماً رمضان کی ستائیسویں ہی ہوتی ہے۔ زراء بن جیش جو اکابر تابعین میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے دینی بھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو کوئی پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا (یعنی ہر رات عبادت کیا کرے گا) تو اس کو شب قدر نصیب ہو جائے گی (یعنی شب قدر سال کی کوئی نہ کوئی رات ہوتی ہے) پس جو اس کی برکات کا طالب ہو، اسے چاہئے کہ سال کی ہر رات کو عبادت سے معمور کرے، اس طرح وہ یقینی طور پر شب قدر کی برکات پاسکے گا۔

زرراء بن جیش نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات نقل کر کے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بھائی ابن مسعود پر خدا کی رحمت ہو، ان کا مقصد اس بات سے یہ تھا کہ لوگ (کسی

ایک ہی رات کی عبادت پر) قناعت نہ کر لیں، ورنہ ان کو یہ بات یقیناً معلوم تھی کہ شب قدر رمضان ہی کے مہینے میں ہوتی ہے، اور اس کے بھی خاص آخری عشرہ میں اور وہ معین ستائیسویں شب ہے۔ پھر انہوں نے پوری قطعیت کے ساتھ قسم کھا کر کہا کہ وہ بلاشبہ ستائیسویں شب ہی ہے (اور اپنے یقین و اطمینان کے اظہار کے لئے انہوں نے قسم کے ساتھ) انشاء اللہ بھی نہیں کہا۔ (زرار بن جیش کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ یہ بات آپ کس بنا پر فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں یہ بات اس نشانی کی بنا پر کہتا ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خبر دی تھی اور وہ یہ کہ شب قدر کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ انہوں نے جو قطعیت کے ساتھ یہ بات کہی کہ شب قدر معین طور سے ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے، یہ بات رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی تھی، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جو ایک خاص نشانی بتائی تھی، انہوں نے چونکہ وہ نشانی عموماً ستائیسویں شب کی صبح ہی کو دیکھی تھی، اس لئے یقین کے ساتھ انہوں نے رائے قائم کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی تو یہ فرمایا کہ اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور کبھی فرمایا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، کبھی اخیر عشرہ کی پانچ راتوں میں سے چار یا تین راتوں کے لئے فرمایا۔ کسی خاص رات کی تعیین آپ ﷺ نے نہیں فرمائی، ہاں بہت سے اصحاب ادراک کا تجربہ یہی ہے کہ وہ زیادہ تر ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے، اس عدم تعیین کی بڑی حکمت یہی ہے کہ طلب گار بندے مختلف راتوں میں عبادت و ذکر و دعا کا اہتمام کریں، ایسا کرنے والوں کے لئے کامیابی یقینی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل

عَلَيْهِمَا فَرِشْتَوَاتٌ کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔  
معلوم ہوا کہ شب قدر میں انسان کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے، تاکہ اس مبارک شب کے انوارات سے مستفیض ہو سکے۔

## توبہ اور اس کی حقیقت

توبہ کے لغوی معنی افسوس و ندامت، پشیمانی اور پچھتاوے کے ہیں، اور اصطلاح میں کسی برے کام سے باز رہنے کا عہد کرنے کا نام توبہ ہے۔  
سچی توبہ کی تین شرطیں ہیں۔ (۱) آدمی اپنے گناہوں پر دل میں شرمندگی محسوس کرے۔ (۲) زبان سے استغفار کرے اور فوری ان گناہوں کو چھوڑ دے۔ (۳) دوبارہ ان گناہوں کے نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے۔

## توبہ کی قسمیں

جن گناہوں سے انسان توبہ کرتا ہے وہ تین قسم کے ہیں۔  
اول اللہ کے فرض کردہ احکام مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کئے ہوں تو توبہ کے ساتھ ان احکامات کی حتی الامکان قضاء بھی لازمی ہے۔  
دوسرے گناہ مثلاً شراب نوشی، رقص و سرور، گانا بجانا اور سود وغیرہ ایسے گناہوں کی معافی کی صورت یہ ہے کہ پہلے تو ان کو فوراً چھوڑ دیا جائے، پھر اللہ جل شانہ سے معافی مانگ کر ان گناہوں کو آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کیا جائے۔  
تیسری قسم کے گناہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں، سب سے زیادہ سنگین یہی ہیں، مثلاً کسی کو قتل کر دیا ہو، کسی پر بہتان لگایا ہو، جھوٹی گواہی دی ہو، تو ان گناہوں کا

جن سے تعلق ہے ان کو کسی نہ کسی صورت میں راضی کرنا بہت ضروری ہے، اگر ایسا نہ کر سکے تو بجز اسکے کوئی صورت نہیں کہ اللہ جل شانہ ہی سے معافی طلب کرے، تاکہ قیامت میں آپ کی طرف سے وہ ان کو راضی کر دے اور آپ کو بھی معاف کر دے۔

## گناہ کے تین درجے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ گناہوں پر اقدام کے تین درجے ہیں۔ کسی گناہ کا کبھی ارتکاب ہی نہ ہو تو یہ فرشتوں کا درجہ ہے یا انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ خدا نے ان کو معصوم پیدا کیا۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی گناہوں کا ارتکاب کرے اور گناہ کو گناہ نہ سمجھے، نہ ندامت محسوس کرے اور نہ ان کو چھوڑنے کا ارادہ رکھے، یہ درجہ شیطان صفت انسانوں کا ہے کہ جس طرح شیطان نے اللہ کی نافرمانی کر کے کبھی ندامت محسوس نہیں کی اور توبہ نہ کی۔

تیسرا درجہ عقلمند اور نیک لوگوں کا ہے کہ اگر کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو فوراً اس پر نادم ہو کر توبہ کرتے ہیں اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کر لیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہونے کے بعد توبہ نہ کرنا خالص شیطاں کا کام ہے، اسی طرح اگر زبان سے توبہ کر لے اور ان میں اس گناہ کو پھر کرنے کا ارادہ ہے تو یہ توبہ نہیں کہلاتی۔ ایسی توبہ سے بھی توبہ کرنی چاہئے۔

## رحمت الہی گناہگاروں کی توبہ کی منتظر رہتی ہے

بشری کمزوریوں کی وجہ سے یا نفس کے غلبہ سے گناہ ہو جانا اتنی بڑی بات نہیں جتنا بڑا گناہ گناہوں پر اصرار کرنا یعنی بار بار کرنا یا گناہ کو اہمیت نہ دینا اور استغفار نہ

کرنا یعنی اس گناہ سے توبہ نہ کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم سب خطا کار ہو، اور سب سے اچھے خطا کار وہ ہیں جو اپنی خطا سے توبہ کر لیتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں توبہ کرنے والوں کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

توبہ کی قبولیت سے مایوسی کفر ہے

اکثر لوگ جن کی عمر اللہ کی نافرمانی اور گناہوں میں گزری ہو، شرم کی وجہ سے توبہ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر ایک آدمی ساری دنیا کے گنہگاروں جیسے گناہ بھی کر لے، پھر بھی جب وہ صدق دل سے اللہ سے معافی چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو یقیناً معاف فرما دیں گے۔

قارون اور فرعون کی بھی توبہ قبول ہو جاتی

قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن اور اللہ جل شانہ کا انتہائی نافرمان دولت مند تھا، وہ موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں یہاں تک بڑھ گیا کہ ایک عورت کو مال و دولت دے کر یہ کہنے لگا کہ جب بنی اسرائیل کے سردار میری مجلس میں بیٹھے ہوں تو آ کر سب کے سامنے اتنا کہہ دینا کہ اے قارون! کیا تو موسیٰ کو میری عزت کے ساتھ کھیلنے سے منع نہیں کر سکتا؟ موسیٰ کو جب اس سازش کی خبر ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے قارون پر قدرت عطا کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے زمین کو تیرے قابو میں کر دیا ہے جو تو حکم دے گا زمین تیری اطاعت کرے گی۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام قارون کے پاس آئے اور زمین کو حکم دیا کہ قارون کو پکڑ لے، زمین قارون کو گھٹنے تک نکل گئی، قارون نے موسیٰ سے گڑگڑا کر معافی کی درخواست

کی، مگر موسیٰ برابر زمین کو حکم دیتے رہے اور قارون مع اپنی دولت اور ساز و سامان کے زمین میں دھنستا چلا گیا۔

بعض مفسرین نے فرعون کے غرق ہونے کے قصے میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں فرعون کے غرق ہونے کے وقت اس کے منہ میں مٹی ٹھونس رہا تھا اس خوف سے کہ کہیں فرعون اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ کہہ دے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے اور اسے معافی مل جائے۔

ان دونوں واقعات سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے پایاں اور بے حد و حساب رحمت کا پتہ چلتا ہے تو پھر ایسی کریم اور رحیم اور معاف کرنے والی ذات سے کیوں نہ آج ہی رمضان کی مبارک ساعتوں میں اپنی اپنی نافرمانیوں اور خطاؤں کی معافی مانگ لیں، وہ رحیم اور کریم ذات جو فرعون اور قارون کو بھی معاف کرنے پر تیار تھی، ہم اس کا کلمہ پڑھنے والوں کو کیوں نہ معاف کرے گی؟

## گناہ سے توبہ کرنے کا انعام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے، اپنی توبہ کو نبھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ادا کی ہوئی تمام نیکیاں قبول کر لیتا ہے اور اس کے کئے ہوئے گناہ معاف کر دیتا ہے، ہر نیکی کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک محل عطا فرماتا ہے اور حور عین میں سے ایک حور کے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا ہے۔

## توبہ کرنے والوں کے لئے تین انعامات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ توبہ کرنے والے جب اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے سامنے سے کستوری کی خوشبو پھوٹے گی، یہ جنت کے دسترخوان پر اس سے تناول کریں گے، عرش کے سایہ میں رہیں گے، جب کہ بہت سے لوگ حساب و کتاب کی سختی میں ہوں گے۔

## توبہ کا وقت کب تک رہے گا؟

انسان اپنے گناہوں سے جلد ہو سکے توبہ کر لے، اتنا ہی اس کیلئے بہتر ہے، کیونکہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، نہ جانے کس وقت آ کر دبوچ لے، جب موت کا فرشتہ نظر آ گیا تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں، اس بات کی خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی جو برے عمل کرتے رہے، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کے سامنے موت آ کھڑی ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ میں توبہ کرتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ توبہ انسان جس وقت بھی سچے دل سے کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس کو قبول کر کے بندے کو گناہوں سے پاک و صاف کر دے گا۔ البتہ جب بندہ زندگی سے ناامید ہو جائے اور موت کے فرشتے کو دیکھ لے اور روح حلق میں آجائے اور غرغره کی وجہ سے سانس میں تنگی ہو جائے تو اس وقت کی توبہ قابل قبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



## شب قدر بے حد اجر و ثواب کی رات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مَضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! اللہ جل شانہ نے حضور اکرم ﷺ کی اس آخری  
امت کو بڑی رحمتوں اور نعمتوں سے نوازا ہے، دوسری ساری امتوں کے مقابلے میں  
اس امت کو کچھ خصوصی امتیازات عطا فرمائے ہیں۔

انہیں امتیازی فضائل میں سے شب قدر بھی ہے، جو سال بھر میں ایک مرتبہ آتی  
ہے اور صرف اس رات کو عبادات میں مشغول کر دینے والوں کو ایک ہزار مہینے کی  
اصل عبادت سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔



قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ شب قدر بہتر ہے ایک ہزار مہینوں سے، قرآن کریم نے اس رات کی عبادت کو ایک ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا ہے، اس میں زیادتی کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی کہ کتنا زیادہ ہے۔ اللہ جل شانہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ اس کو ایک ہزار سال کے برابر بنا دیں۔

امت محمدیہ پر اس خاص امتیازی انعام کی ایک وجہ حدیث شریف میں یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو پچھلی امتوں کی کچھ طویل عمریں بطور وحی دکھلائی گئیں (جو تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں سال کی ہوتی تھیں) اس کے بالمقابل یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی امت کی عمریں ان کے مقابل بہت کم ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں گی۔

اس واقعہ نے نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر اثر کیا کہ اس حساب سے میری امت اعمال صالحہ اور عبادات میں سب سے کم رہ جائے گی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک سے اس غم کو دور کرنے کے لئے لیلۃ القدر کی آیت نازل فرما کر بتلادیا کہ آپ فکر نہ کریں، اس امت کے عمل کی قیمت بڑھادی گئی ہے کہ صرف ایک رات میں ایک ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ ثواب حاصل کر سکتے ہیں، تاکہ دوسری امتوں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔

شب قدر کو شب قدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی عمریں اور رزق اور بھلے برے مختلف قسم کے حالات جو روز ازل سے لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں، اس رات میں اس سال کا بھٹ اور سب کی مقداریں فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں کہ کس کی کتنی عمر ہوگی، کتنا رزق ملے گا، وہ کیسے کیسے حالات سے گزرے گا؟

## جبرئیل رحمت کی دعا کرتے ہیں

اس رات کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ نزول قرآن اس رات میں ہوا، درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ شب قدر میں جبرئیل امین فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر و عبادت میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قیام کیا شب قدر میں ایمان کے ساتھ خاص ثواب کی نیت سے کہ کوئی دنیوی غرض نہیں اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ قیام کرنے سے مراد کسی عبادت میں لگنا ہے، جس میں نماز پڑھنا بھی داخل ہے اور ذکر و تلاوت وغیرہ بھی۔

گناہوں سے معافی کے متعلق شریعت کا اصل ضابطہ یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو نفلی عبادات اور دوسری نیکیوں کے ذریعہ بھی خود بخود معاف ہو جاتے ہیں، مگر کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے صغیرہ کی معافی کی قید نہیں لگائی، بلکہ عام رکھا ہے، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اول تو مومن سے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونا بعید ہے اور اگر ہو بھی گیا تو مومن کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک توبہ نہ کر لے، فرض کرو کہ پہلے غفلت ہی ہوتی رہی، اب جبکہ شب قدر میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے، اس سے اپنی مغفرت کی دعا اور دوسری مرادیں مانگ رہا ہے، تو یقیناً اس کو اپنے پچھلے کئے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی بھی ہوگی، آئندہ ان سے بچنے رہنے کا پختہ ارادہ بھی کرے گا، اسی کا نام توبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی عبادت کے لئے پچھلے گناہوں سے توبہ لازم و ملزوم ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ آج شب قدر ہے تو میں کیا دعا مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا کرو: **اللَّهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي**.

اے میرے معبود! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو بہت پسند کرتے ہیں میرے بھی گناہوں کو معاف فرمادیں۔

اس حدیث میں شب قدر کی سب سے بڑی عبادت تو بہ ہی کو قرار دیا ہے، اسلئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مبارک رات میں اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور معافی مانگنے کا پورا اہتمام کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر اس امت کیلئے اللہ جل شانہ کی طرف سے امتیازی انعام ہے، کہ ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کے برابر نہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ایک ہزار مہینے کے تر اسی برس چار ماہ ہوتے ہیں، پھر اس میں رحمت کے فرشتوں کا نزول اور عبادت گزار کیلئے رحمت کی دم بہ دم دعائیں بھی ہیں، تمام گناہوں کی مغفرت کا وعدہ بھی اور اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ منادی بھی ہوتی ہے کہ ہم سے جو دعا مانگی جائے گی قبول کریں گے۔

### بڑا ہی بدنصیب شخص

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کی برکات سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا اور اس بھلائی سے صرف وہی شخص محروم ہوگا جو بڑا ہی بدنصیب ہو۔ یہ روایت ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، اب ایک سوال باقی رہ گیا کہ یہ مبارک رات کون سی ہے؟ اس کے متعلق اتنی بات تو خود قرآن کریم نے متعین کر دی ہے کہ یہ رات ماہ رمضان کی کوئی رات ہوگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس کی مزید توضیح و تعین بذریعہ وحی الہی اس طرح فرمائی کہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو، یعنی اکیسویں، تیسویں، ستائیسویں اور اثنیسویں، ان راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہوگی۔ بعض روایات میں ستائیسویں شب کے متعلق مزید رجحان ثابت ہوتا ہے، یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی احکام میں اکیسویں شب وہ کہلائے گی جو بیس تاریخ کے بعد اکیس تاریخ سے پہلے آئے، اس طرح ۲۳ اور ۲۵ وغیرہ کو سمجھئے۔ اللہ جل شانہ کے احکام کی حکمتوں کو پورا کون دریافت کر سکتا ہے؟ یہاں بالتصریح کسی ایک رات کو متعین کر کے نہ بتلانے اور عشرہ اخیرہ رمضان کی پانچ طاق راتوں میں دائرہ کر دینے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کے شوق عبادت اور فکر آخرت کی آزمائش ہو کہ شب قدر کی برکات حاصل کرنے کیلئے ان پانچوں راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کی کوشش کرے۔

### شب قدر بے حساب اجر کی رات

شب قدر عظمت و تقدس اور بے پناہ فضائل و کمالات کا مخزن ہے، شب قدر کو تمام راتوں پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ اس رات میں سب سے زیادہ رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے، مثلاً اسی رات میں بنی اسرائیل کو مقبولیت تو بہ کا شرف حاصل ہوا، اسی رات ملائکہ کی تخلیق ہوئی، اسی رات میں حضرت آدم علیہ السلام کو وجود میں لانے کیلئے سامان تخلیق جمع ہونا شروع ہوا، اسی مبارک رات میں جنت میں درختوں کی فصلیں لگائی گئیں، اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و کرم ہے کہ اس نے شب قدر جیسی عظیم الشان رات صرف اور صرف اپنے حبیب محمد ﷺ کی محبوب امت کو عطا فرمائی، بلاشبہ یہ شب قدر امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے، اس امت سے پہلے کسی اور نبی کی امت کو یہ نورانی اور مقدس رات میسر نہیں ہوئی۔ درحقیقت حضور اکرم ﷺ کی

امت پر یہ اللہ کا بہت بڑا انعام و اکرام ہے، قدر دانوں کیلئے یہ رات اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کی شان مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے پوری ایک سورت نازل فرمائی، قرآن و احادیث کریمہ میں اس مقدس رات کی کئی خصوصیات وارد ہیں۔

مفسرین کرام سورہ قدر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل فرمایا، پھر تقریباً ۲۳ سال کی مدت میں نبی اکرم ﷺ پر اسے بتدریج نازل فرمایا، اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کی امت پر کس درجہ مہربان ہیں کہ اس قادر مطلق نے امت مسلمہ کو شب قدر جیسی معظّم اور بابرکت و پر عظمت رات عطا فرما کر احسان عظیم فرمایا ہے کہ ایک رات کی عبادت میں ایک ہزار مہینے کی عبادت کے ثواب کا مستحق بنا دیا، مگر ہم ناقدروں کو اس رات بھی عبادت کی فرصت نہیں ملتی، ہر سال ملنے والی عظیم الشان نعمت کو بھی خواب غفلت کے حوالے کر دیتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ ہم ناقدروں کو شب قدر کی قدر نہیں، البتہ ہمیں مقدر کا خیال ضرور ہے کہ خلاف توقع امر جب راہ حیات میں دیوار بن کر کھڑا ہو جائے تو پر ملال جملہ کو ادا کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہمارا مقدر ہمارا ساتھ نہیں دیتا۔

دوستو! یہ صحیح ہے کہ انقلاب تقدیر کی قوت فقط دست قدرت میں ہے، مگر رحمت خداوندی کو اپنی جانب متوجہ کر لینے کا ہنر آپ کے ہاتھ میں ہے، بشرطیکہ توفیق خداوندی آپ کے مقدر کی یاوری کرے، اور یہ ممکن ہے، کیونکہ خزانہ قدرت میں کسی کی کمی نہیں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس مبارک رات کی خوب خوب قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## شب قدر فرشتوں کے زمین پر اترنے کی رات

قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اسی رات میں اتر ہے، یہی ایک بات اس رات کی فضیلت کے لئے کافی تھی کہ قرآن جیسی عظمت والی چیز اس میں نازل ہوئی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سے برکات و فضائل شامل ہو گئے ہوں۔ آگے زیادتی شوق کے لئے ارشاد فرماتے ہیں وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ. آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے؟ یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے کہ کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں۔ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے، اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے اور اس زیادتی کا بھی علم نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں۔

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ملائکہ نے جب ابتدا میں تجھے دیکھا تھا تو تجھ سے نفرت ظاہر کی تھی اور بارگاہ عالی میں عرض کیا تھا کہ ایسی چیز کو آپ پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں فساد کرے اور خون بہا وے۔ اس کے بعد والدین نے جب تجھے اول دیکھا تھا، جب تو منی کا قطرہ تھا تو تجھ سے نفرت کی تھی، حتیٰ کہ کپڑے کو اگر لگ جاتا تو کپڑے کو دھونے کی نوبت آتی، لیکن جب حق تعالیٰ شانہ نے اس قطرہ کو بہتر صورت مرحمت فرمادی تو والدین کو بھی شفقت اور پیار کی نوبت آئی اور آج جب کہ تو فقیق الہی سے تو شب قدر میں معرفت الہی اور طاعت ربانی میں مشغول ہے تو ملائکہ بھی اپنے اس فقرہ کی معذرت کرنے کے لئے اترتے ہیں۔ وَالرُّوحُ فِيهَا اور اس رات میں

روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی نازل ہوتے ہیں۔ روح کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے جو اوپر بتایا گیا کہ اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔ علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی افضلیت کی وجہ سے ملائکہ کے ذکر کے بعد خاص طور سے ان کا ذکر فرمایا۔ بعض کا قول ہے روح سے مراد ایک بہت بڑا فرشتہ ہے کہ تمام آسمان وزمین اس کے سامنے ایک لقمہ کے بقدر ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت ہے جو اور فرشتوں کو بھی لیلۃ القدر ہی میں نظر آتے ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ اللہ کی کوئی مخصوص مخلوق ہے، جو کھاتے ہیں، مگر نہ فرشتے ہیں نہ انسان۔ پانچواں یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں، جو امت محمدیہ کے کارنامے دیکھنے کے لئے ملائکہ کے ساتھ اترتے ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے، یعنی اس رات میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور انکے بعد میری رحمت خاص نازل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی چند اقوال ہیں، مگر مشہور قول پہلا ہی ہے۔

سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ مظاہر حق میں ہے کہ اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا، اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے اور دعا وغیرہ کا قبول ہونا بکثرت روایات میں وارد ہے۔ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات میں

بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ سَلَامٌ وہ رات سراپا سلام ہے، یعنی تمام رات ملائکہ کی طرف سے مومنین پر سلام ہوتا رہتا ہے کہ ایک فوج آتی ہے دوسری جاتی ہے، جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ یہ رات سراپا سلامتی ہے، شر و فساد وغیرہ سے امن ہے۔ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ وہ رات (ان ہی برکات کے ساتھ) تمام رات طلوع فجر تک رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ رات کے کسی خاص حصہ میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو، بلکہ صبح ہونے تک ان برکات کا ظہور رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.





## قرآن کریم اور شب قدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ  
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ . وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ  
مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! رمضان المبارک کے بارے میں یہ بتانے کی  
ضرورت نہیں ہے کہ اس کا اصل تحفہ قرآن کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم  
میں ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا  
گیا۔ اس میں جو جو بات رکھی گئیں ان میں سے ایک کو فرض قرار دیا گیا اور ایک کو  
اپنی مرضی پر چھوڑ دیا گیا، رمضان میں دن کا روزہ فرض قرار دیا گیا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے  
رات کا قیام بندے کی مرضی پر چھوڑ دیا۔

## قرآن مجید سراپا کتاب ہدایت

قرآن مجید سراپا کتاب ہدایت ہے، اس کی تلاوت کا مقصد وقت گزارنا یا دل بہلانا نہیں، بلکہ اس کا اصل مقصد تعمیر انسانیت اور تشکیل سیرت ہے، اور یہ مقصد تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب پڑھنے والے کو اس کتاب عزیز سے دلی لگاؤ ہو، اس مقدس قرآن مجید کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں اور اس کے قواعد و ضوابط سے خوب اچھی طرح واقفیت حاصل کریں، اس کے ادب اور اسلوب انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں، تاکہ کلمات کے آہنگینوں میں حقیقت کی جو شراب طہور چھلک رہی ہے اس سے صحیح لطف اندوز ہو سکیں، ہم اکثر قرآن مجید میں بگڑی ہوئی قوموں کے حالات و واقعات اور ان کے حسرت ناک اور المناک انجام کے متعلق پڑھتے ہیں اور ایک لمحہ توقف کئے بغیر آگے نکل جاتے ہیں اور ہم یہ زحمت بہت کم گوارا کرتے ہیں کہ اپنے اعمال کا موازنہ کریں اور غور و فکر کریں کہ کہیں ہم بھی انہیں نافرمانیوں کا شکار تو نہیں، اگر خدا نخواستہ ہیں تو اپنے انجام کی ہولناکیوں سے کیوں غافل ہیں؟

قرآن مجید نے اپنے چاہنے والوں اور ماننے والوں کو ایک بہت ہی واضح اور مکمل ضابطہ حیات یعنی شریعت بھی عطا کی ہے اور یہ ضابطہ بہت وسیع ہے جتنی کہ ہماری زندگی بلکہ اس سے بھی وسیع تر۔ حضرت انسان کیا ہے؟ اس کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ کے کیسا ہونا چاہئے؟ اگر وہ حاکم ہے تو اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اگر وہ رعایا ہے تو اس کے فرائض کی نوعیت کیا ہے؟ اگر وہ دولت مند ہے تو اس کا طرز عمل کیسا ہو؟ اگر وہ سائل و محتاج ہو تو کس طرح باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے؟ قرآن کریم میں ان سوالات کے مکمل جوابات موجود ہیں، اس لئے

عبادات، سیاسیات، معاشیات، نظام، اخلاق وغیرہ تمام امور کو شریعت نے اپنے دامن میں سمیٹا ہوا ہے۔

## قرآن کریم کا اصل مقصد آدمی کی اصلاح

قرآن کریم میں جہاں کہیں یہ مباحث آئے ہیں اسے بالکل واضح طور پر پیش کیا گیا ہے، تاکہ اسے عصر حاضر کا انسان سمجھ بھی سکے اور قبول بھی کرے، آج ہمیں قرآن مجید کے اسی پہلو پر زیادہ توجہ دینی چاہئے، قرآن مجید کا اصل مقصد انسان کی اصلاح ہے، تربیت ہے اور اس کے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنانا ہے، ہوا اور ہوس کے غبار سے آئینہ دل کو صاف کر کے اسے انوار ربانی کی جلوہ گاہ بنانا ہے، انسانیت وغرور و سرکشی کی بیخ کنی کر کے انسان کو اپنے مالک حقیقی کی اطاعت کا خوگر کرنا ہے اور یہی کام سب سے اہم بھی ہے اور سب سے مشکل اور کٹھن بھی۔ قرآن مجید نے اس اہم ترین اور مشکل ترین کام کو سرانجام دیا اور اس حسن و خوبی سے کیا کہ دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا، یہ صرف جمع خرچ کی باتیں نہیں، بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے اور ناقابل انکار حقیقت کہ قرآن کی ہدایت سے بگڑا ہوا انسان سدھرا اور سدھر کر ساری کائنات کے لئے قابل تقلید بن گیا، حکمت الہی کی کرشمہ سازیاں دیکھئے کہ نزول قرآن کے لئے جس سرزمین کو منتخب کیا وہ عرب کا خطہ تھا اور وہاں بسنے والے شکل و صورت میں تو انسان تھے، لیکن انسانیت سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا، کفر و شرک، فسق و فجور، ظلم و ستم، جہالت و بربریت، غرض کون سا عیب تھا یا کون سی ایسی گمراہی تھی جو ان میں بدرجہ اتم موجود نہ تھی، دنیا نے دیکھا کہ قرآن مجید کی تاثیر اور صاحب قرآن کی برکت و کاوش سے وہ کیا سے کیا بن گئے، قرآن مجید آج بھی ہمیں عزت و عظمت کی بلند یوں کی طرف لے جاسکتا ہے، بشرطیکہ ہم اس کی سچے دل سے قیادت قبول کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی راتوں میں قیام لیل کی بہت زیادہ ترغیب دلائی، چنانچہ احادیث میں دن کے روزے اور رات کے قیام کا ذکر بالکل متوازی طور پر آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے، اور جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لئے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

## روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندے کے حق میں شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو دن کے وقت کھانے پینے سے اور اپنی خواہش نفس پوری کرنے سے روک رکھا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما، قرآن کہے گا پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو رات کے وقت سونے سے روک رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ رات کو جاگنا درحقیقت جو مطلوب ہے، وہ کم سے کم تہائی رات ہے۔ ورنہ آدھی رات یا دو تہائی رات قیام کیا جائے جیسا کہ سورہ مزمل کی ابتدائی آیات میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا، لیکن یہ کام ہر شخص کے لئے ممکن نہیں، مزدور اور کاشت کار جو دن بھر محنت کرتے ہیں ان کے لئے یہ ممکن نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ رات کا قیام فرض نہیں کیا گیا، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تراویح کا نظام جاری کر دیا کہ نماز عشاء کے ساتھ متصلاً بیس رکعت میں لوگ ایک پارے کے لگ بھگ

قرآن سن لیں، تاکہ ہر مسلمان اس مہینے میں قرآن میں سے گزر جائے، ان لوگوں کا تو معاملہ یہ تھا کہ ان کی اپنی عربی زبان تھی اور ان کے لئے قرآن کو سمجھنے کے لئے ان کا سننا ہی کافی تھا، وہ براہ راست ان کے ذہن و قلب میں سرایت کر جاتا تھا۔

میں ایک مثال کے ذریعہ اپنی بات واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ کسی بچے کے ہاتھ پر اگر ہیرا رکھ دیں تو اس کے اندر کوئی جذبہ تشکر پیدا نہیں ہوگا، وہ تو سمجھے گا کہ یہ کانچ کا کوئی ٹکڑا ہے، جو میرے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے، لیکن یہی ہیرا کسی جوہری کے ہاتھ رکھیں، جسے اس کی قدر و قیمت معلوم ہے تو اس کے اندر سے جو جذبات تراش کر ابلیں گے ان کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، تو جب ہم پر قرآن کی عظمت منکشف ہوگئی تبھی ہم اس نعمت کا اتنا شکر ادا کر سکیں گے جتنا کہ اس کا حق ہے۔

رمضان المبارک کا دو گونہ پروگرام عظمت قرآن کے انکشاف کے لئے رکھا گیا کہ دن میں روزہ رکھو، تاکہ تمہیں کچھ تقویٰ کی پونجی حاصل ہو جائے، عظمت قرآن فی نفسہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، یہ اللہ کا کلام ہے اور کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے، چنانچہ قرآن اللہ کی صفت ہے اور ہم اس کی عظمت کا حقہ نہیں سمجھ سکتے، لیکن سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مثال سے ہم تمہیں کچھ تھوڑا سا تصور دے سکتے ہیں، اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کی خشیت سے۔ اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کیلئے تاکہ وہ غور و فکر کر سکیں۔

کسے معلوم یہ آخری شب قدر ہو؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے اور عبادت میں مشغول ہے، دعائے

رحمت کرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا فرشتوں کے ساتھ آنا خود قرآن کریم میں مذکور ہے اور بہت سی احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے کہ حضرت جبرئیل تمام فرشتوں کو تقاضہ فرماتے ہیں کہ ہر ذرا کر شاعل کے گھر جائیں اور ان سے مصافحہ کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہنے سے متفرق ہو جاتے ہیں اور کوئی گھر چھوٹا ہو یا بڑا، جنگل ہو یا کشتی، ایسی نہیں ہوتی جس میں کوئی مومن ہو اور وہ فرشتے مصافحہ کرنے کے لئے وہاں نہ جاتے ہوں۔ اس سے مراد دعائے خیر بھی ہو سکتی ہے اور خود مصافحہ بھی، کیونکہ فرشتے مجسم نور ہی نور ہوتے ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتے اور محسوس بھی نہیں ہوتے، جس طرح مرنے والے کے پاس ملک الموت اور فرشتوں کی آمد اور بات چیت کا ذکر آتا ہے، ہو سکتا ہے کہ اللہ والوں کو محسوس ہوتے ہیں اور نظر آتے ہوں، لیکن اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا خنزیر ہو، یا حرام کاری کی وجہ سے ناپاک ہو، یا تصویر ہو۔

مسلمانوں کے کتنے گھر ایسے ہیں جن میں خیالی زینت کی خاطر تصویریں لٹکائی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت و رحمت سے اپنے ہاتھوں اپنے کو محروم کرتے ہیں کیونکہ تصویر لگانے والا ایک آدھ ہوتا ہے، مگر اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے سے روکنے کا سبب بن کر سارے ہی گھر کو اپنے ہاتھ محروم کر دیتا ہے۔

کیا خبر کہ یہ آخری شب قدر ہو؟

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ پوری رات کا جاگنا تو مشکل ہے، تھوڑی بہت دیر جاگ کر عبادت کرنے سے کیا فائدہ؟ یہ خیال غلط ہے، اگر رات کے اکثر حصے میں جاگنا نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، پوری رات جاگنا ہی کون سا مشکل ہے؟

ہم اور آپ جانتے ہیں کہ گذشتہ رمضان میں کتنے لوگ ایسے تھے کہ وہ آج دنیا میں نہیں ہیں، وہ رمضان ان کا آخری رمضان تھا۔ ہمیں کیا خبر کہ آئندہ رمضان تک ہم میں سے کس کس کی باری ہے؟ اس لئے اگر اتنی بڑی نعمت حاصل کرنے کے لئے کوئی ایک دو رات جاگ ہی لیا تو کون سی بڑی بات ہے؟ لیکن اگر تمام رات جاگنا بس کا ہی نہ ہو تو اکثر حصہ ہی سہی، اور بہتر یہ ہے کہ یہ اکثر حصہ رات کا آخر ہو، کیونکہ اس وقت عبادت میں دل لگتا ہے، شروع رات کے مقابلے آخر رات افضل بھی ہے۔ ایک رات جاگ لیں اور دوسری رات کو آرام کر لیں، اسی طرح راتوں کا جاگنا بھی ہو جائے اور تندرستی پر بھی کوئی اثر نہ پڑے۔

## شب قدر کب آتی ہے؟

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔  
جمہور علماء کے نزدیک آخری عشرہ اکیسویں شب سے شروع ہوتا ہے، عام ہے کہ مہینہ ۲۹ تاریخ کا ہو یا ۳۰ کا، اس حساب سے حدیث کے مطابق شب قدر کی تلاش ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، اور ۲۹ کی راتوں میں کرنا چاہئے، اگر مہینہ ۲۹ کا ہو تب بھی آخری عشرہ یہی کہلاتا ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شب قدر نبی کے زمانہ کے ساتھ خاص رہتی ہے یا بعد میں بھی ہوتی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تک رہے گی، میں نے عرض کیا رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ اول اور عشرہ اخیرہ میں تلاش کرو، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باتوں میں مشغول ہو گئے، میں نے موقع پا کر عرض کیا کہ حضور! یہ تو

بتلا دیجئے کہ عشرہ کے کون سے حصہ میں ہوتی ہے؟ حضور اکرم ﷺ اتنے ناراض ہوئے کہ نہ اس سے قبل مجھ پر اتنے خفا ہوئے تھے اور نہ بعد میں ہوئے اور فرمایا کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ مقصود ہوتا تو بتلا نہ دیتے، آخر کی سات راتوں میں تلاش کرو، بس اس کے بعد کچھ نہ پوچھو۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شب قدر تمام رمضان میں دائر رہتی ہے، شافعیہ کا راجح قول یہ ہے کہ اکیسویں شب میں ہونا اقرب ہے، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا قول یہ ہے کہ رمضان کے آخر عشرے کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے، کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی دوسری رات میں۔ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ستائیسویں رات میں زیادہ امید ہے۔ بہر حال ہر شخص کو اپنی ہمت اور وقعت کے موافق تمام سال اس کی تلاش میں کوشش کرنا چاہئے، نہ ہو سکے تو رمضان بھر جستجو کرنی چاہئے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو رمضان المبارک کے آخر عشرے کو غنیمت سمجھنا چاہئے، اتنا بھی نہ ہو سکے تو عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے، اور اگر خدا نخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہر حال غنیمت سمجھنا چاہئے، اگر تائید ایزدی شامل حال رہے اور کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے تو پھر تمام دنیا کی نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں، اگر میسر نہ ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں، بالخصوص مغرب و عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو تمام سال ہی ضرور ہونا چاہئے، کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسر ہو جائیں تو کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. ☆



## عید کا پیغام ہر مسلمان مرد و عورت کیلئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ  
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا  
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْفُرْاَنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَهُمْ  
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! اسلام ایک فطری مذہب ہے، جس نے انسان کی ہر ضرورت کو ہر موقع پر پورا کیا ہے، اس کی تعلیم دی ہے، ایک طرف احکامات خداوندی عبادتیں ہیں، نماز روزہ، مالداروں پر زکوٰۃ، حج اور سب کے لئے تلاوت، ذکر، تزکیہ دعوت و تبلیغ ہے، وہیں آپسی حقوق کی ادائیگی، ایثار و ہمدردی، وفا محبت اور اطاعت و فرمانبرداری کرنا، اپنے بڑوں کا اس کے ساتھ شفقت و پیار، اپنے چھوٹوں سے اس کو محبت بھی سکھائی ہے، خوشی کے مواقع پر انسان کیا کرے؟ خوشی کیسے منائے؟

اس کا طریقہ کیا ہو؟ اس کی رہبری کی ہے، دنیا کی عام قومیں اور تمام مذاہب اپنے اپنے طرز سے عید مناتے ہیں، تیوہار مناتے ہیں، جہاں حدود کو چھوڑ دیا جاتا ہے، حقوق کو توڑ دیا جاتا ہے، ناجائز بھی اس دن وہاں جائز ہو جاتا ہے، شراب، جوا کھیلو، جانوروں کے کھیل تماشے دیکھو، کہیں بیئر لڑائے جا رہے ہیں، کہیں مرغ لڑائے جا رہے ہیں، کہیں بیلوں کے ساتھ زور آوری ہے، تو کہیں خود جانوروں کا لبادہ اوڑھ کر کوئی لنگور، کوئی شیر، کوئی چیتا، کوئی لومڑی اور کوئی ہاتھی بن جاتا ہے۔ یہ عید ایسی ہے کہ لڑائیاں ہو رہی ہیں، عزتیں پامال ہو رہی ہیں، آدمی نالوں میں، موریوں میں گر رہے ہیں، جانوران کو زخمی کر رہے ہیں، آگ کے شعلے بھڑک کر آدمیوں کی جانیں مفت میں جا رہی ہیں، دھماکوں شور گڑ بڑ ہنگاموں کے ذریعہ کان پھٹے جا رہے ہیں۔

خوشی مناؤ مگر.....

مگر اسلام نے کہا کہ خوشی مناؤ ضرور، مگر حدود کو نہ توڑو، عبادت کو نہ چھوڑو، ہر دن پانچ وقت کی نماز ہے تو عید کے دن چھ وقت کی نماز ہے، نہ شراب حلال، نہ جوا حلال، نہ اپنے پیسوں کو آگ کے شعلوں میں ڈال کر اڑا دینا حلال، نہ اسراف کرو نہ بخیل بن جاؤ، بلکہ عید وقار کے ساتھ، عبادت کے ساتھ، اطاعت کے ساتھ، ایثار و ہمدردی کا پیکر بن کر، محبت و مروت کا نمونہ بن کر، اخلاق کا ایک مجسم بن کر، دلی خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا تصور کرتے ہوئے کہ حقیقی عید کون سی ہے اور اس کو کیسے منایا جائے؟ عید کے دن مسلمان سب سے اول جو عمل کرتا ہے وہ غسل ہے، یعنی پاک و صاف ہو کر خوشبو سے معطر لباس پہن کر آراستہ ہوتا ہے، اب لباس میں افراط و تفریط نہیں، بلکہ اپنی حیثیت کے موافق نیا ہو تو نیا، ورنہ پاک و صاف لباس جو میسر ہے اس کو پہن کر راستہ میں اللہ کا ذکر کرتے اس کی بڑائی اور حمد کرتے ہوئے چلو، اس

طرح کہ راستہ چلتے ہوئے نہ شور و غل ہو، نہ شور شرابہ بلکہ وقار اور اخلاق کا پیکر بن کر، راستہ میں جو مسلمان جانا انجانا ملے اس کو سلام کرتے ہوئے ذکر کے ساتھ عید گاہ پیدل یا سوار ہو کر چلو، اب ہم عید گاہ پہنچ گئے تو نماز کی صفوں میں ترتیب کے ساتھ بیٹھنا ہے، وہاں بھی اللہ کو یاد کرتے ہوئے ذکر کریں گے، ہاں ایک بات یاد رکھنی ہے اور ضرور یاد رکھنی ہے کہ عید گاہ پہنچنے سے پہلے صدقہ فطرا ادا کر دیا جائے، تاکہ اس دن کوئی یتیم، بیوہ، مسکین، غریب، پریشان حال، بیمار، مجبور و لاچار عید منانے سے نہ رہ جائے، کسی یتیم کی آنکھ سے آنسو نہ گرے، کوئی بیوہ ہائے نہ کرے، کوئی غریب پریشان حال غمزدہ نہ ہو، کوئی مجبور لاچار رنجیدہ نہ ہو، اس دن یہ کام عید گاہ جانے سے پہلے بہت ہی احتیاط سے ادا کرنے کا ہے، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے، ہمیں اپنے خاندان کے غریب یتیم پریشان لوگوں تک کا پتہ نہیں۔

## امام اعظم کی عید کیسی ہوتی تھی

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب عید کی نماز ادا کرنے نکلتے تو کیسے نکلتے؟ کاش میں اور آپ جان لیتے، حضرت امام اعظم کے مناقب و مرتبہ کی بات تو کتابوں میں خوب ملتی ہے، مگر شاید بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ کتنے بڑے سخی آدمی تھے۔ کوفہ شہر میں غربت تھی، جہاں جہاں غریب بیوائیں، مساکین رہا کرتے تھے، حضرت کے پاس ان کی فہرست نام اور پتہ کے ساتھ موجود تھی، حضرت کا معمول کسی کو روزانہ، کسی کو ہفتہ وار، کسی کو ماہانہ اور کسی کو سالانہ مدد کرنے کا تھا۔

دوسرا معمول یہ تھا کہ عید کے دن سارے ہی غرباء و مساکین، بیواؤں کو کپڑے پہنایا کرتے تھے، گویا خود ان کو کپڑے سلوا کر دیئے جاتے، اس طرح کہ ہزاروں لوگوں کو جوڑے پہناتے، گویا عید جہاں اپنے بچوں، بیویوں، رشتہ داروں کی ہوتی،

وہاں بے کس مجبور لوگ بھی حضرت کے ساتھ عید میں شریک ہوتے، گویا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان سب کے لئے خوشیوں کا مرکز بنتے تھے۔ نماز، روزہ اور صدقہ کی دعوت دینا یقیناً آسان تھا، مگر اس دعوت کو دیتے ہوئے اس پر عمل کرنا اور اپنے مال کو بے غرض بے لوث، اخلاص کے ساتھ خرچ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ ایثار و ہمدردی کی مثالیں ہمارے اسلاف میں خوب ملتی ہیں۔

### حضرت زین العابدین کا مقام

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ روزانہ لوگوں کے گھروں میں جو مساکین تھے ان کو اس طرح رات کو چھپ کر، وقت بدل بدل کر دیتے تھے کہ لینے والوں کو پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ یہ آخر دینے والا کون ہے؟ سو گھروں میں آپ کی موت سے فاقہ آیا، مرنے کے بعد غسل نے دیکھا کہ حضرت کی پیٹھ پر نشانات بنے ہوئے ہیں، روزانہ اناج کی بوریاں اپنی پیٹھ پر لا کر لے جاتے اور گھر رکھ آتے کہ لینے والا موت تک نہ جان سکا کہ فلاں آدمی مدد کر رہا ہے۔

غرض عید گاہ جانے سے پہلے یہ عمل کرنے کے بعد عید گاہ پہنچ کر نماز کی ادائیگی اور پھر خطبہ کا سننا ہے جو دونوں ضروری ہیں، بعض لوگ نماز پڑھ کر چل دیتے ہیں یہ صحیح نہیں، پھر دعا کا کرنا، اس کے بعد لوگوں سے ملاقاتیں مصافحے ہوں گے، جو ایسا منظر پیش کرتا ہے جس کا تصور ہی انسانی دماغ کو معطر دل کو شادماں اور روح کو تسکین بخشتا ہے، واپسی پھر اللہ کے ذکر کے ساتھ گھروں تک راستوں کا منظر ایسا دل فریب و دلکش ادا پر بہار جس کو ہر مسلمان سال بھر یاد کرتا رہتا ہے۔

گھر آ کر عورتوں بچوں سے ملاقاتیں، ماؤں کی دعائیں، بہنوں کی خوشیاں بیویوں کا راحت بخشنا، بیٹیوں کی شوخیاں، غرض ہر چیز ایک نعمت خداوندی ہے، گویا ہر جگہ حدود

بھی باقی، حقوق بھی باقی۔ ایک اور منظر عید کا ہے، ہم تمام اگر غور کریں تو ہمیں یاد دلاتا ہے، جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے، وہ یہ کہ یہ دن اس عید کے ذریعہ ہم تمام مسلمانوں کو ہماری حقیقی عید یعنی اللہ کے دربار کی حاضری کو یاد دلاتا ہے، جس طرح رمضان بھر نیکیاں کر کے روزہ رکھ کر نمازیں پڑھ کر تلاوت کر کے تراویح پڑھ کر سخاوت و ایثار، قربانی، زکوٰۃ کی ادائیگی، صدقہ فطر کو ادا کر کے مہمان نوازی، تہجد پڑھ کر دن رات یہ سب کچھ کیا تو نتیجہ میں عید اور اس کی تمام خوشیاں ہیں، اسی طرح ہم تمام مسلمان ایمان بنا کر اعمال کر کے اپنے آپ کو اللہ کا صحیح بندہ اور بندیاں اور حضور ﷺ کا صحیح امتی بن کر اسلام و ایمان شریعت و سنت کے موافق اعمال و اخلاق کو بنا کر دنیا سے جائیں گے وہی ہمارا حقیقی عید کا دن ہوگا، ہم یہاں غسل کر کے جاتے ہیں، وہاں یاد کیجئے موت پر غسل دیا جاتا ہے، زندگی میں کپڑے پہن کر ہم عطر، سرمہ لگا کر خود چل کر جاتے ہیں، موت پر عطر، سرمہ ہم کو کفن پہنا کر لگایا جاتا ہے، کندھے پر سواری کر کے لوگ لے جاتے ہیں، عید گاہ میں جو لوگ مہینہ بھر اعمال کر کے جاتے ہیں وہ خوشی خوشی جاتے ہیں، اس طرح مرنے والا نیک اعمال کر کے دنیا سے ملک الموت سے اللہ کا سلام سن کر خوشی خوشی جاتا ہے۔

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ انتقال کے وقت

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو رہا تھا تو انہوں نے کیا کیا؟ بیوی کے جملے پر بیوی رو کر کہہ رہی تھیں ہائے افسوس ہائے افسوس! شوہر جدا ہو رہے ہیں، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خوشی کا موقع ہے؟ ابھی موت کے بعد حضرت محمد ﷺ سے ملاقات ہوگی، صحابہ کرام سے ملاقات ہوگی، جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی، یہ مانا کہ

آدمی موت کے وقت امید اور خوف کے درمیان ہو، مگر جو اچھے اعمال کئے ہوں گے، ایمان والے بن کر ایمان کے موافق زندگی گذاریں گے تو ان کے لئے واقعی یہ ایک خوشی کا موقع ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ موت ایک پل ہے، جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔ تو گویا بندہ کو اللہ سے ملاقات کے لئے موت ہی ایک ذریعہ ہے، مرنے کے بعد دنیا والے رو رو کر بھیجتے تو ہیں، مگر وہاں کیا ہوگا؟ جانے والے کیلئے فرشتوں کی گھر سے قبر تک دو طرف قطاریں ہیں، قبر جنت کا باغ بنے گی، وہاں پہلے سے گئے مرحوم رشتہ دار منتظر، جنت آراستہ، حوریں اور غلمان خدمت کیلئے تیار، پانی دودھ شہد اور پاکیزہ شراب کی نہریں بہ رہی ہیں، سونے چاندی کے محلات، مشک وزعفران، عنبر موتی کی خوشبوئیں، پھل پھول اور پرندوں سے بھرے باغ اور اسی ہزار خادم ایک وقت پر ستر ستر ہزار قسم کے کھانے، حضرت آدم علیہ السلام کا قد، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جوانی، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا دل، حضور اکرم ﷺ کے اخلاق، پھر نبیوں کا پڑوس، صحابہ اور اولیاء اللہ سے ملاقاتیں اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا دیدار، اللہ سے قرآن شریف سننا اور اللہ سے بندوں کا باتیں کرنا، غرض کن کن نعمتوں کا ذکر کیجئے۔

یہ ہے ہر مسلمان کو عید کا پیغام حقیقی، عید اطاعت کے ساتھ ملے گی، اللہ کی خوشنودی اور حضور اکرم ﷺ کی شریعت پر جماؤ، اعمال پر استقامت، اخلاق پر مداومت سے ملے گی۔

## عید کس طرح منائیں؟

اسلام کوئی خشک مذہب نہیں ہے، اور نہ جسمانی و ذہنی جائز تفریحات کے خلاف ہے، بلکہ جائز حد میں رہ کر ہر کام کر سکتے ہیں، جس میں آپ کے قلب و روح کو تسکین حاصل ہو اور جسم کو طمانیت کا احساس ہو، عید الفطر کا دن سال میں ایک بار آتا ہے، شریعت کے احکام کی پابندی کر کے اس دن کو یادگار بنا سکتے ہیں، خوشی و مسرت کا پورا مظاہرہ کر سکتے ہیں، اچھا پہنیں اچھا کھائیں، عزیز واقارب اور دوست و احباب سے ملیں اور ان کی خوشی و مسرت کا بھی خیال رکھیں، اسلئے اس دن روزہ رکھنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، نہائیں دھوئیں اور جو کپڑے اچھے ہوں وہ پہنیں، خوشبو لگائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عید کے دن ہمارے گھر میں کچھ بچیاں بیٹھی تھیں اور جنگ بعاث سے متعلق اشعار گارہی تھیں، اسی دوران حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ اللہ کے رسول کے گھر میں یہ گایا جا رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف کروٹ لئے لیٹے تھے، آپ نے فرمایا ابو بکر! انہیں گانے دو، ہر قوم کے لئے تیوہار کا ایک دن ہوتا ہے، آج ہماری عید کا دن ہے۔

عید کا دن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی نافرمانی کا کام انجام دینا عید کی روح کے خلاف ہے۔ آج ہم عید کو آزادی کا دن سمجھ کر ہر طرح کی خرافات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور رمضان میں جو نمازوں کی پابندی ہو رہی تھی، بالکل ختم ہو جاتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ شیطان آزاد ہو چکا ہے، عید کے نام پر ہر کام کیا جاتا ہے، جس کی عام دنوں میں اجازت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ عید کے دن اس کا خیال رکھا جائے۔

عید کا دن خوشی کا دن ہوتا ہے، بسا اوقات خوشی میں آدمی آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور زیارت قبور سے آخرت یاد آ جاتی ہے، اس لئے اگر کوئی شخص عید کے

دن قبرستان جائے تو مناسب ہے، کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اگر اس کے التزام سے دوسروں کو شبہ ہو کہ یہ چیز لازم اور ضروری ہے تو نہ جانا چاہئے، یا کبھی چھوڑ دینا چاہئے، بہر حال ہر کام ہر معاملے میں شریعت کی پاسداری کا خیال رکھا جائے۔

عید کی رات بھی مقدس ہے اور دن بھی مبارک ہے، عید کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ ہوتی ہے، دعاؤں کو قبولیت حاصل ہے، رمضان المبارک کے احکام اور دعا والی آیت کا قریب قریب ہونا، یکے بعد دیگرے آنا حکمت سے خالی نہیں ہے، اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرنے والوں کا یہ مومنانہ اور عاجزانہ حق بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، کیونکہ انہوں نے دست دعا دراز کرنے سے قبل رمضان کا پورا مہینہ صیام و قیام میں گزارا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .





## عید سعید سنت نبوی ﷺ کے آئینہ میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ  
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَلِتُكَبِّرَ اللّٰهُ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم حاضرین کرام!

عید الفطر کا چاند نظر آتے ہی جیسے ہمارے شہروں میں بیہودگی کا ایک طوفان  
امنڈ آتا ہے، وہ مسلمان معاشرے سے ضروری خریداری کرنے کے بجائے اس  
مبارک رات کو بازار کا رخ کرتے ہیں، گویا رمضان المبارک ختم ہوتے ہی ہم اپنا  
دین اور دنیا دونوں تباہ کرنے کے لئے کمر کس لیتے ہیں، شیطان جو ایک ماہ کی قید  
کاٹ کر آزاد ہوتا ہے وہ بھی خوب خوب اپنا بدلہ چکاتا ہے۔

## آغازِ عیدین، احادیث کی روشنی میں

اسلام سے قبل دور جاہلیت میں اہل مدینہ دو تہوار مناتے تھے جو جاہل مزاج و تصورات اور جاہلی روایات کے آئینہ دار ہوتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان قدیمی تہواروں کو ختم کر کے ان کی جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو تہوار اس امت کے لئے مقرر فرمادیئے جو اس کے مزاج اور اصول حیات کے عین مطابق اور اس کی تاریخ و روایات اور عقائد و تصورات کے پوری طرح آئینہ دار ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکی تھی وہ تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشہ کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور کیا حیثیت ہے؟ یعنی تمہارے ان تہواروں کی کیا اصلیت اور تاریخ ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے یہ تہوار اس طرح منایا کرتے تھے، بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو تہواروں کے بدلہ ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں اب یہی تہوار قومی اور مذہبی تہوار ہیں، یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی اور اس سے پہلے یا بعد (یعنی نماز عید کے اول و آخر) آپ نے کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔

## چند اہم آداب

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معمول یہ تھا کہ حضور اقدس ﷺ عید الفطر کی نماز کے لئے کچھ کھا کر تشریف لے جاتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی مراد ہے کہ عید الفطر کے دن نماز کو تشریف لے جانے سے پہلے آپ ﷺ چند کھجور تناول فرماتے تھے اور طاق عدد تناول فرماتے تھے۔

عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد کھانے کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ اس دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت منہ میں جائے، جو ایک طرح سے اللہ کی طرف سے ضیافت ہے۔ اور عید الفطر میں صبح سویرے نماز سے پہلے ہی کچھ کھا لینا غالباً اس لئے ہوتا تھا کہ جس اللہ کے حکم سے رمضان کے پورے مہینہ دن میں کھانا پینا بالکل بند رہا تو آج جب اس کی طرف سے دن میں کھانے پینے کی اجازت ملی اور اس کی رضا اور اس کی خوشنودی معلوم ہوئی تو طالب محتاج بندہ کی طرح صبح ہی اس کی نعمتوں سے لذت اندوز ہونے لگے، بندگی کا مقام یہی ہے۔

## عیدین کی ابتداء کیسے ہوئی؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ (جن کی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکی تھی) وہ تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟

انہوں نے عرض کیا ہم زمانہ جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو تہواروں کے بدلہ ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔ یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر۔

## عیدی اور انعام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک جامع اور طویل حدیث شریف کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑا کر دیتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی امت! اس کریم رب کی (درگاہ) کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے، اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے، پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان اور روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی، اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت و جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور ذلیل نہ

کروں گا، بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس وہ فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔

## عیدین اور حضور ﷺ کا طرز عمل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تھے، سب سے پہلے آپ نماز پڑھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے تھے، پھر آپ ﷺ ان کو خطبہ اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور احکام دیتے تھے۔ اور اگر آپ ﷺ کا ارادہ کوئی لشکر یا دستہ تیار کر کے کسی طرف روانہ کرنے کا ہوتا تو آپ (عیدین کی نماز و خطبہ کے بعد) اس کو بھی روانہ فرماتے تھے، یا کسی خاص چیز کے بارے میں آپ کو کوئی حکم دینا ہوتا تھا تو اسی موقع پر وہ بھی دیتے تھے، پھر (ان ساری مہمات سے فارغ ہو کر) آپ ﷺ عید گاہ سے واپس ہوتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک یا دو دفعہ ہی نہیں بلکہ بہت سی مرتبہ پڑھی ہے، ہمیشہ بغیر اذان و اقامت کے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی اور اس سے پہلے یا بعد آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔

## عید الفطر کے مسنون اعمال

عید الفطر کے دن تیرہ کام مسنون ہیں۔ (۱) شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنی آرائش کرنا۔ (۲) غسل کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) اپنے کپڑوں میں سب سے عمدہ لباس پہننا۔ (۵) خوشبو لگانا۔ (۶) صبح کو بہت جلد اٹھنا۔ (۷) عید گاہ جلد از جلد پہنچنا۔ (۸) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز مثلاً کھجور وغیرہ کھانا۔ (۹) عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دینا۔ (۱۰) نماز عید گاہ میں ادا کرنا (یعنی بلا عذر مسجد میں نہ پڑھنا۔ (۱۱) عید گاہ جانے اور آنے کیلئے راستہ تبدیل کرنا۔ (۱۲) اگر زیادہ دور نہ ہو تو پیدل جانا۔ (۱۳) عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھنا۔

## عید کے دن اعمالِ حسنہ

چونکہ عید کا دن خوشیوں اور مسرتوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور ہر مسلمان اس دن خوش ہوتا ہے تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنی ان خوشیوں میں ان سرفروشان اسلام کے اہل و عیال کو یاد رکھے جو غلبہ اسلام کیلئے اپنی جانوں کی قربانیاں دے گئے۔ شہدائے اسلام کے علاوہ وہ سینکڑوں مسلمان جو پنجروں اور سلاخوں کے پیچھے اللہ کی مدد کے منتظر ہیں، ان کے اہل خانہ کو بھی اپنی عید کی خوشیوں میں شامل کر لیجئے، یا وہ مجاہدین جو مختلف محاذوں پر کفر کے خلاف برسرِ پیکار ہیں، انکے اہل خانہ کو بھی خصوصی توجہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستہ میں نکلنے والے مجاہد کو سامان فراہم کیا تو اس نے بھی جہاد کیا، اور جس نے مجاہد کے گھر والوں کو بھلائی کے ساتھ دیکھ بھال کی اس نے بھی جہاد کیا۔

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں نکلنے والی کسی مجاہد کے گھر والوں کی اتنی کفالت کی اور اتنی ذمہ داری اٹھائی کہ وہ دوسرے لوگوں سے مستغنی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے فرمائے گا کہ خوش آمدید اس خوشی کے لئے جس نے مجھے کھلایا پلایا، مجھ سے محبت کی اور مجھے عطا کیا، اے میرے فرشتو! گواہ رہنا کہ میں نے اس شخص کے لئے اپنا سارا اعزاز و کرم لازم کر دیا ہے، پس جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا وہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام دیکھ کر اس پر رشک کرے گا۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی رہائی کے لئے بھی اللہ کے نبی ﷺ نے بہت زور دیا ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دشمنوں کے ہاتھ سے کسی مسلمان قیدی کو فدیہ دے کر چھڑایا تو میں محمد ﷺ ہی وہ قیدی ہوں۔ یعنی کسی مسلمان قیدی کو چھڑانا گویا رسول اللہ ﷺ چھڑانے جیسا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیدی کی رہائی کے لئے کوشش کرنا اتنا بڑا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ الْآخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



## عید الفطر مومن کیلئے انعام الہی کا دن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَلِتَكْبِرُ اللّٰهُ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم بزرگوار عزیز طلبہ! عید کا لفظ عود سے نکلا ہے جس کے معنی لوٹ آنے کے ہیں، عید کا دن بھی چونکہ ہر سال لوٹ کر آتا ہے اسلئے اس کو عید کہتے ہیں۔ عید کا مقصد صرف عمدہ لباس پہن لینا اور لذیذ کھانا کھالینا نہیں ہے، عید کا صحیح مقصد گناہوں سے توبہ کی جائے اور اطاعت و عبادت کی کثرت کر کے رب کا شکر ادا کیا جائے اور آپسی بھائی چارگی، امن و سلامتی، اتحاد و اتفاق کا پیغام عام کیا جائے۔ بلاشبہ ان دنوں امت مسلمہ جن مشکلات اور مصائب اختلاف و انتشار سے دوچار ہے وہ کسی



بھی ذی شعور پر مخفی نہیں ہے۔ امت مسلمہ کا المیہ تو یہاں تک خراب ہو گیا ہے کہ لوگ آپسی رنجش، حسد، کینہ، قتل و قتال، اختلاف و انتشار سے زیادہ تجاوز کر چکے ہیں، جس کے سبب قوم مسلم کو ناکامی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، آئے دن آپسی اختلاف سے ہمارا اتحادی شیرازہ بکھرتا ہوا نظر آتا ہے، مگر ہماری جماعت بھی خاموش بیٹھی ہوئی تماشا دیکھ رہی ہے، لہذا ان نامساعد حالات میں وقت کی ضرورت کے پیش نظر صبر و استقامت، عزم و حوصلہ سے مسلمانوں کو کام لینا چاہئے۔ عید کا دن وہ مبارک دن ہے جس کی نشاندہی کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو خاص ایام عطا فرماتا ہے، ان خاص دنوں میں ہمیں تعلیمات رسول اکرم ﷺ کو عام کرنے کی ضرورت ہے، عید کا دن اپنے آپ میں خاص برکت و اہمیت رکھتا ہے، اس دن کی دعاؤں اور عبادتوں کو اللہ کے نزدیک ایک خاص قبولیت ہے۔ عید کے دن ایک جشن مسرت ہوتا ہے، اس جشن کیلئے ہمیں ممنون اسلام ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں یہ جشن عنایت کیا ہے۔ دراصل اسلام اس امر کا خواہاں ہے کہ انسان مسرت و شادمانی کی زندگی گزارے، رنج و غم کی تصویر نہ بنے، پس اس مقصد کے واسطے اسلام نے ہمیں بھی جشن عید کی خوشیوں سے اور جشن عید کے ہنگاموں سے فرط اٹھانے اور لطف اندوز ہونے کی اجازت دی ہے۔ اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے، اسلئے یکساں طور پر سب کی بھلائی کا خواہاں ہے، اور اس میں امیر و غریب، رنگ و نسل کی کوئی تمیز نہیں ہے، عید کا دن خوشی کا دن ہوتا ہے، بسا اوقات خوشی میں آدمی آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور زیارت قبور سے آخرت یاد آ جاتی ہے، اسلئے اگر کوئی شخص عید کے دن قبرستان جائے تو مناسب ہے، کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اگر اس کے التزام سے دوسروں کو شبہ ہو کہ یہ چیز لازمی اور ضروری ہے تو نہ جانا چاہئے، یا کبھی چھوڑ دینا چاہئے۔

بہر حال ہر کام ہر معاملے میں شریعت کی پاسداری کا خیال رکھا جائے، عید کی رات بھی مقدس ہے اور دن بھی مبارک ہے، عید کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ ہوتی ہے، دعاؤں کو قبولیت حاصل ہے، رمضان المبارک کے احکام اور دعا والی آیت کا قریب قریب ہونا، یکے بعد دیگرے آنا خالی از حکمت نہیں ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرنے والوں کا یہ مومنانہ و عاجزانہ حق بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، کیونکہ انہوں نے دست دعا دراز کرنے سے قبل رمضان کا پورا مہینہ صیام و قیام میں گزارا ہے، عید کی خوشیوں میں اپنے غریب و ضرورت مند بھائیوں کو فراموش نہیں کیا ہے، عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کر دیں تاکہ امت کے غریب و بے کس اور مجبور افراد بھی عید کو بہتر طریقے سے ادا کر سکیں، ان کے بدن پر بھی نیا لباس ہو، وہ بھی اچھی غذاؤں سے لطف اندوز ہو سکیں، یقین کے ساتھ دست دعا پھیلائیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان ہی بندوں کی دعا کو قبول فرماتے ہیں جن کے دل اللہ سے لو لگائے ہوئے ہوں اور قلب یقین سے بھرا ہوا ہو، قلب غافل کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

## عید الفطر کی رات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے، اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ انعام کی رات سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو زمین پر تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، یہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز دیتے ہیں جسے انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہیں۔ کہتے ہیں اے محمدؐ کی امت! اس کریم آقا کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت عطا فرمانے والا اور بڑے

بڑے قصوروں کو معاف کرنے والا ہے، جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے معبود اور ہمارے خالق و مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ ان کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرمادی ہے، اور بندوں سے خطاب کر کے ارشاد ہوتا ہے میرے بندو! مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم میرے جلال و رفیع شان کی قسم آج کے اس اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا اور ان کو چھپاتا رہوں گا، میری عزت کی قسم اور جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں ہونے دوں گا۔

## اسلامی عیدوں کی اصل

محترم حاضرین کرام! عید الفطر مسلمانان عالم کا ایک نہایت عظیم الشان اور مقدس ترین تہوار یعنی خوشی کا دن ہے، جو دنیا کے ہر خطے میں جہاں جہاں اہل ایمان مومن و مسلمان رہتے ہیں، ہر سال یکم شوال المکرم کو نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے، یوں تو دنیا میں جتنی دیگر قومیں ہیں اپنے اپنے مذہبی تہوار عید کے دن بڑی شان و شوکت سے مناتی ہیں، لیکن جس طرح اللہ رب العزت نے اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر فضیلت دی ہے، اسی طرح اس کے مذہبی عیدوں کو بھی دیگر قوموں کی عیدوں مذہبی تہواروں پر فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی

عیدوں کی اصل اور بنیاد طہارت نفس، ایثار و ہمدردی، پاکیزگی عمل، ایک دوسرے سے محبت و الفت کا اظہار، دوسروں کے لئے خیر خواہی کا جذبہ، آپسی اتحاد و اتفاق اور ملی اجتماعیت و وحدت پر قائم ہے، جو پوری نوع انسانی کے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں، اس لئے برعکس دوسری اقوام کے مذہبی عیدوں تہواروں کو دیکھئے فضول خرچی، رقص و سرور کی محفلیں، مے نوشی، فسق و فجور کے حیا سوز مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، جو خود ان مذاہب کے نام پر بدنام داغ ہیں، عید الفطر جو اہل اسلام کے لئے انعام الہی کا دن یوم شکر اور جشن مسرت ہے، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آج سے چودہ سال پہلے جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، روزے ۲ھ میں فرض کئے گئے، آپ ﷺ نے ہزاروں فرزند ان توحید و سلام کے ساتھ روزے رکھے اور رمضان المبارک کی خصوصی عبادات کیں اور رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال المکرم کو یوم تشکر یعنی روحانی جشن مسرت و انبساط منایا، یہ ہی دراصل عید الفطر ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا روزے دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری جب اس کو اللہ رب العزت کا روز جزا دیدار ہوگا گویا افطار کے وقت روزہ دار کی خوشی کی کیفیت کا وہی عالم ہے جو روز آخرت دیدار الہی سے ہوگا، لہذا جب عید الفطر کی خوشی و مسرت کا مبارک و مسعود دن ہے تو رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنے پر عید کے دن ویسی ہی خوشی و مسرت ہوگی، جس سے وہ روز جزا دیدار الہی کے نتیجہ میں سرفراز کیا جائے گا، روزہ اللہ کیلئے ہے اور روز جزا اس کے دیدار کی خوشی اس کی جزا ہے۔ عید درحقیقت نعمت صیام کے حصول پر ایک شکرانہ ہے، جس طرح ہفتہ بھر کی نمازوں کا شکرانہ جمعہ کی عید میں رکھا گیا ہے، اسی طرح مہینے بھر کے روزوں کا شکرانہ افطار کی عید عید الفطر میں رکھا گیا ہے۔

عید کو عید اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر سال لوٹ لوٹ کر آتی ہے، بندہ مومن کو خوشی و مسرت اور فرحت و شادمانی اس موقع پر جو حاصل ہوتی ہے یہ کیفیت دوسرے موقع نہیں پائی جاتی، ہدایہ جو فقہ کی مشہور و مستند کتاب ہے اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ عید کو عید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن اللہ رب العزت نے روزے داروں کو اجرت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس طرح عید کو وعدے سے ماخوذ ماننا پڑتا ہے۔

### اللہ تعالیٰ کے انعامات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ انعام کی رات سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو زمین پر تمام شہروں میں بھیجتے ہیں یا زمین پر اتار کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز دیتے ہیں جسے انسان اور جنات کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے، کہتی ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم آقا کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت عطا فرمانے والا اور بڑے بڑے قصوروں کو معاف کرنے والا ہے۔ جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے معبود اور ہمارے خالق و مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ ان کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے۔

حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرمادی ہے اور بندوں سے خطاب کر کے ارشاد ہوتا ہے میرے بندو! مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم میرے جلال و رفیع شان کی قسم آج کے اس اجتماع میں اپنی آخرت کے

بارے میں سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا اور ان کو چھپاتا رہوں گا، میری عزت کی قسم اور جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا، بس اب بخشے بخشائے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ تم نے مجھے راضی کر دیا اور تم سب سے راضی ہو گیا۔ فرشتے اس اجر کو دیکھ کر جو اس دن عید الفطر کے موقع پر امت محمدیہ ﷺ کو ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں۔

عید سعید کے دن مسلمانوں کے اجتماع کا یہ پیغام ہے، ہر مسلمان اپنے کردار و عمل سے اسلام کی سچائی اور صداقت پر گواہی دے، ہر مسلمان عید کے بعد اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لے، اسکا احتساب کرے اور آئندہ اپنی زندگی تعلیمات اسلامی کے مطابق گزارنے کا اللہ رب العزت سے سچا عہد کرے۔ ہم خلوص دل اور خلوص نیت سے رمضان المبارک کی بے پناہ رحمتوں اور برکتوں سے فیضیاب ہونے کے بعد آج عید الفطر کی تقریب سعید کے اس روح پرور ماحول میں خدائے ذوالجلال و بزرگ و برتر کے حضور اس بات کا دل سے اقرار کریں کہ آج سے ہمارا عمل اور ہمارا جو بھی قدم اٹھے گا وہ اسلام کی سر بلندی اور ملی اتحاد و اتفاق کیلئے ہوگا، ہم دنیا میں حق کے علمبردار اور باطل کو مٹانے والے بنیں گے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس بات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

آج فجر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں

رمضان کا مقدس مہینہ گزر گیا، اللہ تعالیٰ نے اس مبارک مہینہ میں ہمیں خیر کے کاموں، اعمال صالحہ، روزے، نماز اور تلاوت کی جو توفیق عطا فرمائی ہے اس پر ہم کو

اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئے، اور جو کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں اور یقیناً ہوں گی ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں، اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ہمیں معاف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانا اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے، اس پر قرآن مجید میں نعمتوں میں زیادہ کرنے کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ لہذا رمضان المبارک کی ہر ہر گھڑی کا اور اس میں جو اعمال صالحہ کی ہمیں توفیق بخشی، اس پر ہم اللہ رب العالمین کا شکر بجالانا چاہئے بلکہ بجالاتے ہیں۔

رمضان المبارک کا مہینہ گزرنے کے بعد آج شوال المکرم کا پہلا دن اور پہلی تاریخ ہے، اور یہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عطا فرمودہ دو عیدوں کے دنوں میں سے ایک دن ہے، آج گویا عملی طور پر جمیع امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنے کے لئے دوگانہ نماز شکر بجالانے کے لئے عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں، اس لئے آج فجر کی نماز کے بعد کوئی نفل نماز درست نہیں ہوتی، حتیٰ کہ طلوع آفتاب کے بعد اشراق کی جو دو رکعت ادا کی جاتی ہے وہ معاف ہے، اور جو مسلمان ہمیشہ اشراق کی نماز پڑھا کرتے ہیں آج وہ اشراق کی نماز پڑھے بغیر اس کا اجر و ثواب پائیں گے اور خاص طور پر آج اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام ہے، آج مسلمان مالدار اور غریبوں کے فرق کے بغیر عید گاہ میں جمع ہیں اور کندھے سے کندھا ملا کر نماز ادا کریں، اس کے لئے غریب مسلمان بھی فکر سے عید کی خوشیاں حاصل کریں اور عید گاہ کو شاداں و فرحاں جائیں، اللہ تعالیٰ نے صاحب حیثیت مسلمانوں کو صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم دیا اور خاص طور پر حکم ہے کہ اللہ کی کبریائی کا اظہار ہر زبان سے ہو اور اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ

الْحَمْدُ ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے سب سے بڑا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہیں۔ کی صدائیں راستوں میں، عید گاہوں میں اور مسجدوں میں بلند ہوں اس طرح اللہ تعالیٰ جسے کبریائی لائق ہے حدیث قدسی میں اللہ رب العزت نے فرمایا الْكَبْرِيَاءُ رِدَائِي کہ بڑائی میری چادر ہے۔ اس لئے کسی انسان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ بڑائی جتائے، اللہ سب سے بڑے ہیں، باقی سب اس کی مخلوق بندے ہیں۔

قرآن مجید کی سورہ اخلاص میں فرمایا گیا اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے، وہ نہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کے کوئی اولاد ہے، اور اس کا کوئی شریک و سا جھی نہیں ہے۔ اللہ الصمد کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات جس کی ساری مخلوق محتاج ہے وہ کسی کا اپنے کسی بھی کام میں محتاج نہیں ہے، تو یہ اللہ کی کبریائی تکبیرات کے ذریعہ بیان کرنے کا دن ہے۔

## عیدین کی نماز اور تکبیرات کا ثبوت قرآن مجید میں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسرار کا خزانہ بھر دیا ہے، جو قیامت تک کھودتے رہو تو بھی یہ ختم نہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی لاکھوں خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کبھی اس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے، رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت اور دیگر احکام جن آیتوں میں بیان فرمایا ہے وہیں درمیان میں وَ إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ میں قریب ہوں یا دور تو آپ فرمادیجئے کہ میں قریب ہوں، جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار سنتا ہوں



اور قبول کرتا ہوں۔ رمضان کے احکام کے درمیان میں یہ دعا والی آیت کیوں لائی گئی؟ اس میں کیا راز ہے؟ وہ نبی کریم ﷺ نے واضح فرمادیا کہ رمضان دعا کی قبولیت کا مہینہ ہے، دن رات میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے، افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، تہجد کے وقت میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے، اس طرح رمضان کی آیت شہرِ رمضان الَّذِي أَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ والی پوری آیت پڑھ لیجئے اس میں اللہ تعالیٰ نے عید کی نماز اور تکبیرات کا تذکرہ فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تمہیں راہ ہدایت دکھائی اور تاکہ تم شکر بجالاؤ۔

دنیا میں بہت سے انسان ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق نہیں بخشی، یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہمیں مومن بنایا اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشی ذلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ پورے مہینے ہم نے روزے رکھے، تلاوت کی، نماز پڑھی، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہا اور اس کی بڑائی بیان کرنی چاہی، آیت شریفہ کے اس حصہ میں ایک اشارہ ہے، مگر وہ اشارہ ہم اور آپ نہیں سمجھ سکتے، وہ صرف وہ ذات قدسی صفات سمجھ سکتی ہے، جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے، اس لئے کہ قرآن کریم کا صحیح مطلب تو اللہ کے رسول ﷺ ہی سمجھ سکتے ہیں اور وہ سمجھ کر امت کو بتا گئے اور سمجھا گئے۔ لَتُكَبِّرُوا اللَّهَ سے تکبیرات زوائد مراد ہیں اور لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ سے مراد نماز عید ہے، پھر تکبیرات زوائد کو نماز عید میں شامل فرمایا اس طرح اشارے کو کوئی عام علماء و مجتہدین نہیں بتا سکتے، یہ رسول اللہ ﷺ کا منصب ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے قرآن مجید میں ہے أَقِيمُوا الصَّلَاةَ آیا ہے، نماز کا اہتمام کرو۔ نماز کیا ہے؟ اس کو کس طرح پڑھا جائے اور اس کا اہتمام کیسے کیا جائے؟ یہ سب باتیں اللہ کے رسول

ﷺ ہی سمجھا سکتے ہیں اور سمجھا گئے، چنانچہ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کی پوری قوی اور عملی تشریح پیش فرمادی، بالکل اسی طرح اس آیت کریمہ میں جو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کا ذکر ہے وہ بڑائی کیسے بیان کی جائے؟ یہ بات اللہ کے رسول ﷺ ہی بتا سکتے ہیں، چنانچہ اللہ کے نبیؐ نے عملی طور پر سمجھایا کہ رمضان کے ختم پر دو گانہ نماز شکرانہ ادا کی جائے اور ہر گاؤں میں مومنوں پر نماز عید کو واجب کر دیا اور اس میں خاص طور پر اللہ اکبر کی تکبیرات کا اضافہ فرمایا، پہلی رکعت میں تین تکبیرات کا اضافہ فرمایا اور دوسری رکعت میں تین تکبیرات کا اضافہ فرمایا، یہ چھزائد تکبیریں واجب ہیں اور گھر سے نماز عید کے لئے یہ تکبیریں کہتے جاؤ۔

### عید کا خطبہ سننا واجب ہے

عید کے دن نماز عید کے بعد امام جو خطبہ دیتے ہیں اس کا سننا واجب ہے، ہر آدمی اپنی جگہ صف میں بیٹھا رہے، پورا خطبہ سنئے، اور جب پورا خطبہ ختم ہو تو اس کے بعد جا سکتے ہیں، عید کا خطبہ سنت لیکن اس کا سننا واجب ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سلام کرنا سنت ہے، لیکن اس کا جواب واجب ہے، اگر جواب سلام نہ دیا تو گنہ گار ہوگا، اسی طرح امام خطبہ دیں تو ضرور سنیں، اس میں توجہ ہو اور سستی نہ ہو، دنیا کی آپس میں باتیں نہ ہوں، جمعہ کا خطبہ سننے کے جتنے آداب ہو سکتے ہیں وہ تمام آداب ملحوظ رکھنا چاہئے۔

### عید کس طرح منائیں؟

اسلام کوئی خشک مذہب نہیں ہے اور نہ جسمانی و ذہنی جائز تفریحات کے خلاف ہے، بلکہ جائز حدود میں رہ کر ہر وہ کام کر سکتے ہیں جس میں آپ کے قلب و روح کو تسکین حاصل ہو اور جسم کو طمانینت کا احساس ہو، اور عید الفطر کا دن سال میں ایک بار

آتا ہے، شریعت کے احکام کی پابندی کر کے اس دن کو یادگار بنا سکتے ہیں، خوشی و مسرت کا پورا مظاہرہ کر سکتے ہیں، اچھا پہنیں، اچھا کھائیں، عزیز واقارب اور دوست و احباب سے ملیں اور ان کی خوشی و مسرت کا بھی خیال رکھیں، اسی لئے اس دن روزہ رکھنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، نہائیں دھوئیں اور جو کپڑے اچھے ہوں وہ پہنیں، خوشبو لگائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عید کے دن ہمارے گھر میں کچھ بچیاں بیٹھی تھیں اور جنگ بعاث سے متعلق اشعار گارہی تھیں، اسی دوران حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ اللہ کے رسول کے گھر میں یہ گایا جا رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہماری کروٹ لئے لیٹے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! انہیں گانے دو، ہر قوم کیلئے تیوہار کا ایک دن ہوتا ہے آج ہماری عید کا دن ہے۔

### عید خرافات کا دن نہیں

عید کا دن کسی بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا کام انجام دینا عید کی روح کے خلاف ہے، آج ہم عید کو آزادی کا دن سمجھ کر ہر طرح کی خرافات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ رمضان میں جو نمازوں کی پابندی ہو رہی تھی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ شیطان آزاد ہو چکا ہے، عید کے نام ہر کام کیا جاتا ہے، جس کی عام دنوں میں اجازت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ عید کے دن ہو اس کا خیال رکھا جائے، عید کا دن خوشی کا دن ہوتا ہے، بسا اوقات خوشی میں آدمی آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور زیارت قبور سے آخرت یاد آ جاتی ہے، اس لئے اگر کوئی شخص عید کے دن قبرستان جائے تو مناسب ہے کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اگر اس کے التزام سے دوسروں کو شبہ ہو کہ یہ چیز لازمی اور ضروری ہے تو نہ جانا چاہئے، یا کبھی چھوڑ دینا چاہئے۔ بہر حال ہر

کام ہر معاملے میں شریعت کی پاسداری کا خیال رکھا جائے، عید کی رات بھی مقدس ہے اور عید کا دن بھی مبارک ہے، عید کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ ہوتی ہے اور دعاؤں کو قبولیت حاصل ہے۔

رمضان المبارک کے احکام اور دعا والی آیت کا قریب قریب ہونا، یکے بعد دیگرے آنا خالی از حکمت نہیں ہے، اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرنے والوں کا یہ مومنانہ اور عاجزانہ حق بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، کیونکہ انہوں نے دست دعا دراز کرنے سے قبل رمضان کا پورا مہینہ صیام و قیام میں گزرا ہے، عید کی خوشیوں میں اپنے غریب و ضرورت مند بھائیوں کو فراموش نہیں کیا، بلکہ عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کر دی تاکہ امت کے غریب و بے کس اور مجبور افراد بھی عید کو بہتر طریقے سے ادا کر سکیں، ان کے بدن پر بھی نیا لباس ہو، وہ بھی اچھی غذاؤں سے لطف اندوز ہو سکیں، امید ہی نہیں بلکہ یقین کے ساتھ دست دعا پھیلانے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان ہی بندوں کی دعا کو قبول فرماتے ہیں جن کے دل اللہ سے لو لگائے ہوئے ہوں اور قلب یقین سے بھرا ہوا ہو، قلب غافل کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

## عیدین کی اہمیت

اسلام میں دو عیدیں مشروع ہیں۔ ایک کو عید الفطر (روزہ توڑنے کی عید) کہا جاتا ہے اور دوسری عید الاضحیٰ یعنی قربانی کی عید کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں عیدیں اسلام میں تہوار اور خوشی منانے کے دن ہیں، جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے مسلمان دو دن خوشی منایا کرتے تھے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا دو دن ہیں جن میں خوشی مناتے ہو؟ تو لوگوں نے بتایا کہ

ہم اسلام سے قبل ان دونوں میں خوشی مناتے چلے آ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان دنوں کے بجائے تم لوگوں کے لئے دودن اس سے بہتر مقرر کئے ہیں، ایک عید الفطر دوسرا عید الاضحیٰ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے یہ دودن عید کے لئے ہیں۔

## عیدین کی راتوں کی فضیلت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عیدین کی دونوں راتوں میں خالص اجر و ثواب کی امید پر عبادت کی، اس کا دل قیامت کے اس ہولناک دن میں مردہ نہیں ہوگا جس دن لوگوں کے دل و خوف و دہشت سے مردہ ہوں گے۔ یعنی قیامت کے دن سب پریشان ہوں گے، ایسا شخص پریشان نہ ہوگا۔ بعض علماء نے یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ ایسا شخص دنیا کی محبت میں دیوانہ نہ ہوگا، اور یہ شخص بری موت سے محفوظ رہے گا۔ عیدین کی راتوں میں تمام رات عبادت کرنا، نقلیں پڑھنا مستحب ہے۔ عید عود سے ہے جس کے معنی لوٹنا، بار بار آنا، چونکہ یہ مفہوم اس کے اندر موجود ہے، اس لئے وہ دن ہر سال ماہ شوال کی پہلی تاریخ اور ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو آتا ہے اس لئے یوم عید کہلاتا ہے، اس دن میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بندوں پر عائد اور مکرر ہوتے ہیں، یہ دن ہر سال مسرت و خوشی کا پیغام لاتا ہے، اس روز ہر شخص کی حسب حیثیت عزت و حرمت کا احساس ہر سال تازہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے رمضان میں جو اپنے بندوں کو کھانے پینے سے روک دیا تھا، عید کے باعث اس کا انعام یعنی افطار بندوں پر رجوع کرتا ہے، اس اسلامی تقریب میں مختلف پہلوؤں سے عود کا مفہوم پایا جاتا ہے اسی لئے اس کو عید کہتے ہیں۔ یوں بھی اہل عرب ہر مسرت بخش اجتماع کو عید سے یاد کرتے ہیں، جمعہ ہر ہفتہ کی عید

ہے اور ہفتہ بھر کی نمازوں کی نعمت کا شکرانہ ہے۔ ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ عید کو عید اس کی دوبارہ آمد کی نیک فالی کے لئے کہتے ہیں، جس طرح قافلہ کو روانگی کے وقت قافلہ کہہ دیتے ہیں اور یہ لفظ قافلہ قفول سے بنا ہے جس کے معنی واپس آنے کے ہیں، یعنی خدا کرے یہ قافلہ واپس لوٹ کر آئے۔

## عید کا دن

عید کا دن بے حد مبارک دن ہے، اس کو مغفرت کا دن بھی کہا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت عام ہوتی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ عید کے دن تین نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندگان مومن کو حاصل ہوتی ہے، پہلی نعمت مغفرت عامہ یعنی تمام مومنین کی مغفرت کر دی جاتی ہے، دوسری نعمت نظر کرم یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ایک نظر کرم ڈالتے ہیں، جس سے بندوں کو خیر ہی خیر حاصل ہوتی ہے، تیسری نعمت مہمانی یعنی آج روزہ حرام ہے، کھاؤ اور کھلاؤ اور شریعت کی حدود میں رہ کر ہر طرح کی خوشی منانے کی اجازت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تیسری نعمت قبولیت دعا ہے، یعنی بندہ مومن کی دعا قبول کی جاتی ہے، اسی لئے اپنے اور اپنے اہل و عیال اور بیوی کے لئے خاص طور پر دعا کی جاتی ہے، ایسے خاص موقع پر جمیع مسلمانان عالم کے لئے دعا کرنا چاہئے۔ اور ایک طویل حدیث کا آخری حصہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے محمد کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے، پھر

جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک س کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! تمہیں گواہ بنانا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی، اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم آج کے دن اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کو چھپاتا رہوں گا، میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا، بس اب تم بخشنے بخشنائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو عید کے دن ملتا ہے خوشیاں اور آپس میں خوش خبری دیتے ہیں۔

## بعض یہ بدنصیب لوگ

ایک بات قابل ذکر ہے کہ عید کے اس مغفرت عامہ کے دن بھی بعض لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ آپس میں لڑنے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی، ان لوگوں کو چاہئے کہ سچی توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں۔ اس حدیث میں عید کی رات کو انعام کی رات پکارا گیا ہے، اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے، اس لئے بندوں کو بھی اس رات کی بے

حد قدر کرنی چاہئے، فقہائے کرام نے بھی عیدین کی رات کو جاگنا مستحب لکھا ہے۔ امام شافعیؒ نے لکھا ہے کہ پانچ راتیں دعا کی قبولیت کی ہیں۔ جمعہ کی رات، عیدین کی راتیں، غرہ رجب کی رات اور نصف شعبان کی رات، رمضان کی جمعہ کی راتیں۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں جمعہ اور اس کی رات بہت متبرک ہیں، احادیث میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے، مگر چونکہ بعض روایات میں جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ مخصوص کرنے کی ممانعت ہے، اس لئے بہتر ہے کہ ایک دو رات کو اس کے ساتھ اور بھی شامل کر لے۔ برادران اسلام کو عید کے موقع پر مبارکباد کے ساتھ ساتھ یہ لمحہ فکر یہ بھی ہے کہ عید کی روح کو سمجھیں، اسلام کے ماننے والوں کو یہ حکم ہے کہ وہ مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو و لعب اور تفریحات کے ذریعہ نہ کریں، بلکہ مسرت کا اظہار اس انداز سے کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر و باطن سے نمایاں ہو سکے، دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اٹھیں، ذہن و دماغ کے گوشوں سے معطر ہوائیں پھیلیں اور بدن کا رگ و ریشہ اور رواں دواں اظہار مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرنے لگے، ایسی دائمی خوشی کے حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ یہ کہ انسان جس پروردگار کا بندہ ہے اسکی بندگی کا اظہار کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے، پاک و صاف ستھرے کپڑے پہن کر عید گاہ میں نماز عید ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر مسلمانوں سے ملے، دل کی کدورتوں کو دور کرے، بڑوں سے محبت سے ملے، چھوٹوں پر شفقت کرے، اور ہر ایسے کام سے اجتناب کرے جو رب کائنات کی ناراضگی کا سبب ہو۔

علماء کرام نے مختلف اقوال عید کے سلسلہ میں ارشاد فرمائے چنانچہ فرمایا لیس

الْعَبْدُ لِمَنْ لَبَسَ الْجَدِيدَ إِنَّمَا الْعَبْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِيدَ عِيدًا صِلْ فِيهِ اسکی



نہیں جو محض نئے نئے کپڑے پہن لے، بلکہ عید اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعید سے محفوظ ہو جائے۔ یعنی منکرات و معاصی سے بچے اور اپنے آقا کو راضی کرنے کی کوشش کرے، اسی طرح فرمایا گیا کہ عید اسکی نہیں جو دنیا کی زیب و زینت اختیار کرے، بلکہ عید تو اسکی ہے جو تقویٰ کا توشہ مہیا کرے۔ رمضان المبارک تو تقویٰ حاصل کرنے کیلئے بہترین موقع ہے۔ آج افسوس کا مقام ہے کہ غیروں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی عید کو محض ایک تہوار سمجھ لیا ہے اور اظہارِ عجز و بندگی کا جذبہ ذہنوں سے بالکل محو کر دیا ہے، عید جیسے روحانی موقع پر بازاروں میں ٹولیاں بنا کر پھر گانے بجانے کی آوازوں کا بجنا، عید کی رات میں گشت کرنا اور عید کے دن دو گانہ کی ادائیگی کے بعد ایسی لغویات کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہنا، سنیما ہالوں اور تفریح گاہوں کی رونق کا مسلمانوں کی وجہ سے بڑھ جانا یہ سب حالات اہل اسلام کے ہیں، اللہ اپنی حفاظت میں رکھے۔

## نماز عیدین کا حکم

ان دونوں عیدوں میں ہر مسلمان پر دو رکعت واجب ہیں، ان دونوں نمازوں کیلئے وہی باتیں ضروری ہیں جو جمعہ کی نماز کیلئے ضروری ہیں، ہاں البتہ کچھ فرق بھی ہے جو اس طرح ہے:

## جمعہ اور عیدین میں فرق

(۱) عیدین کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں کہی جائے گی۔ (۲) جمعہ میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور ان میں نماز کے بعد، جمعہ کے دن خطبہ پڑھنا واجب ہے اور عیدین میں سنت ہے، لیکن چھوڑ دینا برا ہے۔ (۳) جمعہ کی نماز میں کوئی تکبیر زیادہ نہیں ہے، عیدین کی نماز میں ہر رکعت میں تین تین تکبیریں زیادہ

کہی جاتی ہیں۔ (۴) جمعہ کی نماز قضا ہو جائے تو ظہر پڑھنی چاہئے، اور عیدین کی نماز قضا ہو جائے تو کچھ نہیں، البتہ اگر بہت سے لوگوں کی نماز چھوٹ جائے اور وہ لوگ نماز پڑھنا چاہیں تو دوسری جماعت کی جاسکتی ہے۔

## عیدین کی نماز کا وقت

عیدین کی نماز کا وقت آفتاب نکل جانے کے بعد سے دوپہر سے کچھ پہلے تک ہے، اگر کسی وجہ سے عید الفطر کی نماز شوال کی پہلی تاریخ کو نہ پڑھی گئی تو پھر اس کو دوسرے دن پڑھا جاسکتا ہے، اور عید الاضحیٰ کی نماز گیارہ بارہ تاریخ تک پڑھی جاسکتی ہے۔

## عیدین کی نماز کا طریقہ

دونوں عیدوں کی نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی پہلے اس طرح نیت کریں کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی دو رکعت واجب نماز چھ تکبیروں کے ساتھ قبلہ رو ہو کر پڑھتا ہوں، اور مقتدیوں کو اتنا کہہ لینا چاہئے کہ میں اس امام کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہوں۔ نیت کے بعد امام بلند آواز سے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور دونوں ثنا پڑھیں، ثنا کے بعد پھر امام بلند آواز سے تکبیر کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے اور پھر چھوڑ دے، تمام مقتدی بھی اس کیساتھ ایسا ہی کریں، پھر دوسری بار امام تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک لے جائے اور پھر تیسری بار امام اور مقتدی تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے، مقتدی بھی ایسا ہی کریں اور پھر چوتھی بار امام اور مقتدی تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائیں اور اس بار ہاتھ چھوڑیں نہیں، بلکہ باندھ لیں۔ اب امام آہستہ سے تعوذ اور تسمیہ پڑھے اور بلند آواز سے سورہ فاتحہ اور قرآن پاک کی

کوئی سورت پڑھے، پھر رکوع اور سجدہ کر کے ایک رکعت پوری کرے، دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پہلے سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اور سورت ختم کر لے تو رکوع میں نہ جائے، بلکہ تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے اور چھوڑ دے، اور تمام مقتدی بھی ایسا ہی کریں، پھر دوسری بار تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے اور تمام مقتدی بھی ایسا ہی کریں، پھر تیسری بار امام تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے، مقتدی بھی ایسا ہی کریں، پھر چوتھی بار امام تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اس کیساتھ تمام مقتدی بھی رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز جیسے عام طور پر پوری کی جاتی ہے پوری کریں۔ نماز ختم ہونے کے بعد امام منبر پر چلا جائے اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے، تمام مقتدی خاموشی سے سنیں، اگر امام خطبہ کے بعد دعا مانگ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ عیدین میں بھی جمعہ کی طرح دو خطبے ہوتے ہیں، درمیان میں بیٹھنا سنت ہے۔ عیدین کی نماز میں سورہ جمعہ، سورہ منافقون، سورہ اعلیٰ اور سورہ فاشیہ میں سے دو کا پڑھنا سنت ہے۔

### دونوں عیدوں کے دن کی سنتیں اور مستحبات

(۱) غسل کرنا اور مسواک کرنا۔ (۲) جو اچھا لباس میسر ہو پہننا۔ (۳) خوشبو لگانا۔ (۴) عید گاہ میں نماز پڑھنا یعنی عیدین کی نماز ہر مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے، لیکن عید گاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ آپ ﷺ اور تمام صحابہ نے ایسا ہی کیا ہے۔ (۵) عید گاہ تک پیدل جانا، اگر کوئی معذوری ہو یا عید گاہ بہت دور ہو تو سواری پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۶) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ عیدین کی نماز سے پہلے کوئی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر فجر کی نماز قضا ہوگئی ہو تو اس کو گھر میں ہی پڑھ لینا چاہئے، عید گاہ میں پڑھنا نہیں چاہئے۔

## عید الفطر کے خاص احکام

(۱) عید الفطر کے دن نماز عید سے قبل کھجوریں یا چھوڑے یا کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے۔ (۲) صدقہ فطر ادا کر کے جانا چاہئے۔ (۳) عید گاہ کے راستے میں آہستہ آہستہ تکبیر کہتے جانا چاہئے۔

## چند ضروری مسائل

(۱) مردوں کی طرح عورتیں اور وہ لوگ جن پر عیدین کی نماز واجب نہیں ہے وہ تمام نماز عید سے پہلے نفل نماز نہ پڑھیں، عید کی نماز سے پہلے نفل نماز سب کے لئے مکروہ ہے، البتہ فجر کی نماز قضا کی جاسکتی ہے، وہ عید گاہ میں نہیں گھر پر پڑھ لیں۔

(۲) اگر کوئی شخص نماز میں اس وقت شریک ہو جب امام تکبیر کہہ چکا ہے تو اس کو شریک ہو کر فوراً تکبیریں کہہ لینا چاہئے، اگر وہ رکوع میں ملا ہے تو رکوع میں تسبیح کے بجائے تین تکبیریں بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ لینا چاہئے، اگر پوری نہ ہو سکیں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، اس کی نماز ہو جائے گی۔ (۳) اگر کسی کی ایک رکعت چھوٹ جائے تو اس کو سلام کے بعد کھڑے ہو کر ایک رکعت پوری کرنی چاہئے اور اس رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہنی چاہئے، فوراً کھڑے ہوتے ہی تکبیر نہ کہنی چاہئے، اس لئے کہ اگر فوراً تکبیر کہے گا تو دوسری رکعت کی تکبیر اور یہ تکبیریں پے درپے ہو جائیں گی اور یہ ثابت نہیں ہے، اس لئے قرأت کے بعد تکبیر کہے۔ (۴) اگر امام پہلی یا دوسری رکعت میں تکبیر کہنا بھول جائے تو اس کو رکوع میں کہہ لینا چاہئے، پھر دوبارہ تکبیر کے لئے کھڑے نہ ہونا چاہئے، اگر کھڑا ہو جائے تب بھی جائز ہے۔ اگر تکبیر بالکل بھول جائے تو بھی نماز ہوگئی، دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور

نہ سجدہ سہو کرنے کی ضرورت ہے۔ عام نمازوں میں اگر کوئی واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہوتا ہے، لیکن عیدین میں مجمع کی زیادتی کی وجہ سے گڑبڑ پیدا نہ ہو، اس لئے فقہاء نے سجدہ سہو نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



# عید الفطر مسلمانان عالم کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَاهَادِي لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَلِتَكْبِرُ اللّٰهُ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم بزرگوار عزیز دوستو! عید سعید اس خوش نصیب کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ  
کی فرمانبرداری کرے اور اس کی نافرمانیوں سے بچے، نیز عید اس کے لئے ہے جو  
نماز اور روزہ کا پابند رہا، ذکر الہی کے ساتھ شب بیداری میں مشغول رہا اور آئندہ بھی  
اسی طرح پابند شریعت رہنے کا عزم مصمم ہو۔

عقل مند اور ہوشیار وہ شخص ہے جو اپنے رب کی خوشنودی کی تلاش میں رہتا ہے،  
مزید اطاعت کے دروازوں کی تلاش میں رہتا ہے، سوال کے چھ روزوں، پیر اور

جمعرات ایام بیض یعنی ہر ماہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے مسنون روزوں کے لئے کمر کس لیتا ہے اور نادان اپنے لہو و لعب کے ساتھ لگن رہتا ہے، یہاں تک کہ عید کے دن فسق و فجور کے نت نئے دروازے کھولتے ہوئے شیطان کو خوش کر دیتا ہے اور نیکیاں ضائع کر لیتا ہے، بنائی ہوئی عمارت خود اپنے ہاتھ سے گرا دیتا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہر وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ ہو وہ بھی عید کا دن ہے اور ہر وہ دن جس میں ایک مومن اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے ذکر و اذکار میں مشغول ہو کر وقت گذارتا ہے وہ وقت بھی عید ہی ہے۔

عید اس کی نہیں جس نے نئے لباس زیب تن کر لئے، بلکہ عید اس کی ہے جس کی اطاعت و فرمانبرداری میں ترقی ہی ترقی ہو۔

عید اس کی نہیں جو خوشنما لباس سے آراستہ ہو، عید کی مناسبتوں سے نئی نئی سواریوں پر سوار ہو، بلکہ حقیقی عید اس کی ہے جس کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہوں اور اسے دارالسلام (جنت) میں داخلہ کی خوش خبری ملنے والی ہو۔

عید اس کی نہیں ہے جو دنیا طلبی میں مال و متاع، درہم و دینار کے چکر میں حلال و حرام کی تمیز کو بالائے طاق رکھتا ہو، بلکہ حقیقی عید تو اس کی ہے جو اپنی آخرت سنوارنے کی فکر میں دنیا سے کفاف پر راضی ہوتا ہو، اور دنیا داروں سے مرعوب ہوئے بغیر جنت میں محلات تعمیر کرتا ہو اچلا جاتا ہو۔ عید کی حقیقی خوشیاں ان خوش نصیبوں کیلئے ہے جو اپنے ضرورت مند بھائیوں کی ضرورتوں کی تکمیل کی کوشش کرتے ہیں اور انہیں اپنی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں اس لئے سچ فرمایا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جو پیٹ بھر کے کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

بعض علماء کرام نے امت کو عید کے دن خوشیوں، کھانے پینے، لباس و پوشاک میں مشغول دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں باخبر کر دیا ہے کہ ان کے اعمال صالحہ سارے کے سارے مقبول ہو چکے ہیں تو ان پر فرض یہ تھا کہ وہ شکر ادا کرنے میں مشغول رہتے اور اگر بالفرض ان کا عمل مقبول نہ ہوتا تو ان پر یہ واجب تھا کہ کثرت عمل پر توجہ دیتے نیز اخلاص کے ساتھ عمل کرنا شروع کر دیتے۔ وہی عمل عند اللہ مقبول ہے جو ریاکاری سے خالی ہو، اور دائمی طور پر کیا جائے، اگرچہ وہ عمل عمل قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ عمل کی قبولیت کی دلیل یہ بھی ہے کہ حسن عمل میں مداومت ہو اور عملی اعتبار سے اپنی زندگی میں کچھ نہ کچھ بہتر تبدیلی ظاہر ہو۔ مسلمانوں کی اجتماعیت کے اہم مظاہر حج، عیدین، پنج وقتہ نمازیں، جمعہ اور جہاد جیسی عبادتیں ہیں، جن کے لئے اجتماعیت ضروری ہے اور اجتماعیت کے بغیر مذکورہ عبادات پوری نہیں ہوں گی۔

روزہ اور عید غالب اکثریت کے ساتھ ہی معتبر ہے۔ عیدین اجتماعیت کا سبق دیتی ہیں، اسلامی عبادت میں اجتماعیت کا تصور موجود ہے۔ تنہا ایک آدمی چاند دیکھ کر عید اپنے طور پر نہیں مناسکتا، بلکہ اسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں کی ادائیگی کے لئے لوگوں کی غالب اکثریت کی موافقت ضروری ہے، دو چار افراد کا جماعت سے الگ ہو کر روزہ شروع کر دینا یا عید منانا نہ روزہ ہے اور نہ ہی عید۔

## مسلمی اختلافات سے بالاتر ہو کر عید منائیں

امت محمدیہ تمام فقہی، گروہی اور مسلمی اختلافات سے بالاتر ہو کر عقیدہ کی بنیاد پر متحد ہوں، اخوت ایمانی کو مضبوط اور محکم رشتہ ہے، اس کی حفاظت ہم پر واجب ہے، اتباع سنت کے ساتھ ساتھ شرکیہ امور سے کلی طور پر اجتناب کریں، اس سے



امت کی وحدت کو تقویت پہنچے گی، نہ کہ صرف ایک ہی دن میں سارے عالم میں عید منانے سے وحدت قائم ہوگی۔

عید ایک فطری جذبہ ہے کہ انسان سال بھر میں ایک دن رنگارنگ اور تبدیلی حالات کا خوگر ہوتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ذرا معمولات سے ہٹ کر بھی کچھ وقت گزارے چنانچہ دنیا کا کوئی بھی مذہب یا تمدن قوم، ملک یا خطہ ایسا نہیں جہاں کسی خوشی، عید یا تہوار کا رواج نہ ہو، ابتدائے آفرینش سے انسان کسی نہ کسی بہانے تہوار منایا چلا آرہا ہے، رہی بات اسلام کی، تو یہ تو فطری مذہب ہے اور تمام بنیاد فطرت پر ہی ہے، ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر ہی ہے، جو پیدا ہوتا ہے اور اس کا رخ بدلنے والے اس کے ماں باپ ہوتے ہیں، اسلئے اسلام نے بھی اپنے یہاں دو تہوار رکھے ہیں۔

## اعلیٰ ترین و بابرکت دن

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب صحابہ کرام کے ساتھ مکہ سے مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو حضور ﷺ کو بعض اصحاب نے بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہاں مدینہ میں یہود و نصاریٰ سال میں دو بار اپنے قومی جشن مناتے ہیں، ان جشنوں کے موقع پر وہ لوگ مرد و خواتین اور بچے سب مل کر کھیل تماشے کرتے ہیں، ان جشنوں کے موقع پر وہ لوگ فضول گاتے بجاتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ لوگ جو کچھ ان تہواروں پر کرتے ہیں یہ جہالت و ضلالت کا طریقہ ہے، جو ان کے آباؤ اجداد جاہلیت سے کرتے آئے ہیں، اللہ جل شانہ نے اب ان دونوں (جشنوں) کو دوسرے اعلیٰ ترین و بابرکت دنوں میں تبدیل کر دیا ہے۔

یہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ یعنی عید الفطر جو عید رمضان بھی ہے، مسلمانوں کے لئے متبرک تہوار قرار پائی کہ مومن اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور شکرانہ ادا کریں، رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھ کر ایک بزرگ و برتر عبادت گزاری کی توفیق عطا ہوگی اور صدقہ فطر ادا کرے تاکہ یہ مسکین اور غریب بھائی بہن بھی اس خوشی میں ان کے ساتھ شرکت کریں، اسی طرح عید الاضحیٰ حج بیت اللہ شریف کا فرض ادا کرنے کے بعد قربانی پیش کر کے سنت ابراہیمی کی ادائیگی سے بہرہ یاب ہو سکیں۔

### میٹھی چیز کھانا احسن ہے

عید الفطر کے تعلق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز دوگانہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے جانے سے پیشتر چند کچھ میٹھی چیز ضرور تناول فرماتے تھے، کھجوروں کی تعداد عموماً پانچ یا سات ہوا کرتی تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز مسجد کے بجائے عام طور پر کھلے میدان میں ادا کرتے تھے اور مدینہ منورہ کے تمام مرد مسلمان وہاں باجماعت دوگانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز عید کے لئے پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور جس راستہ سے تشریف لے جاتے تھے اسی راستے سے واپس تشریف نہیں لاتے، بلکہ دوسرے راستے سے واپسی ہوتی تھی اور تمام صحابہ کو یہی تاکید و تلقین فرماتے۔ آمد و رفت میں راستہ کی تبدیلی کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت عملی ہے کہ مومنوں کے اس نیک عمل کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہو جائے۔

علاوہ ازیں دوسری روایت ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ابتدائی ایام ہجرت میں چونکہ مدینہ کے یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دوست نہ تھے، بلکہ ان کی اکثریت دوستی

اور امن معاہدہ کے باوجود انصار و مہاجرین کے خلاف نفرت و دشمنی رکھتے تھے، اس لئے راہ بدلنے کا مقصد تھا کہ عید کے اجتماع کے موقع پر مشرکین و کفار انہیں ایذا پہنچانے کی غرض سے کوئی خفیہ طور پر کوئی نفرت رساں حرکت نہ کر سکیں، اس لئے مشرکین کو نمازیوں کے جانے اور واپس آنے کے بارے میں صحیح طور پر پتہ نہ چل سکے اور اطمینان و سکون کے ساتھ عید کی خوشیاں منائیں۔

ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے بعض دفعہ میدان کی بجائے مسجد میں نماز ادا کی ہے، اس کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ اس روز بارش ہو رہی تھی اس لئے میدان میں نماز کے لئے اجتماع ممکن نہ تھا۔

عید مسلمانوں کے لئے ایک عبادت کا اور شکر کا طریقہ ہے، جو صرف رویت بصریہ پر ہی منحصر ہے، اور یہ عیدیں کرسمس اور دیپاؤلی کی طرح کوئی میلہ یا تہوار نہیں ہے کہ وقت سے پہلے ہی تقویم کے ذریعہ اس کا اعلان کر دیا جائے اور نہ یہ ممکن ہے کہ شمسی تاریخوں کی طرح قمری شرعی تقویم کیلنڈر بنایا جائے، اسی کی بنیاد پر سب کا عمل ہو، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ رویت کی بنیاد پر کوئی مہینہ انتیس کا ہوگا اور کوئی مہینہ تیس کا ہوگا، اور یہ کس مہینے میں انتیس اور کس مہینے میں تیس کا ہوگا اس کی تحدید نہیں کی گئی۔

### چاند دیکھنے پر اتفاق

رویت ہلال میں عالمی وحدت کا تصور و نظریہ کتاب اللہ، رسول اکرم ﷺ کی صحیح احادیث، علماء محققین حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور علم ہیئت جدیدہ اور جغرافیہ جدیدہ کے خلاف ہے۔

جب عالم اسلام میں نمازوں کے اوقات میں فرق و تفاوت کو وحدت کے منافی نہیں سمجھا جاتا ہے تو رویت ہلال کے حساب سے الگ الگ دن عیدیں اور رمضان کے آغاز کو عالم اسلام کی وحدت کے منافی کیوں سمجھا جا رہا ہے؟ اور یہ نظریہ سرے سے غلط ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ دیگر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک روزہ رکھیں اور عید منائیں، رویت ہلال کا مسئلہ قدرت کی جانب سے مقرر کردہ نظام ہے، اس میں انسان بے بس ہے اور وہ شریعت کا پابند ہے، بلکہ ہمیں چاہئے کہ فکر و نظر کو شریعت کے تابع بنائیں، نہ کہ اپنے بنائے ہوئے افکار و نظریات کی تصحیح کے لئے شریعت سے دلائل جمع کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ عقل کو نقل (کتاب و سنت) کے تابع رکھیں، ورنہ عقل انسانی کے بے لگام ہونے کی صورت میں ہمارے گمراہ ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔

عید کا پیغام یہ بھی ہے کہ کسی بھی صورت میں ہماری اجتماعیت کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے اور صفوں میں اتحاد ضروری ہے، جس طرح نمازوں میں صفوں کی درستگی سے نماز درست ہوتی ہے، اسی طرح زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارا اتحاد قابل ذکر ہو، تب ہی ہم دنیا میں سرخرو ہوں گے، جس طرح صفوں کے مابین رنگ و نسل، ملک، وطن کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، اسی طرح ہم مسلمان زندگی کے ہر شعبہ میں مل جل کر اتفاق و اتحاد کے نمونے پیش کریں، اس کے فوائد سے مالا مال ہوں گے۔ انشاء اللہ

عالم اسلام کیلئے عید کا پیغام یہ ہے کہ کلمہ کی بنیاد پر متحد رہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے رفیق بنیں، نہ کہ فریق بن جائیں۔ آج کا حال یہ ہے کہ دشمن ہمیں فریق بنا کر ایک دوسرے کے خلاف جنگ چھیڑنا چاہتا ہے اور ہماری مادی طاقتوں کو

ختم کرنا چاہتا ہے اور ہماری صفوں میں دراڑیں قائم کرنا چاہتا ہے۔ خدا را اے مسلم  
ممالک ہوش میں تو آؤ اور جاگ جاؤ، خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔  
دیکھتے ہی دیکھتے کئی مسلم ممالک تباہ ہو گئے اور کئی ممالک تباہی کے دہانے پر  
ہیں اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

وَ الْخُرُودُ عَوَانَا انِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



## عید الفطر خوشی و مسرت کا دن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ  
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاْتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِّهُ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُوْلَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْفُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَلِتَكْبِرُ اللّٰهُ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم بزرگوار دوستو! عید کا لفظ عود سے نکلا ہے، جس کے معنی لوٹ آنے کے  
ہیں، عید کا دن بھی چونکہ ہر سال لوٹ کر آتا ہے، اس لئے اس کو عید کہتے ہیں۔ یہ دن  
اسلام کے پیروکاروں کے لئے مسرت و شادمانی کا دن ہوتا ہے، سارا سال غموں کی  
چکی میں پسنے والے بھی اس روز اپنے غم سے بے نیاز ہو کر عید کی مسرتوں سے لطف  
اندوز ہوتے ہیں، عید کا دن بجا طور پر جنت کا دن کہلانے کا مستحق ہے۔

یہ دن بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں کے لئے یکساں طور پر شگفتگی و تازگی  
کا پیام لاتا ہے، اہل اسلام کے لئے اس دن سب سے بڑی خوشی یہ ہوتی ہے کہ اس

میں اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں کے معاصی کو معاف کر دیتے ہیں۔

## رمضان کی ہر شب میں مغفرت

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب طلوع صبح تک ایک منادی ندا کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے مہینہ میں ہر دن افطاری کے وقت ساٹھ ہزار آدمیوں کو دوزخ سے آزادی دیتا ہے اور جب شوال المکرم کا روز آتا ہے تو جس قدر سارے ماہ میں آزاد کئے اس کے برابر (عید کے دن) دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔

آقائے مدنی حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں کہ اے مسلمانو! اپنے کریم پروردگار کی بارگاہ میں جو اپنے کرم و احسان سے (بندوں) کو نیکیوں کی توفیق دیتا ہے اور اس پر پھر اجر عظیم عطا فرماتا ہے، تمہیں رات کی عبادت کا حکم ہوا تم نے وہ پورا کیا، تمہیں دن کے روزوں کا حکم ہوا تم نے وہ بھی پورا کیا اور اپنے رب کی فرماں برداری کر کے دکھایا، اب اپنے انعامات لے جاؤ، پھر وہ جب نماز (عید) سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایک پکارنے والا آواز لگاتا ہے لوگو! یقیناً تمہارے پروردگار نے تم سب کو بخش دیا، پس جاؤ تم کامیاب و بامراد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، اس طرح یہ دن ”یوم الجائزہ“ ہی ہے۔ اس حدیث شریف کو بغور پڑھیں، اس کے اندر آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ عید کا دن انعام و بدلہ کا دن ہے، مگر اس کے لئے ہے

جس نے رمضان کے سارے کاموں یعنی روزہ، تراویح، اعتکاف، صدقہ فطر وغیرہ کو انجام دیا ہو اور جس نے رمضان کے فریضہ کو ادا نہ کیا اس کے لئے کیسی خوشی اور کیسی عید، اس کے لئے عید نہیں و عید ہے۔ اسلام نے مسلم امت کو جو اجتماعیت کا تصور دیا ہے عید اس کے اظہار کا دن ہے، یہ دن ایک مثالی دن ہے، دنیا کی باطل قوتوں میں جانتی ہیں کہ اگر مسلمان اسلام کا تابع ہو گیا، رسول اللہ ﷺ کا فرماں بردار ہو گیا تو اسے کوئی شکست نہ دے سکے گا، کوئی مسلمانوں کو اسیر نہ کر سکے گا، مسلم امت مغلوب نہیں رہے گی، لیکن اس کے لئے اسلام سے رجوع ضروری ہے، ہمیں اپنے رشتے اللہ و رسول سے جوڑنے ہوں گے تب دل کی دنیا میں روشنی پھیلے گی اور کامیابیاں قدموں کا بوسہ دیں گی۔

عید کی خوشیاں منانے کا پہلا حق ان لوگوں کا ہے جو ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے شب و روز گزارتے ہیں اور رمضان کا صحیح معنی میں حق ادا کرتے ہیں، اور عید کی تیاری میں رمضان المبارک کی انمول اور بابرکت گھڑیوں خصوصاً رمضان کے آخری عشرے کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم رمضان کی خریداری رمضان شروع ہونے سے قبل یا کم از کم رمضان کے پہلے عشرے میں ہی خریداری کرنی پڑے تو دن کے وقت کر لیں لیکن بیس ویں روزہ کے بعد ہی ہم پر خریداری کا جنون طاری ہوتا ہے، نہ ہمیں تراویح کے ضائع ہونے کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرنے کی فکر۔ سب سے بڑے خسارے میں ہم اس وقت پڑتے ہیں جب عید کا چاند دیکھ کر اللہ سے اپنے روزوں کی اجرت اور مزدوری حاصل کرنے کی بجائے رومال، بنیان، موزے اور جوتوں جیسی حقیر چیزیں خریدنے کے لئے بازار میں نکلتے ہیں۔



## پیغام عید الفطر

رمضان المبارک کا حاصل جذبہ عبودیت کا فروغ رہا ہے، روزوں اور قیام اللیل کے ذریعہ یہ یقین میسر آیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری میں زندگی گزارنا ممکن ہے، شیطان کے بہکاوے اور نفس کی شرارتوں کا زور چلنے والا نہیں۔ اگر قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنا طے کر لیا جائے تو یقیناً ممکن ہوگا، کوشش ہونی چاہئے کہ آنے والے دنوں میں نمازوں، نفل روزوں، تلاوت قرآن مجید، ذکر و اذکار، تہجد جیسی عبادتوں کے اہتمام میں زندگی گذرے، ان تمام جذبات و کیفیات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اطراف کے ماحول کو بھی اللہ کے رنگ میں رنگ دیا جائے، جس طرح سے اہل ایمان کے شب و روز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گذر رہے ہیں، ویسا ہی معاملہ سارے معاشرے کا بھی ہونا چاہئے۔

انسان اپنے جیسے انسانوں یا خود کے بنائے ہوئے معبودوں کی بجائے اپنے حقیقی خالق و مالک کی پرستش کرے، معاشرتی مسائل کے حل کے لئے قرآن و سنت کے احکامات کی طرف رجوع کرے، حقیقی خوشی پانے کے لئے کسی مخصوص کپڑے کو اپنانے یا صحت کے بہتر معیار کو قائم رکھنے کی مختلف تدابیر اختیار کرنے کی بجائے یہ راز جان لے کہ معبود حقیقی کی پرستش ہی اطمینان قلب اور مسرت و شادمانی کا ذریعہ بن سکتی ہے، اس طرح معاشرے کو اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کے رنگ میں رنگنے ہی کیلئے امت مسلمہ کو ایک ماہ کی ٹریننگ سے گزارا گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان کی تکمیل کے بعد جو حکم دیا وَلْتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اس کے تقاضے یہی ہیں، اللہ کی کبریائی و بزرگی کا اعلان کیا جائے، تکبیر

کے معنی ہی خدائی ہدایت کو پھیلانے کے ہیں۔ رمضان المبارک سے فارغ ہونے کے بعد اللہ کی تکبیر بیان کرنے کے عظیم کام ہی میں مصروف رہنے کی تلقین کے لئے ہدایت کی گئی کہ نماز عید الفطر کی ادائیگی کے لئے جب عید گاہ کی جانب قدم اٹھیں تو امت مسلمہ کا ہر فرد جوان بھی، بوڑھا بھی اور بچے بھی بلند آواز سے اللہ کی تکبیر بیان کرے، اس عمل سے خود امت مسلمہ میں یہ احساس بیدار ہوگا کہ اب زندگی کا ہر دن اسی مبارک کام میں گذرنا چاہئے، اللہ کی تکبیر سے گونج اٹھنے والی شہر کی گلیاں اور سڑکیں ہر سوچنے سمجھنے والے فرد کو یہ پیغام دیں گی کہ انسانوں کیلئے رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت اب اس کی دنیا اور آخرت سنوارنے کیلئے کوشاں رہے گی، تکبیر کی بلند آوازوں سے معاشرہ یہ جان لے گا کہ جن سنگین مسائل سے دوچار ہے، اس کے حل کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ماننے والے اب نکل آئے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم سب کی زندگیاں رمضان المبارک کے ان تقاضوں کے مطابق گذریں۔

## اصل عید کیا ہے؟

ماہ رمضان کے اختتام کا دکھ تو دوسری جانب عید کی آمد کی خوشیاں ہوتی ہیں، پورا مہینہ جہاں عبادتوں کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے وہیں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے ہر کوئی اپنی اپنی سعی میں لگا ہوا ہوتا ہے، نمازوں کی پابندی، کہیں تلاوت کلام پاک، تو کہیں اعتکاف، اس طرح سارا مہینہ پر نور اور رحمتوں و سعادتوں کی بارش کرنے والا ہوتا ہے، ہر طرف ایک خوشی و مسرت کا ماحول اور چہل پہل ہوتی ہے، وہ سحر کی لذتیں، وہ افطار کی برکتیں، ہر سو خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، لیکن جب اس مبارک مہینہ کا اختتام ہوتا ہے تو اس کے جانے کے دکھ

کے ساتھ ساتھ سب کو عید سعید کی مسرت بھی ہوتی ہے۔ عید سعید اس ماہ مبارک میں کئے گئے اعمال خیر کا انعام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان روزہ داروں کے لئے ہوتا ہے جو اس ماہ مبارک میں خشوع و خضوع کے ساتھ عبادتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ عید کی سب سے زیادہ خوشی لڑکیوں اور بچوں میں ہوتی ہے، جس کا وہ بہت ہی جوش و خروش کے ساتھ اہتمام کرتے ہیں۔ دوسری جانب عید کی تیاریوں میں خواتین خانہ کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

عید کے روز خوش ذائقہ مخصوص پکوان، رنگ برنگی چوڑیاں، زرق برق ملبوسات اور دیدہ زیب زیورات وغیرہ کا انتظام و اہتمام کرنا خانہ دار خواتین کی ذمہ داری ہوتا ہے۔ عید کے لوازمات کی تکمیل کے لئے عید سے بہت پہلے ہی سے شروع کرنے ہوتے ہیں، تاکہ عید کے روز تک سب کچھ تکمیل پا جائے۔

آج عید کا چاند خوشی و مسرت کا جہاں پیام سنارہا ہے، اصل میں وہ ہلال عید ہماری ہنسی اڑا رہا ہے کہ اے بے خبر لوگو! تمہیں معلوم بھی ہے کہ تم نے کتنا کھویا ہے؟ ایسے حالات جس میں اضطراری کیفیت، بے چینی، سوگوار اور سراپا غم و الم والی کیفیت ہو، تم عید کی خوشی میں مدہوش ہو، کیا تمہیں ماضی یاد نہیں؟ اور تم حال سے بھی بے خبر ہو کہ آج عید کے دن بھی عالم اسلام پر ماتم بچھا ہوا ہے۔ میں یہ ہرگز نہیں کہتا کہ آپ خوشی نہ منائیں، عید نہ منائیں، ضرور منائیے، شوق سے منائیے، خوشی ایک وقتی چیز ہے لیکن آپ کے مد نظر یہ بات بھی رہے کہ آج امت مسلمہ کن حالات سے دوچار ہے، غیر اقوام کس طرح ناپاک منصوبے بنا رہے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے، رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم واحد کے مانند ہے۔ کسی ایک حصہ میں زخم ہو تو درد کا احساس پورے

بدن پر ہوتا ہے، اسی طرح عالم اسلام میں مسلم امت جہاں کہیں پریشان و تکلیف میں ہو کم از کم درد کا احساس کریں، زیادہ عیش و عشرت کا سامان نہ کریں، حدود میں رہتے ہوئے عید منائیں، پریشان حال امت کے بھی خوشی کا سامان کریں یا پھر کم از کم یہ دعا ضرور کریں کہ اے پروردگار عالم پریشان حال دلوں کو سکون دے، امت مسلمہ کے اچھے دن جلد پھر لوٹا دے، عزت و سر بلندی عطا فرما۔

### شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، جو ہر اس بندے کے لئے خدا تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے اللہ عز و جل کا ذکر کر رہا ہو، پھر جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر سے فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کی کیا جزا ہے جس نے عمل پورا کر دیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کا بدلہ پورا دے دیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے فرشتو! میرے بندوں اور بندویوں نے میرا فریضہ پورا کر دیا جو ان پر لازم تھا اور اب دعا میں گڑ گڑانے کے لئے نکلے ہیں، قسم ہے میری عزت و جلال کی اور کرم کی اور میرے علو و ارتفاع کی، میں ضرور ان کی دعا قبول کروں گا، پھر بندوں کو ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا، اس لئے اس کے بعد عید گاہ سے بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں۔ بخشش کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے باطن میں گناہوں کا جو میل کچیل تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو دھو کر صاف کر دیا، اب ہم سب سفید صاف ستھرے کپڑے کے مانند ہو گئے، تو اب ہمارا کام یہ ہے کہ اس کپڑے کی حفاظت کریں کہ اب گناہ کا دھبہ نہ لگے۔

لیکن ہمارا الم ناک پہلو یہ ہے کہ جیسے ہی عید کا دن آیا، ہماری مغفرت نے کردی، پھر ہم گناہوں کے سیلاب میں ڈوب جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں عید کی نماز کی ادائیگی کے بعد بڑھ جاتی ہیں، گانا بجانا، موسیقی، ڈانس، ڈسکو کے پروگرام دیکھنا اور کرنا جو کافروں کے خوشیاں منانے کا طریقہ تھا وہ ہم اختیار کر لیتے ہیں، مسلم عورتیں بے پردگی کو اختیار کر لیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی خلاف ورزی کر کے عید منانے کا ہمارا فیشن ہو گیا ہے، نوجوان تاش کے پتوں اور لاٹری، سینما، تھیٹر کے ٹکٹوں کی لائن میں کھڑے نظر آتے ہیں، الحمد للہ کئی شرابی رمضان کی عظمت میں شراب چھوڑ دیتے ہیں، مگر عید کے بعد پھر وہی جام میں مست نظر آتے ہیں، کتنے سود خور اپنی حرام کمائی رمضان میں نہیں کماتے اور کھاتے ہیں، مگر عید ہوتے ہی پھر غریبوں کے خون چوسنے کے پلان پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ یہ کیسی عید ہوئی؟ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں بخشش عطا کر کے جنت کے پروانہ کا حقدار بنا دیا، لیکن ہم نے گناہوں پر گناہ کر کے جہنم میں جانے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس انجام بد سے محفوظ رکھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عید

اصل عید کیا ہے؟ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عید کے دن دیکھا اور عرض کیا آج عید کا دن ہے، اور آپ سوکھی روٹی تناول فرما رہے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آج عید ان کی ہے جن کے روزے قبول ہوئے، جن کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اور خدا نے جن کے گناہ بخش دیئے، مگر ہماری تو آج بھی وہی عید ہے جو کل ہوگی۔ یعنی جس دن آدمی گناہ نہ کرے وہ اس کیلئے عید کا دن ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے، بیٹے نے کہا ابا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! مجھے دل میں یہ خیال آیا کہ آج عید کے دن جب لڑکے تجھے پرانے، پھٹے قمیص میں دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا، بیٹے نے جواب دیا کہ دل تو اس کا ٹوٹے جو رضائے الہی کو نہ پاسکا ہو، جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہو۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی راضی ہوگا۔

ان واقعات سے ہم میں کا ہر شخص اپنا اپنا محاسبہ کرے کہ کیا ہمارا کوئی دن ایسا گزرا ہے جس میں ہم نے کوئی گناہ نہ کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو؟ یقیناً جانئے کہ جو دن ہمارا گناہوں سے محفوظ رہا، وہ دن ہمارے لئے اصل عید اور خوشی کا دن ہے۔ اب ہم سوچیں کہ کیا ہماری نیکیاں قبول ہو گئیں، ہماری تراویح اور روزے قبول ہو گئے؟ بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



## عید الفطر ایثار و ہمدردی کا دن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَلِتُكَبِّرَ اللّٰهُ عَلَى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم بزرگوار دوستو! اسلام ایک ایسا طرز فکر اور ضابطہ حیات ہے جس کو اختیار کر کے انسان اس صالح اور متوازن معاشرے کا حصہ بنتا ہے، جو دنیا میں انصاف و مساوات اور امن و اخوت کا ضامن ہے، یہ دین دنیا میں اس وقت آیا جب بالخصوص عرب میں ہر طرف انسانیت ظلم و عداوت کی چکی میں پس رہی تھی، ایثار و قربانی کے نام سے دنیا نا آشنا ہو چکی تھی، کسی دل میں دوسرے کے لئے ہمدردی و اخوت کا کوئی جذبہ نہ تھا، اس وقت اور اس ماحول میں یہ آخری دین اور اس دین کے داعی پیغمبر آخر

الزماں ﷺ پورے عالم انسانیت کے لئے رحمت عالم کے پیامی بن کر آئے۔ اسلام بلاشبہ آفاقی دین ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کے درمیان باہمی اخوت و محبت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اللہ کی کتاب کی لاکھوں خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کبھی اس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے، رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت اور دیگر احکام جن آیتوں میں بیان فرمائے وہیں درمیان میں **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ** یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ میں قریب ہوں یا دور تو آپ فرمادیجئے کہ میں قریب ہوں جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ رمضان المبارک کے احکام کے درمیان یہ دعا والی آیت کیوں آگئی؟ نبی اکرم ﷺ نے واضح فرمادیا کہ رمضان دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، دن رات میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے، تہجد کے وقت میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے، افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اسی طرح رمضان کی آیت **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ** والی پوری آیت پڑھ لیجئے اس میں اللہ تعالیٰ نے عید کی نماز اور تکبیرات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

اسلام کے پورے عبادتی نظام میں اتحاد، یکجائی اپنی مکمل افادیت کے ساتھ نمایاں نظر آتی ہے، اولین عبادات جو اسلام نے ہر مرد و عورت پر ہر حال میں فرض کی ہے نماز ہے، جو سب سے افضل عبادت ہے، اگرچہ نماز انفرادی طور پر گھر کے اندر بھی ادا ہو جاتی ہے، مگر مسجد میں جا کر مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ پڑھنے کی تاکید غیر معمولی طور پر کی گئی اور بطور ترغیب اس کا ثواب ستائیس گنا رکھا گیا، اس طرح اس بنیادی عبادت میں ایک مسلمان روزانہ پانچ مرتبہ محلہ کی مسجد میں جا کر اہل محلہ سے



ملتا ہے، ان سے اور ان کے احوال اور دکھ درد سے واقف ہوتا ہے، اس طرح محلّہ کے لوگوں میں باہمی تعارف کے ساتھ انسیت و محبت پیدا ہوتی ہے، ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنے یا خوشیوں میں شریک ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن کو عید المسلمین قرار دیا گیا، اس دن پورے شہر کے لوگ یکجا ہو کر ایک دوسرے کے احوال کی واقفیت حاصل کرتے ہیں، نماز جمعہ کے بعد ملاقاتیں ہوتی ہیں اور باہمی محبت کو فروغ ملتا ہے، یوں کہنا چاہئے کہ مسلمانوں کا باہمی ربط و ضبط اور جذبہ اخوت بجائے خود اسلام کی نظر میں عید کی مسرت رکھتا ہے، پھر سال میں دو عیدیں رکھی گئیں کہ نماز عید کے موقع پر باہمی تعارف و تعلق کا دائرہ مزید وسیع ہوتا ہے، اور یہاں صرف اہل شہر ہی نہیں، قرب و جوار کے دیہات سے بھی مسلمان آ کر عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں اور اخوت اسلامی کو فروغ ملتا ہے۔ رمضان المبارک کے جو مسلسل روزے رکھے اس کے اختتام پر عید الفطر انعام خداوندی کا دن، جس سے امت کے لئے سب سے بڑا سبق غریبوں کے دکھ درد کو سمجھنا غریبوں کی بھوک و پیاس کو سمجھنا دینا ہے، صرف نئے کپڑے پہن لینا عید نہیں ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے معاشرہ میں مختلف طرح کے لوگ پیدا فرمائے، کوئی مالدار کوئی غریب، اس میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار مصلحتیں ہیں، چنانچہ حکم دیا کہ جو غریب ہوں یہاں ان سے محبت کرو، انہیں نفرت یا حقارت سے نہ دیکھو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فقراء اور غریبوں سے محبت کیا کرو اور ان کے ساتھ بیٹھو اور عربوں سے محبت دل سے کرو۔ بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے غریبی کو پسند فرمایا اور اپنے آپ کو ان میں شامل فرمانے کی بھی دعا فرمائی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھئے، مسکین کی حالت میں دنیا سے اٹھائیے اور میرا حشر مسکینوں کی جماعت میں فرمائیے۔

لہذا اگر کسی کو منجانب اللہ غریبی و مسکینی کا درجہ ملے تو انتہائی صبر و سکون گذرے، حضرت سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسعید! صبر کرو تم میں سے جو مجھ سے محبت کرتا ہے فقر اس پر ایسی تیزی سے آتا ہے جیسے تیزی سے سیلاب کا پانی وادی کی اونچائی سے نیچے کی طرف آتا ہے۔

بلکہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندہ کو دنیا سے بچاتے ہیں، چنانچہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔

### عمر بن عبد العزیز کی عید

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بیت المال کا خازن تھا، آپ کی چند بیٹیاں تھیں، وہ عید کے دن آئیں، کہنے لگیں، رعیت کی عورتیں اور لڑکیاں ہمیں ملامت کریں گی، کہیں گی کہ تم امیر المؤمنین کی بیٹیاں اور پرانے کپڑوں میں پھرتی ہو، سفید نئے کپڑے بھی نہیں، وہ آپ کے سامنے رونے لگیں، آپ نے غلام کو بلایا اور کہا مجھے صرف ایک ماہ کی تنخواہ دے دے۔ غلام نے کہا امیر المؤمنین! آپ بیت المال سے ادھار لے لیں، کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک ماہ تک زندہ رہیں گے؟ حضرت عمر بن عبد العزیز حیران رہ گئے، کہنے لگے تو نے سچ کہا، اللہ تجھ میں

برکت دے۔ پھر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اپنی خواہشات کو ضبط کرو، کیونکہ جنت میں کوئی بغیر مشقت کے داخل نہیں ہو سکتا۔ اگر تم چاہو تو قرض لے کر تمہارے لئے عید کے عیش و عشرت کا سامان کا انتظام کر سکتا ہوں، لیکن اگر قرض ادا کرنے سے قبل مر گیا، تمہارا باپ جہنم میں جلنا پڑے گا۔ بچوں نے کہا ابا جان! نہ روئیں، جو ہیں انہی کپڑوں میں عید کر لیں گے، ہماری وجہ سے ہمارا باپ جہنم میں جلے ہم کو یہ گوارا نہیں۔ لوگو! آج یہ آنکھ بند کر سو لینا آنکھ بند کر کے بینکوں سے قرض لے لینا یہ حالات صحیح نہیں، ان کو بدلو، جو اللہ نے دیا اس میں عید کے سامان کا انتظام کر لو، ریا کاری و دکھاوے اور نام و نمود کی غرض سے اپنی آخرت کو برباد کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

### ضرورت مندوں کو دیں

مانگنے والوں کو دینا کمال نہیں، بلکہ محتاجوں، مسکینوں کو تلاش کر کے دو، جو اپنی غیرت کی وجہ سے سوال نہیں کر سکتے، مانگنے والے تو مانگ مانگ کر اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سید الانبیاء ہیں، مگر تنگی کا یہ عالم ہے کہ ایک مرتبہ باپ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنا چاہتے ہیں، اجازت مانگی تو بیٹی نے کہا پہلے اپنی چادر اندر ڈال دو، پھر اندر آنے کی اجازت ملی۔ ایسی حالت میں زندگیاں گزار کر امت کیلئے اسباق چھوڑ کر چلی گئیں، ایک دوسرے کیلئے ہمدردی کی صفت پیدا کرو۔ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ مال شیریں و شاداب ہے، جو اسے جائز اور صحیح طور سے حاصل کرے گا برکت دی جائے گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مال کو اس کے ساتھ حاصل کرے گا تو اسے برکت دی جائے گی اور

جو ناحق یعنی خلاف شرع حاصل کرے گا تو اس کی مثال اس طرح ہے جو کھائے پیٹ نہ بھرے، یعنی مال سے فائدہ حاصل نہ ہوگا، پریشانی بڑھے گی اور پتہ نہیں چلے گا کہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔

اتنا ضرور یاد رکھیں کہ دین و شریعت پر عمل دنیا کے تمام مال و متاع سے بہتر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے درمیان رزق تقسیم فرمادیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا اسے بھی دی ہے جس سے وہ محبت کرتے ہیں، اور اسے بھی دی ہے جس سے وہ نفرت کرتے ہیں اور دین صرف اسی کو دیا ہے جس کو محبوب رکھتے ہیں، پس جسے اللہ رب العزت نے دین سے نوازا ہے بس وہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ مال کامل جانا محبوبیت الہی کی علامت نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے دین و شریعت پر عمل کی توفیق دی ہے تو وہ بہت بڑی دولت ہے، لہذا مال کے پیچھے نہ دوڑیں اور نہ ملے تو افسوس بھی نہ کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ پر غور کر لیجئے کہیں یہ نہیں ملے گا کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو دوسروں سے برتر رکھنے کی کوشش کی ہو، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غرباء و مساکین معمولی حیثیت کے لوگوں کے ساتھ رہتے تھے اور جس طرح رؤساء اور سرداروں کے ساتھ آپ کا سلوک تھا، اس طرح چھوٹے درجے کے لوگوں کے ساتھ بھی تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو

مساوات کا درس اس درجہ دیا کہ آپ کا گھر، اپنا خاندان دوسروں کے برابر قرار دیا کبھی تفوق و برتری کو پسند نہ فرمایا۔ ایک مرتبہ تو حضرت فاطمہ

نبی ﷺ سے فرمایا اے محمد ﷺ کی بیٹی! اپنے لئے نیک عمل کر لو۔ ایک مرتبہ دوسرے خاندان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے محمد ﷺ کی آل! ایسا نہ ہو لوگ میرے پاس نیک اعمال لے کر آئیں اور تم حسب و نسب لے کر آؤ۔ عمل کرو میں اللہ کی گرفت سے تمہیں بالکل نہیں بچا سکتا۔ اللہ کے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی مسلمانوں کے لئے بیش بہا دولت ہے، فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے، اور نہ اس سے جھوٹ بولے اور نہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھے۔ آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا ہے تقویٰ یہاں ہے، انسان کی بربادی کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقارت سے دیکھے۔ غرض عید الفطر کے ذریعہ سے اللہ تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ ہمارے اندر ہمدردی و ایثار کا جذبہ پیدا فرمائے۔

انسانی زندگی خوشی اور غم دونوں سے عبارت ہے، ہماری زندگی میں جہاں خوشی کے لمحات آتے ہیں وہیں غم کے کربناک مواقع بھی آتے ہیں۔ جب کوئی خوشی کا موقع آتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ خوشی کی یہ گھڑیاں تھم جائیں یا طویل تر ہو جائیں اور جب کوئی غم کا موقع درپیش ہوتا ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ مصیبت اور ابتلاء کا یہ عرصہ جلد سے جلد ختم ہو جائے، خوشی کی گھڑیاں ہمیں مختصر اور غم کے لمحات طویل محسوس ہوتے ہیں۔ انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ قوموں اور ملتوں کی اجتماعی زندگی میں بھی ہر سال خوشی کے لمحات آتے رہتے ہیں، جنہیں مسلمان عید اور دیگر مذاہب کے ماننے والے تہوار کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

## عید کا محرک اور مقصد

مختلف مذاہب اور قوموں میں عید اور تہوار کے جدا جدا محرکات اور الگ الگ مقاصد ہوتے ہیں۔ قوم یہود ہر سال اس دن عید مناتی ہے جس دن اسے فرعون کے مظالم سے نجات ملی تھی۔ ان کی عید تاریخ کے اس عظیم واقعہ سے وابستہ ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں انہیں دریائے نیل میں راستہ بنا کر فرعون کی غلامی سے نجات بخشی تھی اور فرعون کو اسی دریا میں غرق کر دیا تھا۔ عیسائیوں کے ہر سال عید منانے کا محرک اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سارے انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کیلئے ان کی اپنی دانست میں صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ اسی طرح دنیا کی مختلف قوموں میں عید، تہوار اور اتسو منانے کے مختلف محرکات اور مقاصد پائے جاتے ہیں۔ ہندو قوم ہر سال کئی تہوار مناتی ہے، جو ان کی تاریخ کے کسی اہم واقعہ یا دن سے موسوم ہوتا ہے، بعض اقوام موسم بہار کی آمد اور فصل کی کٹائی پر نوروز یا بسنت بہار کے نام سے تہوار مناتے ہیں، نئے سال کے شروع ہونے پر بھی تہوار، فیسٹول منائے جاتے ہیں، دنیا کے کئی ملکوں میں غیر ملکی اقوام کی بالادستی اور غلامی سے نجات ملنے کے دن کو بھی قومی تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے۔

## امت مسلمہ کی عیدین کا محرک اور مقصد

دنیا کی تمام اقوام اور ممالک کے عید اور تہوار منانے کے محرکات اور مقاصد کے برخلاف اسلام ہمارے سامنے عید کی خوشیاں منانے کا بالکل منفرد اور جداگانہ تصور پیش کرتا ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان اجتماعی طور پر ہر سال دو بڑی عیدیں مناتے ہیں، پہلی عید یعنی عید الفطر کی خوشیاں ہم رمضان کا مہینہ پورا ہونے پر اسلئے مناتے ہیں کہ

رمضان کے مہینے میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا تھا، قرآن اللہ کی سب سے بڑی اور عظیم نعمت ہے، اسلئے ہم اس کا شکر ادا کرنے کیلئے رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھتے ہیں اور روزے پورے ہونے پر قرآن کی نعمت کے حصول کی خوشیاں مناتے ہیں۔

دوسری عید عید الاضحیٰ یا بقر عید ہم اس وقت مناتے ہیں جب اللہ کی اس عظیم نعمت یعنی قرآن مجید کی تکمیل ہوئی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ پر قرآن کریم کی آخری آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الخ نازل ہوئی تھی، بقر عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی یادگار ہونے کے ساتھ ساتھ تکمیل قرآن کے ساتھ بھی مربوط و منسوب ہے، لہذا تمام مسلمان اس عظیم نعمت قرآنی کے تکمیل پر بطور شکران نعمت عید الاضحیٰ کی خوشیاں مناتے ہیں۔ نعمت قرآن کے ملنے پر خوشی کے اظہار کا حکم بھی اللہ رب العزت نے خود اپنی کتاب میں اس طرح فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے، جو دلوں کے امراض کیلئے شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کیلئے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبی! کہو یہ اللہ کا فضل ہے اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر لوگوں کو خوشی منانی چاہئے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔ اس لئے ہماری دونوں عیدوں کا تعلق قرآن کریم سے ہے۔

مسلمان کس طرح عید مناتے ہیں؟

امت مسلمہ کا عید کی خوشیاں منانے کا طریقہ بھی دیگر مذاہب اور اقوام سے بالکل جداگانہ اور اعلیٰ و ارفع ہے۔ دنیا کی تمام قومیں اپنے تہوار اور فیسٹول کے موقعوں پر ناچ گانے، ڈھول تماشے کا اہتمام کرتی ہیں، ان کی خوشیاں اسی پر ختم نہیں ہوتیں، بلکہ انتہائی شرمناک خرافات کو مذہبی تقدس کا جامہ پہنا کر شراب اور جوئے کی

محفلیں سجائی جاتی ہیں، بے حیائی اور فحاشی کی محفلوں میں مردوزن بڑی بے شرمی سے رنگ رلیاں مناتے ہیں، مغربی ممالک میں سالانہ پروگرام کئے جاتے ہیں، جن میں نیم عریاں اور مادرزاد برہنہ عورتوں کے ناچ خصوصی اہتمام سے پیش کئے جاتے ہیں، نئے سال کی تقریبات میں نہ صرف مغربی ممالک بلکہ خود ہمارے وطن عزیز میں فحاشی اور بے حیائی کی ساری حدیں پھلانگ دی جاتی ہیں۔

ان تمام روایات اور خرافات کے برعکس دین اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر سال دو بڑی عیدیں منانے کی جو تعلیم دیتا ہے ان میں اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیتا ہے، ہم سب اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں، اسکی تعریف کرتے ہیں اور اس کی کبریائی کا اعلان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اللہ کے بندوں کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ عید الفطر میں زکوٰۃ اور فطرے کی مدد سے غریب اور نادار مسلمانوں کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہو سکیں اور عید الاضحیٰ کے موقع پر گوشت تقسیم کر کے اپنے ساتھ عید کی خوشیوں میں شامل کرتے ہیں۔ اس کی مثال دنیا کے کسی بھی تہوار اور فیسٹول میں نہیں ملتی، ہماری عید کی خوشیاں اللہ کی خشیت و محبت اور تقویٰ کی روح سے لبریز ہوتی ہیں، دوسری قوموں کی طرح عید کے روز لہو و لعب اور گناہ و معصیت کا شکار نہیں ہوتے، نہ ہی فحاشی اور بے حیائی سے عید کے دامن کو داغدار کرتے ہیں، ہماری عید کا دن متانت اور ثقافت سے منور ہوتا ہے، ہم غیر مسلموں کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں، اللہ کی عبادت کرتے ہیں، نماز عید کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، اللہ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے عید گاہ جاتے اور کبریائی کا اعلان کرتے ہوئے گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔



عید کی خوشیاں منانے کا پہلا حق ان لوگوں کا ہے جو ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے شب و روز گزارتے ہیں اور رمضان کا صحیح معنی میں حق ادا کرتے ہیں، اکثر لوگ عید کی خوشیوں کو قیمتی لباس اور لذیذ کھانوں میں تلاش کرتے ہیں اور عید کی تیاری میں رمضان کی انمول اور بابرکت گھڑیوں خصوصاً رمضان کے آخری عشرہ کو ضائع کر دیتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم رمضان کی خریداری رمضان شروع ہونے سے قبل یا کم از کم رمضان کے پہلے عشرہ میں مکمل کر لیں، اگر کسی دشواری اور مجبوری کے باعث آخری عشرہ میں ہی خریداری کرنی پڑے تو دن کے وقت کر لیں، لیکن بیسویں روزہ کے بعد ہی ہم پر خریداری کا جنون طاری ہوتا ہے، نہ ہمیں تراویح کے ضائع ہونے کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرنے کی فکر، سب سے بڑے خسارے میں ہم اس وقت پڑتے ہیں جب عید کا چاند دیکھ کر اللہ سے اپنے روزوں کی اجرت اور مزدوری حاصل کرنے کی بجائے رومال، بنیان وغیرہ کی خریداری کے لئے بازار میں نکلتے ہیں۔

### عید کی رات اجرت کی رات

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ روزے داروں کے تمام گناہ معاف فرمادیتے ہیں، مزدوروں کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔ عید کی رات اللہ کے حضور سجدے میں گر کر رو کر نجات کی دعا کرنے اور اپنی اجرت اور مزدوری طلب کرنے کی ہوتی ہے۔

حال یہ ہوتا ہے کہ ہم ساری رات بسا اوقات فجر کی نماز تک بازاروں میں گھومتے رہتے ہیں، فجر کی نماز ضائع کر دیتے ہیں اور خورد و نوش کی تیاری میں لگ جاتے ہیں۔

## عید کا دن انعام کا دن

حضرت سعد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عید کا دن انعام کا دن ہوتا ہے، اور اسے دنیا میں تو عید کا دن کہا جاتا ہے مگر آسمانی دنیا میں فرشتوں کی دنیا میں اس کو انعام کا دن کہا جاتا ہے۔

اگر ہم نے رمضان کے مہینے کا حق ٹھیک ٹھیک ادا نہ کیا تو انعام کے مستحق بھلا کیونکر ہوں گے اور عید کی رات اللہ کے حضور گر گڑا کر اپنی رمضان کی اجرت طلب کرنے کی بجائے بازاروں میں گھومتے رہیں تو اللہ تعالیٰ سے اجرت اور مزدوری کیسے پاسکیں گے؟ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



## عید الفطر کا پیغام اتحاد امت کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَلِتُكَبِّرَ اللّٰهُ عَلَى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم بزرگو اور دوستو! لفظ عید کا تعلق آپسی بھائی چارگی، اخوت و محبت، اتحاد و اتفاق پر مبنی ہے، جو مذہب اسلام کے ایک نہایت ہی درخشاں باب کی نشانی ہے۔ رب قدیر نے اپنے فضل و کرم سے اور جو دو سخا پر ہمیں خوشی منانے کا حکم عطا فرمایا، ارشاد خداوندی ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْجَبِ خَدَاوَنَدِ قَدُوسِ نے ماہ رمضان المبارک میں ہمیں روزہ جیسی اہم عبادت کی فرضیت کو ادا کرنے کی توفیق بخشی، رحمت و مغفرت بھی عطا کی اور دوزخ سے آزادی کا پروانہ بھی عطا کیا، جیسا کہ فضیلت رمضان سے ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم

سے آزادی ہے۔ دراصل اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر اس عظیم انعام و اکرام اور فضل و کرم پر خوشی منانے کیلئے عید الفطر کا دن عطا کیا، جس دن ہم مسرت و شادمانی کا اظہار کرتے ہیں اور بطور شکرانہ دو رکعت نماز میں چھ زائد تکبیریں واجب کی گئیں، تاکہ فرحت و سرور کا اظہار بھی ہو اور فرمان باری تعالیٰ پر عمل بھی ہو۔

عید الفطر کا دن یقیناً اہم ترین دن ہے، اس دن اللہ عز و جل کی رحمت سے کوئی سائل مایوس نہیں لوٹتا، چنانچہ تصوف کی مشہور کتاب مکاشفۃ القلوب میں علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی عید آتی ہے تو شیطان چلا چلا کر روتا ہے اور اس کی بدحواسی دیکھ کر تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں اے آقا! آپ کیوں غضب ناک اور اداس ہو رہے ہیں؟ تو شیطان کہتا ہے کہ ہائے افسوس اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمدیہ کو بخش دیا ہے، لہذا تم انہیں لذتوں اور خواہشات نفسانی میں مشغول کر دو۔

### عید کا اصل مقصد

عید سعید کا مقصد صرف عمدہ لباس پہن لینا اور لذیذ کھانا کھالینا نہیں ہے، عید کا صحیح مقصد گناہوں سے توبہ کی جائے اور اطاعت و عبادت کی کثرت کر کے رب کا شکر ادا کیا جائے اور آپسی بھائی چارگی، امن و سلامتی، اتحاد و اتفاق کا پیغام عام کیا جائے، بلاشبہ ان دنوں امت مسلمہ جن مشکلات اور مصائب اختلاف و انتشار سے دوچار ہے وہ کسی بھی ذی شعور پر مخفی نہیں ہے، امت مسلمہ اور ہماری جماعت کا المیہ تو یہاں تک خراب ہو گیا ہے کہ لوگ آپسی رنجش، حسد، کینہ، قتل و قتال، اختلاف و انتشار میں حد سے زیادہ تجاوز کر چکے ہیں، جس کے سبب قوم مسلم کونا کامی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، آئے دن آپسی اختلافات سے ہمارا اتحادی شیرازہ بکھرتا ہوا

نظر آتا ہے، مگر ہماری جماعت بھی خاموش بیٹھی تماشا دیکھ رہی ہے، لہذا ان نامساعد حالات میں وقت کی ضرورت کے پیش نظر صبر و استقامت، عزم و حوصلہ سے مسلمانوں کو کام لینا چاہئے۔ عید کا دن وہ مبارک دن ہے جس کی نشاندہی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خاص ایام عطا فرمائے ہیں، ان خاص دنوں میں ہمیں تعلیمات رسول اکرم ﷺ کو عام کرنے کی ضرورت ہے، عید کا دن اپنے آپ میں خاص برکت و اہمیت رکھتا ہے، اس دن کی دعاؤں اور عبادتوں کو اللہ کے نزدیک خاص قبولیت ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ پیار محبت اور یکتائی کو عام کریں تاکہ ایک اچھے معاشرہ کی تشکیل ہو سکے، جو ہم سب کا ملی و مذہبی فریضہ ہے۔

## عید کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص عید کے دن سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ تین سو مرتبہ پڑھے اور مرحومین کی ارواح کو اس کا ہدیہ کرے تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب پڑھنے والا مرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ ایک طویل حدیث کے مطابق حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب عید الفطر کی مبارک رات آتی ہے تو اسے لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات کے نام سے جانا جاتا ہے، جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ اپنے معصوم فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، چنانچہ وہ فرشتے تشریف لا کر گلیوں اور رواہوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس طرح ندا دیتے ہیں اے محمد ﷺ اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت ہی زیادہ عطا کرنے والا اور بڑے سے بڑے گناہ معاف کرنے والا ہے، پھر اس کے بعد اللہ رب العزت اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

اے میرے بندو! مانگو کیا مانگتے ہو؟ میری عزت و جلال کی قسم آج کے اس روز (نماز عید) کے اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے وہ پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگو گے اس میں تمہاری بھلائی کی طرف نظر کروں گا (یعنی اس معاملہ میں وہ کروں گا جس میں تمہارے لئے بھلائی اور بہتری ہو) میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا لحاظ رکھو گے میں بھی تمہاری خطاؤں پر پردہ پوشی فرماتا رہوں گا، میں تمہیں حد سے بڑھنے والوں (یعنی مجرموں) کے ساتھ رسوا نہ کروں گا، پس اپنے گھروں کی طرف مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ گے تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے پناہ مہربان و رحم کرنے والا ہے کہ اس نے ماہ رمضان المبارک عطا کیا اور اس میں اپنی رحمتیں برکتیں نازل فرماتا رہا جیسے ہی یہ مبارک مہینہ ہم سے جدا ہوتا ہے فوراً ہی ہمیں عید سعید کی خوشیاں عطا فرماتا ہے اور ایسی خوشیاں جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے عیدین کی رات یعنی شب عید الفطر اور شب عید الاضحیٰ طلب ثواب کیلئے قیام کیا اس دن اس کا دل نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعائیں رد نہیں کی جاتیں۔ اول جمعہ کی شب، دوسرے رجب کی پہلی رات، تیسرے شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب برات اور چوتھے عید الفطر، پانچویں عید الاضحیٰ کی رات۔

## عید کے مستحبات

عید کے دن چند امور مستحب ہیں۔ (۱) حجامت بنوانا۔ (۲) ناخن ترشوانا۔ (۳) غسل کرنا۔ (۴) اچھے کپڑے پہننا، نئے کپڑے ہوں تو نئے ورنہ پرانے

کپڑے کو دھو کر پہنے۔ (۵) خوشبو لگانا۔ (۶) انگوٹھی پہننا، مگر ایک سے زائد نہ ہو، اور نہ ایک سے زائد نگینے ہوں۔ (۷) نماز فجر مسجد محلہ میں پڑھنا۔ (۸) عید الفطر کی نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ (۹) عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرنا۔ (۱۰) عید گاہ پیدل جانا۔ (۱۱) بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ کرنا۔ (۱۲) آپس میں مبارک باد دینا۔

### مسائل عید الفطر

عید الفطر کے اس پر بہار موقع پر حضور اکرم ﷺ نے غریبوں اور مفلسوں کو یاد رکھا اور مالداروں کو حکم دیا کہ تم صدقہ فطر ادا کیا کرو، تاکہ تمہارے غریب بھائی جو اپنی غربت کی وجہ سے عید نہیں مناسکتے وہ عید الفطر کی اس خوشی میں تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رمضان کے روزوں میں اگر کچھ نقص یا فضول جھوٹ، فحش، غیبت، غیر محرم کو دیکھنا یہ صدقہ اس کا بدلہ ہے جو روزے کو پاک و صاف کر دیتا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صدقہ فطر اس لئے مقرر فرمایا تاکہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لئے خوراک بھی ہو جائے۔

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے، لہذا جو شخص صبح صادق سے پہلے ہی مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہو یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب نہ ہو۔ اگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مر یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہو یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب ہوگا۔

## عید کی تاریخی حیثیت

عید الفطر کی نماز پہلی ہجری میں واجب ہوئی، لیکن حضور اقدس ﷺ نے پہلی نماز عید الفطر ۶ ہجری میں ادا فرمائی۔ حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ عید کی نماز عید گاہ میں ادا فرمائی، صرف ایک بار بارش کی وجہ سے مسجد میں ادا کی، عید کے دن طاق کھجور کھانا بھی سنت رسول اکرم ﷺ سے ہے۔ آپ ﷺ کے زمانے میں عید گاہ میں منبر نہ تھا، سب سے پہلے مروان بن حکم نے عید گاہ میں منبر کا رواج ڈالا جو حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں امیر مدینہ تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ منبر کی بنیاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پڑی۔

## عید اور بیہودہ رسم و رواج

عید مبارک کے پر بہار موقع پر جہاں بہت ساری نعمتیں اور فضیلتیں وارد ہیں، وہیں دوسری طرف امت مسلمہ کی لاپرواہی اور غفلت نے خواہشات نفسانی کی طرف راغب کر دیا ہے، جس کی وجہ سے قوم مسلم میں بیہودہ رسم و رواج پائی جاتی ہیں، چنانچہ اس موقع پر لڑکیاں کافی بیہودہ قسم کے لباس پہنتی ہیں اور بے حجاب برسر عام بازاروں، گلیوں اور کلبوں میں گھومتی ہیں، جس کے پہننے کے بعد اس کے جسم کے ہر عضو صاف ظاہر ہوتے ہیں، جو شریعت اسلامیہ کے سخت مخالف ہے۔ بے پردہ عورتوں کا حشر بڑا ہی دردناک ثابت ہوگا، ایسی لڑکیوں پر لعنت برستی ہے، قیامت کے دن عذاب الہی کی حقدار ہوں گی، اس کے علاوہ والدین اپنے بچوں پر خوشی میں حد سے زیادہ تجاوز کرتے ہیں، کہیں ان کے لباس فیشن پرست ہوتے ہیں تو کہیں ویڈیو سینما میں لے جاتے ہیں۔ آج معاشرہ کی بیہودگی اس قدر عروج پر آگئی ہے کہ



نوجوان اس دن فلم دیکھنا، گانے اور ناچنے کی پارٹی میں شرکت کرنا، مرد و زن کے مخلوط مقامات پر حاضری کو ضروری سمجھتے ہیں عید صحیح درحقیقت عمدہ کپڑا پہن لینے یا عمدہ کھانا کھا لینے یا دنیاوی خواہشات میں ڈوب جانے کا نام نہیں ہے، بلکہ عید سعید تو اطاعت و فرماں برداری، عبادت میں کثرت لانے کا نام ہے، گناہوں سے توبہ کرنے اور عذاب الہی سے خوف کھا کر توبہ و استغفار کرنے کا نام ہے۔ لیکن آج ہمارا حال اتنا خراب ہو گیا ہے کہ ایک ماہ کی عبادت کو عید کے دن ضائع کر دیتے ہیں۔ کبھی فیشن لباس تو کبھی لذیذ کھانا، تو کبھی فلم وغیرہ کو بڑے فخریہ انداز میں کرتے ہیں، انہیں ان افعال پر ذرا سا بھی اسلامیات کا خیال نہیں آتا ہے، ایسے شیطان پرستی اور خواہشات میں ڈوب کر خود کو بربادی کے دہانے پر پہنچاتے ہیں، مگر عید تو گناہوں میں ڈوب جانے کو ہی کہا جاتا ہے۔ نوجوانوں کی بے راہ روی اس قدر تجاوز کر چکی ہے کہ پارٹی بندی کے ساتھ بڑی امنگ میں فلم دیکھنا، گانا سننا اور دیگر طرح طرح کے خرافات میں مشغول ہونے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گریہ

پیارے اسلامی بھائیو! خدا کا خوف رکھو یہ سب عید نہیں، بلکہ سبب غضب قہار ہے، جو عذاب الہی کا حق دار ہے۔ ایک بار خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارگاہ میں کچھ لوگ حاضر ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ دروازہ بند کر کے زار و قطار رو رہے ہیں، لوگوں نے تعجب سے عرض کیا امیر المؤمنین! آج تو عید کا دن ہے، یہ خوشی کی جگہ رونا کیسا؟ آپ نے آنسو پوچھتے ہوئے فرمایا اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور عید کا دن بھی، آج جس کی نماز اور روزے مقبول ہو گئے اس کے

لئے تو عید ہے، لیکن جس کی نماز روزہ کو مردود کر دیا گیا ہو، اس کے منہ پر مادی گئی ہو، اب مجھے کیا معلوم کہ میں مقبول ہوں یا مردود۔

آپ سوچیں اور اپنے اندر جھانک کر دیکھیں، یہ وہی فاروق اعظم ہیں جن کو مالک جنت حضور اکرم ﷺ نے حیات ظاہری ہی میں جنت کی خوش خبری سنادی تھی مگر قربان جائے پھر بھی خشیت الہی کا یہ عالم۔ اب ہمیں اور آپ کو اپنے روزے، نماز، ذکر و اذکار کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ رمضان کی طاعتیں قبول ہوئیں یا نہیں۔ پروردگار عالم مسلمانوں کو عید کے موقع پر فضول خرچی اور فیشن پرستی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس دن خشیت الہی سے ذکر و اذکار کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



## عید الفطر کا پیغام امت مسلمہ کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَلِتُكَبِّرَ اللّٰهُ عَلَى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترم بزرگو اور دوستو! یوں تو سلیقہ مند خواتین وقتاً فوقتاً گھر کی سجاوٹ میں  
تبدیلیاں لاتی رہتی ہیں، تاکہ خود گھر والوں اور اکثر گھرانے والوں کو یک رنگی اور  
یکسانیت سے بوریت محسوس نہ ہو، اور مہمان بدلی ہوئی سجاوٹ اور آرائش سے محظوظ  
ہو، لیکن عیدین کے موقع پر خاص طور پر گھر کی سجاوٹ میں کچھ زیادہ ہی تبدیلی لائی  
جاتی ہے، تاکہ یہ محسوس ہو کہ عید کا دن غیر معمولی نوعیت کا حامل ہے، اور اس سجاوٹ  
میں خوشی کا عنصر ہوتا ہے، جس کے زیر اثر سوخ اور دلکش رنگوں کا انتخاب کیا جاتا ہے

جیسے خوش رنگ پردے، ان سے مناسبت رکھتے ہوئے صوفے کور، ٹیبل کور وغیرہ دیوان خانوں میں سجائے جاتے ہیں۔ ایسی سجاوٹ عید کے روز گھر کے ماحول میں ایک انوکھی تازگی اور مسرت کا احساس پیدا کرتی ہے۔

عید مسرتوں، امنگوں اور دھنک رنگوں کا تہوار ہے، لہذا عید کے لباس کیلئے خواتین میں ایک دوڑ لگی ہوتی ہے، اور کیوں نہ ہو؟ بناؤ سنگھار خواتین کے مزاج کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسلئے عید کی تیاری کا آغاز ایک ماہ پہلے ہو جاتا ہے، اس کی خوشیوں کو دوبالا کرنے کیلئے لڑکیاں اپنی جمع پونجی خرچ کر دیتی ہیں، وہ اپنی سہیلیوں کو چوڑیوں کے تحائف دینے میں مصروف ہو جاتی ہیں، اپنی سہیلیوں کو عید کی مبارک باد دینے کیلئے خلوص بھرے جذبات کا اظہار کرتی ہیں، وہ ایک دوسرے سے تحائف پا کر بہت خوش ہوتی ہیں۔

### عید کی غیر ضروری تیاری

عید کا چاند نظر آنے کے بعد عید کی تیاری میں تیزی آ جاتی ہے، اس رات ہر ایک کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ چاند اس وقت تک عید کی صبح میں نہ بدلے جب تک ان کی ساری تیاری مکمل نہ ہو جائے، چوڑیاں اور ہاتھوں کو مہندی سے رچانا چاند رات کا خاص سنگھار ہے، اس لئے تو چوڑیوں کی خریداری شام سے سحری تک رہتی ہے، رنگ برنگی چوڑیوں سے کلائی بھر جاتی ہے، بازاروں میں چوڑیوں کی دکانیں جگمگ کر رہی ہوتی ہیں، وہاں تورات کا گمان ہی نہیں ہوتا۔

چاند رات کی ایک اہم روایت رسم حنا بھی ہے، لڑکیاں اس رات اپنے ہاتھوں پر مہندی سے مختلف اور دیدہ زیب ڈیزائن بناتی ہیں، اچھی ڈیزائننگ کے لئے خاص

قسم کی مہندی بازروں میں آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہے، یوں چاند رات کو ہی آرائش حسن کا آغاز ہو جاتا ہے، جو صبح ہوتے ہی زور شور سے اپنا رنگ جمانے لگتا ہے، چاند رات کے گزر جانے کے بعد عید کا دن اپنے عروج پر ہوتا ہے، سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی بچے شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ عید ہو گئی، وہ جلدی سے تیار ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز کے بعد کھانے پینے کو نکل جاتے ہیں، جبکہ لڑکیاں اکٹھی ہو کر تیار ہوتی ہیں، پہلے وہ ایک دوسرے کو اپنے عید کے لباس دکھاتی ہیں اور پھر ان کو زیب تن کر کے پھولے نہیں سماتیں۔

## عید الفطر مومن کیلئے انعام الہی کا دن

عید الفطر مسلمانان عالم کا ایک نہایت عظیم الشان اور مقدس ترین مذہبی تہوار یعنی خوشی کا دن ہے، جو دنیا کے ہر حصہ اور ہر خطے گوشے میں جہاں جہاں اہل ایمان مومن و مسلمان رہتے ہیں ہر سال یکم شوال المکرم کو نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے، یوں تو دنیا میں جتنی دیگر قومیں ہیں، اپنے اپنے مذہبی تہوار عید کے دن کو بڑی شان و شوکت سے مناتی ہیں، لیکن جس طرح اللہ رب العزت نے اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر فضیلت دی ہے، اسی طرح اس کے مذہبی عیدوں کو بھی دیگر قوموں کی عیدوں، مذہبی تہواروں پر فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں عیدوں کی اصل اور بنیاد طہارت نفس، ایثار و ہمدردی، پاکیزگی عمل، ایک دوسرے سے محبت و الفت کا اظہار، دوسروں کیلئے خیر خواہی کا جذبہ، آپسی اتحاد و اتفاق اور ملی اجتماعیت و وحدت پر قائم ہے، جو پوری نوع انسانی کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے، اس کے برعکس دوسری اقوام کے مذہبی عیدوں تہواروں کو دیکھنے فضول

خرچی، رقص و سرور کی محفلیں، مے نوشی، فسق و فجور کے حیا سوز مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، جو خود ان مذاہب کے نام پر بدنماداغ ہیں۔

عید الفطر جو اہل اسلام کے لئے انعام الہی کا دن، یوم تشکر اور جشن مسرت ہے، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے جب حضور ﷺ نے ہزاروں فرزند ان توحید و اسلام کے ساتھ روزے رکھے اور رمضان المبارک کی خصوصی عبادات کیں اور رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال المکرم کو یوم تشکر یعنی روحانی جشن مسرت و انبساط منایا، یہ ہی دراصل عید الفطر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری جب اس کو اللہ رب العزت کا روز جزا دیدار ہوگا، گویا افطار کے وقت روزہ دار کی خوشی کی کیفیت کا وہی عالم ہے جو روز آخرت دیدار الہی سے ہوگا، لہذا جب عید الفطر کی خوشی و مسرت کا مبارک و مسعود دن ہے تو رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنے پر عید کے دن اسے ویسی ہی خوشی و مسرت ہوگی، جس سے وہ روز جزا دیدار الہی کے نتیجے میں سرفراز کیا جائے گا۔

روزہ اللہ کیلئے ہے اور روز جزا اس کے دیدار کی خوشی اس کی جزا ہے۔ عید درحقیقت نعمت صیام کے حصول پر ایک شکرانہ ہے، جس طرح ہفتہ بھر کی نمازوں کا شکرانہ جمعہ کی عید میں رکھا گیا ہے، عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر سال لوٹ لوٹ کر آتی ہے، بندہ مومن کو خوشی و مسرت اور فرحت و شادمانی اس موقع پر جو حاصل ہوتی ہے، یہ کیفیت دوسرے موقع پر نہیں پائی جاتی، عید کو عید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن اللہ رب العزت نے روزہ داروں کو اجرت دینے کا وعدہ فرمایا ہے اس طرح عید کو وعدہ سے ماخوذ ماننا پڑتا ہے۔

## عید کی صبح فرشتوں کی آواز

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ انعام کی رات سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو زمین پر تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، یہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز دیتے ہیں جسے انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم آقا کی بارگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو، وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے، حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ ان کو رمضان المبارک کے روزوں، تراویح اور اعمال خیر کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرمادی ہے اور بندوں سے خطاب کر کے ارشاد ہوتا ہے میرے بندو! مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم میرے جلال و رفیع شان کی قسم آج کے اس اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال تم مجھ سے کرو گے میں عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم جب تک تم سب میرا خیال رکھو گے اطاعت و اتباع کی گزارو گے تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا اور ان کو چھپاتا رہوں گا، میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا، پس اب تم بخشنے بخشتائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم سب نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔

فرشتے اس اجر کو دیکھ کر جو اس دن عید الفطر کے موقع پر امت محمدیہ کو ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں، عید سعید کے دن مسلمانوں کے اجتماع کا یہ پیغام ہے کہ ہر مسلمان اپنے کردار عمل سے اسلام کی سچائی اور صداقت پر گواہی دے، ہر مسلمان عید کے بعد اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لے، اس کا احتساب کرے اور آئندہ تعلیمات اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کا اللہ رب العزت سے سچا عہد کرے، ہم خلوص دل اور خلوص نیت سے رمضان المبارک کی بے پناہ رحمتوں برکتوں سے فیض یاب ہونے کے بعد آج عید الفطر کی تقریب سعید کے اس روح پرور ماحول میں خدائے ذوالجلال و برتر کے حضور اس بات کا صدق دل سے اقرار کریں کہ آج سے ہمارا ہر عمل اور ہمارا جو بھی قدم اٹھے گا خدا یا وہ اسلام کی سر بلندی اور ملی اتحاد و اتفاق کے لئے ہوگا، ہم دنیا میں حق کے علمبردار اور باطل کو مٹانے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

## ایک عید ایسی بھی

خوشی و مسرت کا منانا انسانی فطرت کا تقاضا ہے، اس کی تشفی کے مختلف ذرائع ہیں لیکن اسلام کا تصور مسرت ایسا منفرد اور آفاقی ہے، جس میں پوری انسانیت کے لئے خوشی کا پیغام ہے، اسلام انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف لاتا ہے، اس کے نزدیک ایک فرد کی خوشی سے انسانیت کو فائدہ حاصل نہیں، بلکہ پوری قوم کی مسرت انسانی مفاد میں کارگر ہے، بایں وجہ اسلام میں ہر فرد کی خوشی گویا پوری امت مسلمہ کی خوشی ہے، عید الفطر کا معاملہ ایسا ہے، اسی لئے امت مسلمہ ایک جسم ہے جس کے ایک حصے پر ہونے والا اثر پوری قوم پر مرتب ہوتا ہے، ایک خطے کے



مسلمان نڈھال ہیں، ظلم کا شکار ہیں تو گویا پوری امت مسلمہ گھائل ہے، یہی اجتماعیت کا تصور مسلم قوم کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔

غربت و افلاس دنیا کا ایک مسئلہ ہے، اسلام نے اس پر کنٹرول کیا ہے، کیا ہم نے کبھی عید کے فلسفے پر غور کیا؟ یہ سچ ہے کہ عموماً مسلمان اسلامی احکام کی پاسداری نہیں کرتے، اگر اسلامی احکام پر کما حقہ عمل کر لیا جائے تو دنیا سے غربت کا مسئلہ حل ہو جائے گا، کم از کم مسلم امت عالم اسلام میں مفلوک الحال نہ ہوگا، عید الفطر کا پس منظر کیا ہے؟ غرباء کو ان کا حق دیا جاتا ہے جسے صدقہ فطر بھی کہا جاتا ہے، اس میں ایک فلسفہ ہے، وہ یہ کہ اسلام کی خوشی غربا کو شریک کر کے متصور ہے، پہلے غریبوں کی مدد کرو، انھیں ان کا حق دو، اور یہ تعاون ایسا نہیں کہ اسے احسان کے زمرے میں رکھا جائے، بلکہ اس کے ذریعہ ہماری ذمہ داری پوری ہوتی ہے اور ہمارا مال خالص ہو جاتا ہے، گویا صدقہ فطر ہو یا زکوٰۃ اس سے مال کی پاکیزگی مقصود ہوتی ہے، اس سے مال میں برکت ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہوتا ہے، اطاعت شعار بندے کیلئے اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ معبود حقیقی خوش ہو جائے۔

اسلام نے مسلم امت کو جو اجتماعیت کا تصور دیا ہے، عید اسکے اظہار کا دن ہے، یہ دن ایک مثالی دن ہے، دنیا کی باطل قوتوں میں جانتی ہیں کہ اگر مسلمان اسلام کا تابع ہو گیا، رسول اللہ ﷺ کا فرماں بردار ہو گیا تو کوئی طاقت اسے شکست نہ دے سکے گی، اور نہ کوئی مسلمانوں کو اسیر کر سکے گا، لیکن اس کیلئے اسلام سے رجوع ضروری ہے، ہمیں اپنے رشتے اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے جوڑنے ہوں گے تب دل کی دنیا میں روشنی پھیلے گی۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وَ الْخَيْرُ دَعْوَانَا...

## عید الفطر اور صدقہ فطر کے احکام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِیْنِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ  
قُلُوبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِى سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ  
فَرِیضَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

” صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان

صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے  
آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور  
مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہئے یہ حقوق) خدا کی طرف سے  
مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔“

## عیدین کی اہمیت

اسلام میں دو عیدیں مشروع ہیں ایک کو عید الفطر اور دوسری عید الاضحیٰ، یعنی قربانی کی عید کہتے ہیں۔ یہ دونوں عیدیں اسلام میں تہوار اور خوشی منانے کے دن ہیں، جب رسول اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے مسلمان دو دن خوشی منایا کرتے تھے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا دو دن ہیں جن میں تم خوشی مناتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اسلام سے قبل ان دو دنوں میں خوشی مناتے چلے آ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے ان دنوں کی بجائے تم لوگوں کے لئے دو دن اس سے بہتر دن مقرر کئے ہیں۔ ایک کو عید الفطر اور دوسرے کو عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔

## عیدین کی راتوں کی فضیلت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عیدین کی دونوں راتوں میں خالص اجر و ثواب کی امید پر عبادت کی، اس کا دل قیامت کے اس ہولناک دن میں مردہ نہیں ہوگا جس دن لوگوں کے دل خوف و دہشت سے مردہ ہوں گے۔ یعنی قیامت کے دن سب پریشان ہوں گے، ایسا شخص پریشان نہ ہوگا۔ بعض علماء نے یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ ایسا شخص دنیا کی محبت میں دیوانہ نہ ہوگا جو حقیقت میں دلوں کے لئے موت ہے اور یہ شخص بری موت سے محفوظ ہوگا۔ عیدین کی راتوں میں تمام رات عبادت کرنا، نقلیں پڑھنا مستحب ہے۔

عید عود سے ہے جس کے معنی لوٹنا، بار بار آنا، چونکہ یہ مفہوم اس کے اندر موجود ہے، اس لئے وہ دن ہر سال ماہ شوال کی پہلی تاریخ اور ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو

آتا ہے اس لئے یوم عید کہلاتا ہے۔ اس دن میں اللہ جل شانہ کے انعامات بندوں پر عائد اور مکرر ہوتے ہیں، یہ دن ہر سال مسرت و خوشی کا پیغام لاتا ہے، اس روز ہر شخص کی حسب حیثیت عزت و حرمت کا احساس ہر سال تازہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ رمضان میں جو اپنے بندوں کو کھانے پینے سے روک دیا تھا عید کے باعث اس کا انعام یعنی افطار بندوں پر رجوع کرتا ہے، اس اسلامی تقریب میں اتنے مختلف پہلوؤں سے عود کا مفہوم پایا جاتا ہے، اسی لئے اس کو عید کہتے ہیں۔ یوں بھی اہل عرب ہر مسرت بخش اجتماع کو عید سے یاد کرتے ہیں، جمعہ ہر ہفتہ کی عید ہے اور ہفتہ بھر کی نمازوں کی نعمت کا شکرانہ ہے، ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ عید کو عید اس کی دوبارہ آمد کی نیک فالی کیلئے کہتے ہیں، جس طرح قافلہ کو روانگی کے وقت قافلہ کہہ دیتے ہیں اور یہ لفظ قافلہ فقول سے بنا ہے جس کے معنی واپس آنے کے ہیں، یعنی خدا کرے یہ قافلہ لوٹ کر آئے۔

### عید کا دن

عید کا دن بے حد مبارک دن ہے، اس کو مغفرت کا دن بھی کہا گیا ہے، اس دن اللہ جل شانہ کی طرف سے مغفرت عام ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ عید کے دن تین نعمتیں اللہ جل شانہ کی طرف سے بندگان مومن کو حاصل ہوتی ہیں، پہلی نعمت مغفرت عامہ یعنی تمام مومنین کی مغفرت کر دی جاتی ہے، دوسری نعمت کرم یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ایک نظر کرم ڈالتے ہیں، جس سے بندوں کو خیر ہی خیر حاصل ہوتا ہے، تیسری نعمت مہمانی یعنی آج روزہ حرام ہے، کھاؤ اور کھلاؤ اور شریعت کی حدود میں رہ کر ہر طرح کی خوشی منانے کی اجازت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تیسری نعمت قبولیت دعا ہے، یعنی بندہ مومن کی دعا قبول کی جاتی ہے، اسی لئے اپنے اور اپنے اہل و عیال اور بیوی کے لئے خاص طور پر

دعا کی جاتی ہے، ایسے خاص موقع پر جمیع مسلمانان عالم کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ ایک طویل حدیث کا آخری حصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ جل شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی امت اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے، پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ جل شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے، تو اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! تمہیں گواہ بنانا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کو چھپاتا رہوں گا، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہ کروں گا، بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو عید کے دن ملتا ہے، خوشیاں مناتے ہیں اور آپس میں خوش خبری دیتے ہیں۔

ایک بات قابل ذکر ہے کہ عید کے اس مغفرت عامہ کے دن بھی بعض لوگ محروم رہ جاتے ہیں، آپس میں لڑنے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی، ان لوگوں کو چاہئے کہ سچی توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں۔ اس حدیث میں عید کی رات کو انعام کی رات پکارا گیا ہے، اس رات میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے اس لئے بندوں کو بھی اس رات کی بے حد قدر کرنی چاہئے۔ فقہائے کرام نے بھی عیدین کی رات کو جاگنا مستحب لکھا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ پانچ راتیں دعا کی قبولیت کی ہیں۔ جمعہ کی رات، عیدین کی راتیں، غرہ رجب کی رات اور نصف شعبان کی رات، رمضان کی جمعہ کی راتیں۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ رمضان میں جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ مخصوص کرنے کی ممانعت ہے اس لئے بہتر ہے کہ ایک دو رات کو اس کے ساتھ اور بھی شامل کر لے۔

لمحہ فکر یہ

برادران اسلام کو عید کے موقع پر مبارکباد کے ساتھ ساتھ یہ لمحہ فکر یہ بھی ہے کہ عید کی روح کو سمجھیں، اسلام کے ماننے والوں کو یہ حکم ہے کہ وہ مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو و لعب اور تفریحات کے ذریعہ نہ کریں، بلکہ مسرت کا اظہار اس انداز سے کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر و باطن سے نمایاں ہو سکے۔

ایسی دائمی خوشی کے حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان جس پروردگار کا بندہ ہے اس کی بندگی کا اظہار کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے، پاک و صاف ستھرے کپڑے پہن کر عید گاہ میں نماز عید ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پھر مسلمانوں سے ملے، دل کی کدورتوں کو دور کرے، بڑوں سے محبت سے ملے، چھوٹوں پر شفقت کرے اور ہر ایسے کام سے اجتناب کرے جو رب کائنات کی

ناراضگی کا سبب بنتا ہو۔ علمائے کرام نے مختلف اقوال عید کے سلسلے میں ارشاد فرمائے ہیں کہ عید اصل میں اس کی نہیں جو محض نئے نئے کپڑے پہن لے، بلکہ عید اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعید سے محفوظ ہو جائے یعنی منکرات و معاصی سے بچے اور اپنے آقا کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ نیز فرمایا کہ عید دراصل اس کی نہیں جو عود کی خوشبو استعمال کرے، بلکہ عید تو اصل میں اس کی ہے جو عزم کر لے کہ توبہ کے بعد کبھی گناہ کی طرف نہیں لوٹے گا۔ آج افسوس کا مقام ہے کہ غیروں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی عید کو محض ایک تہوار سمجھ لیا ہے اور اظہارِ عجز و بندگی کا جذبہ ذہنوں سے بالکل محو کر دیا ہے، عید جیسے روحانی موقع پر بازاروں میں ٹولیاں بنا کر پھرنا، گانے بجانے کی آوازوں کا بجنا، عید کی رات میں کشتیاں کرنا اور عید کا دن دوگانہ کی ادائیگی کے بعد ایسے لغویات کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہنا، سینما ہالوں اور تفریح گاہوں کی رونق کا مسلمانوں کی وجہ سے بڑھ جانا یہ سب حالات اہل اسلام کی اسلامی شان کے بالکل خلاف ہیں، عید کو اسلامی شان و شوکت کے ساتھ منایا جائے، اور یہ اسی وقت ہوگا جب ہم اپنی عید کو ہر معصیت سے محفوظ رکھیں اور بندگی کے اظہار میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔

### صدقہ فطر

عید کا دن بے حد مبارک اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی کا دن ہے، آج کا دن تمام مسلمان اللہ کے مہمان ہوتے ہیں، اسی لئے شریعت نے عید کے دن کا روزہ حرام کیا ہے، اس دن روزہ رکھنا گویا اللہ جل شانہ کی مہمانی کو رد کرنا ہے جو قطعاً نامناسب ہے۔ عید الفطر ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا دن ہے، ہماری عید میں ناچ گانا اور کھیل کود نہیں ہوتا، کسی کو تکلیف دینا نہیں ہوتا، بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے

وہ دوسرے ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ غم خواری کرتے ہیں، آپس کے اس ہمدردی کے کم سے کم اور ضروری حصے کا نام صدقہ فطر ہے۔ مالدار اس کا خیال نہ کریں تو خدا کے قہر میں مبتلا ہو جائیں گے اور کمائیوں میں برکتیں ختم ہو جائیں گی، اللہ جل شانہ اس کے پیچھے ایسی الجھنیں لگا دے گا کہ صدقہ فطر کی حیثیت کو سمجھیں اور اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔

### صدقہ فطر کے شرائط

صدقہ فطر واجب ہے اس کے واجب ہونے کیلئے تین شرطیں ہیں۔ (۱) آزاد ہونا۔ (۲) مسلمان ہونا۔ (۳) کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک ہونا جو اصلی ضرورتوں سے فارغ ہو، اور قرض سے بالکل یا بقدر ایک نصاب کے محفوظ ہو، اس مال پر سال کا گذرنا شرط نہیں ہے جیسے زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے شرط ہے اور نہ مال تجارت ہونا شرط ہے، اور یہ بالغ اور نابالغ سب پر ہے، عاقل ہونا شرط ہے۔ نابالغ بچوں کی طرف سے ان کے سرپرست صدقہ فطر ادا کریں، صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم رسول اللہ ﷺ نے اسی سال دیا تھا جس سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تھے۔

### صدقہ فطر کی مصلحت

صدقہ فطر کی مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ دن خوشی کا ہے، اس دن اسلام کی شان و شوکت کثرت جمعیت کے ساتھ دکھائی جاتی ہے اور صدقہ فطر دینے سے یہ مقصد خوب کامل ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ اس میں روزہ کی تکمیل ہے، صدقہ فطر دینے سے روزہ مقبول ہو جاتا ہے اور اس صدقہ میں اللہ جل شانہ کا عظیم الشان احسان کہ اس ماہ مبارک سے مشرف فرمایا اور اس میں روزہ رکھنے کی ہم کو توفیق بخشی۔



اس کے علاوہ سب سے اہم بات اور حکمت صدقہ فطر میں یہ ہے کہ عید کا دن غریب مسلمان اپنے کام دھندے سے بے پرواہ ہو، کھانے کے لئے کمانے کی پریشانی سے الگ ہو کر کھانے پینے کا انتظام کر لیں، اور یہ صدقہ فطر کی ادائیگی سے ممکن ہو سکتا ہے، اسی لئے صدقہ فطر عید گاہ جانے سے قبل ادا کرنا ضروری ہے اور آج کے مصروف زمانے میں ایک دو دن پہلے بھی صدقہ فطر ادا کر دیا جائے تو جائز ہے۔

در مختار میں لکھا ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز کیلئے جانے سے قبل صدقہ فطر نکالنے کا حکم دیا ہے، اسی لئے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ عید گاہ جانے سے قبل ادا کر دینا ضروری ہے، صدقہ فطر سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں آدمی سے جو چھوٹی موٹی غلطیاں ہو جاتی ہیں یہ صدقہ فطر ان کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر اس لئے ضروری قرار دیا کہ روزے میں غلطی سے جو بے کار باتیں ہو جاتی ہیں اور برے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں ان سے روزہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ غریبوں کی روزی کا انتظام ہو جاتا ہے۔

### جو صاحب نصاب نہ ہو اس کا حکم

ایک حدیث میں ہے کہ غنی بھی صدقہ فطر ادا کرے اور فقیر بھی صدقہ فطر دے۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ و تعالیٰ اس مالدار کو تو اس کے صدقہ فطر دینے کی وجہ سے پاکیزہ بناتے ہیں اور فقیر یعنی جو مالک نصاب نہ ہو، اس کو اس سے زیادہ عنایت فرماتے ہیں جتنا اس نے صدقہ فطر دیا ہے۔ یہ ان لوگوں کیلئے جو مالک نصاب نہ ہوں خوش خبری ہے، اور ہمت افزائی کہ وہ صدقہ فطر کی ادائیگی میں پیچھے نہ رہیں۔

## صدقہ فطر کس وقت واجب ہوتا ہے

صدقہ فطر عید الفطر کی فجر طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص قبل طلوع فجر مر جائے یا فقیر ہو جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے، اسی طرح جو شخص بعد طلوع فجر اسلام لائے یا مال پائے یا جو لڑکا یا لڑکی فجر طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہو یا جو شخص فجر طلوع ہونے سے پہلے اسلام لائے اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا، اس سے قبل بھی صدقہ فطر دے گا تو ادا ہو جائے گا جیسے فتاویٰ دارالعلوم میں ہے کہ صدقہ فطر رمضان شریف میں دینا درست ہے خواہ کسی بھی عشرہ میں دیدے۔

## صدقہ فطر کس کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

صدقہ فطر اپنی طرف سے واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی، بشرطیکہ وہ فقیر یعنی صاحب نصاب نہ ہو، اور خدمت گار خادم یا غلام کی طرف سے بھی اگرچہ وہ کافر ہوں، نابالغ اولاد اگر مالدار ہو تو ان کے مال سے ادا کرے اور اگر مالدار ہو تو ان کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں ہے، ہاں اگر احساناً ادا کر دے تو جائز ہے۔ پھر ان اولاد کو دینے کی ضرورت نہیں رہے گی، عورت پر جب کہ وہ صاحب نصاب ہو تو صدقہ فطر اس پر واجب ہے، اگر شوہر ادا کرے گا تو ادا ہو جائے گا، باپ پر واجب نہیں ہے۔

## شادی شدہ لڑکی کا صدقہ فطر

شادی شدہ لڑکی اگر مالدار ہے تو اس کے مال میں صدقہ فطر واجب ہے، خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ اور اگر مالدار نہیں اور بالغ ہے اور رخصت نہیں ہوئی تو باپ کے

ذمہ، اور اگر رخصت ہو گئی تو باپ کے ذمہ نہیں ہے۔ مسلمان مرد پر اس کا، اس کی بیوی، بچوں، غلاموں اور ان رشتہ داروں کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے جن کا خرچ اس پر ہے، جیسے باپ، دادا، خالہ، نانی وغیرہ۔ حدیث میں ہے کہ ان لوگوں کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے جن کا خرچ تم اٹھاتے ہو۔

### صدقہ فطر عید گزر جانے سے معاف نہیں ہوتا

اگر کسی نے عید الفطر کے دن صدقہ فطر نہ دیا ہو تو یہ صدقہ معاف نہیں ہوتا، کسی بھی طرح دے دینا چاہئے، ورنہ وہ شخص بری الذمہ نہ ہوگا۔

### صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر میں گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستودے تو پونے دو کلو، احتیاط کے طور پر کچھ زیادہ ہی دے دینا چاہئے، کیونکہ زیادہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ بہتر ہے، اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دو گنا دینا چاہئے۔ صدقہ فطر کے سلسلہ میں جہاں حدیث میں گیہوں یا جو کا تذکرہ ہے وہیں کھجور اور منقہ کا تذکرہ بھی ہے، حالانکہ لوگ صرف گیہوں سے حساب لگاتے ہیں۔ فقہ میں چاول، چاول کا آٹا، میدہ، دوسرے اناج والے صدقہ فطر میں دینے کے مسائل موجود ہیں، ان مسائل کی تفصیل بتائے بغیر یہ بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس وقت حالات ایسے ہیں کہ اگر اناج تقسیم کیا تو غریب کا فائدہ کم ہوگا، رقم دیدی جائے تو اس رقم سے وہ صاحب ضرورت اپنی ضرورت پوری کرنے میں آزاد ہوگا، چاہے کھانے پینے کی چیزیں خرید لے یا اپنے اور اپنے گھر والوں کیلئے کپڑوں وغیرہ کا انتظام کر لے، اسی لئے ہر صاحب نصاب کو چاہئے کہ وہ حساب کر کے رقم کا صدقہ فطر میں انتظام کر کے عید سے ایک دو دن قبل پہنچا دے۔

## صدقہ فطر کی تقسیم کا طریقہ

ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے، اگر کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دیا تو یہ بھی درست ہے۔ صدقہ فطر کے مستحق وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کی رقم کے مستحق ہیں۔ آج کل پیشہ ور طور پر مانگنے والوں کی زیادتی ہے، ایسے میں دروازے پر آنے والوں سے زیادہ اپنے غریب رشتہ داروں کو ترجیح دیں۔

آپ کے رشتہ داروں میں کچھ تو ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی ضرورت آپ تک پہنچا دیتے ہیں، آپ ان کو بلا جھجک اپنی صدقہ فطر کی رقم میں سے فراہم کر سکتے ہیں، نیز کچھ رشتہ دار خود دار بھی ہوتے ہیں جو لوگوں کے سامنے اپنی غربت کی وجہ سے اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کرتے اور مانگتے نہیں، چاہئے کہ ایسے رشتہ داروں کی ٹوہ میں رہیں، اپنے ذرائع استعمال کر کے ایسے خود دار رشتہ داروں یا عام مسلمانوں تک پہنچ کر اپنی صدقہ فطر کی رقم یا زکوٰۃ و خیرات کی رقم پہنچائیں، یہ بے حد اہم کام ہے، پیشہ دارانہ طور پر مانگنے والوں کی وجہ سے ایسے خود دار ضرورت مندوں کا حق آج کل ادا نہیں ہو رہا ہے، ایسے گھرانے اور خاندان موجود ہیں جن کے گھروں میں عید کے دن بھی یا تو چولہا نہیں جلتا، یا جلتا ہے تو عام دنوں کی طرح صرف دال روٹی پر گزارا ہو جاتا ہے، اس کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں عبادتوں کے ساتھ یہ محنت بھی کرنی ہے اور دو چار دن قبل ہی صدقہ فطر کی رقم ادا کر دی جائے تو بہت زیادہ مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



## عید کی نماز اور اس کی ادائیگی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ  
الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

”بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ میں فرض کی گئی ہے۔“

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! عام طور پر رمضان وعید کے چاند میں ہمارے  
ہندوستان میں نیز بعض اور ممالک میں اور سعودی عرب میں ایک یا دو دن کا اختلاف  
ہوتا ہے، اس موقع پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب سعودی عرب میں چاند نظر آ گیا تو  
سب کو اسی کا اتباع کرنا چاہئے، اور بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ سعودی چاند کے  
حساب سے ہی یہاں روزے رکھتے اور عید مناتے ہیں، ہندوستان کے علاوہ دیگر  
ممالک لندن، امریکہ وغیرہ بعض اور ممالک میں بھی یہی اختلاف لوگوں میں دیکھنے

وسننے کو ملتا ہے، اس سلسلہ میں کیا صحیح ہے؟ اور جو لوگ سعودی عرب کا اتباع کرتے ہیں ان کی یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟

## ایک اہم بات سمجھ لیں

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ایک بات سمجھ لیں کہ اہل علم میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک جگہ چاند نظر آجائے تو دوسرے تمام مسلمانوں پر اس کا اتباع لازم ہے یا نہیں؟ اس میں متعدد اقوال ہیں اور اس میں اکثر علماء کا مختار اور معتمد یہ ہے کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے ایک جگہ کا چاند لازمی طور پر دوسری جگہ کے لئے قابل قبول نہیں ہوتا، کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ چاند کے مطالع میں علاقہ کے لحاظ سے اختلاف ہوتا ہے، لہذا یہاں کے لوگ یہاں کے مطالع کا اور وہاں کے لوگ وہاں کا اعتبار کریں۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے بھی اسی رائے و نظریہ کو اختیار کیا ہے، تاہم ایک نقطہ نظر کے مطابق یہ گنجائش ہے کہ کوئی سعودی عرب کا اتباع کر لے، مگر یہاں جس اہم پہلو پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص ایک ایسی بستی میں جہاں اہل علم کی کمیٹی ہو اور وہ رویت ہلال کے بارے میں جانکاری لیتی ہو اور سب کے لئے ایک لائحہ سناٹی ہو اور وہاں کے مسلمان اس کمیٹی کے فیصلوں کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ اور عید کرتے ہوں، ایسی جگہ میں کسی کا یہ نعرہ لگانا کہ سعودی میں جو فیصلہ ہوا اہم اس کا اتباع کرتے ہیں اور وہی قابل اتباع ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ایک تو اس لئے کہ یہ کہنے والے سعودی کے علاوہ کسی اور ملک میں اگر چاند پہلے ہو تو اس کو ماننے کو تیار نہیں ہوتے، حالانکہ اسلام میں سعودی کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں اور نہ کسی امام کا مسلک ہے کہ صرف سعودی کے چاند کا اعتبار ہے، دوسرے اس لئے کہ اس سے امت میں انتشار و اختلاف پیدا ہوتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔

یہاں اس سلسلہ کے چند اہم فتاویٰ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے۔ سعودی عرب کے معروف عالم دین اور وہاں کے مفتی اعظم علامہ شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے جو اس سلسلہ میں نہایت واضح و بصیرت افروز ہے وہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

### ترک اختلاف کی تعلیم

”اس سلسلہ میں پاکیزہ شریعت کا جو حکم ہمارے سامنے واضح ہوا وہ یہ ہے کہ آپ پر اپنے یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھنا واجب ہے، اس کی دو وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اس دن ہے جس دن تم (مسلمان) روزہ رکھو، اور افطار یعنی عید اس دن ہے جس دن تم مسلمان افطار کرو، اور قربانی اس دن ہے جس دن تم قربانی کرو۔ اس حدیث کو ابو داؤد وغیرہ نے سند حسن سے روایت کیا ہے، لہذا آپ اور آپ کے بھائی جب تک پاکستان میں ہیں آپ پر ضروری ہے کہ وہاں کے مسلمان جب روزہ رکھیں اسی وقت ان کے ساتھ روزہ رکھیں، اور جب وہ افطار کریں اس وقت ان کے ساتھ افطار کریں، کیونکہ آپ بھی اس خطاب میں داخل ہیں اور اس لئے بھی کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے رویت میں بھی اختلاف ہوتا ہے اور علماء کی ایک جماعت جن میں ابن عباسؓ بھی ہیں، اس طرف گئی ہے کہ ہر بستی والوں کے لئے ان کی اپنی رویت کا اعتبار ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمہارا وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ روزہ و افطار میں اختلاف کرنا تشویش و انتشار اور سوال و جواب کے سلسلہ کی دعوت اور نزاع و اختلاف کو بھڑکانے کا باعث ہے، جبکہ اسلامی شریعت کاملہ اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے سے تقویٰ و نیکی میں تعاون پر ابھارتی ہے اور ترک اختلاف کی تعلیم دیتی ہے۔

## شیخ بن باز کا فتویٰ

شیخ بن باز نے اسی سلسلہ کے ایک سوال کے جواب میں ایک اور فتوے میں لکھا ہے کہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس ملک کے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے اور افطار کرے جس میں وہ رہتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس دن ہوگا جس میں تم روزہ رکھو اور افطار اس دن جس میں تم افطار کرو اور قربانی اس دن جس دن تم قربانی کرو۔

معروف عربی عالم و مفتی علامہ شیخ محمد بن صالح نے اپنے بعض فتاویٰ میں اگرچہ اس کی اجازت دی ہے کہ علماء کے ایک نظریے کے مطابق کوئی چاہے تو مملکت سعودیہ کی اتباع کر سکتا ہے، تاہم انہوں نے جہاں اختلاف و انتشار پیدا ہونے کا خطرہ محسوس کیا تو اس سے منع کیا ہے، اور یہی کہا ہے کہ ہر علاقے کے لوگوں کو اپنے یہاں کے لوگوں کے ساتھ ہی روزہ وعید کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں ان کے ایک دو فتاویٰ عرض کئے دیتا ہوں۔

”ہم فلاں ملک میں خادم الحرمین کی جانب سے سفیر ہیں، یہاں ہمیں رمضان المبارک کے روزوں اور عرفہ کے روزوں کے بارے میں پریشانی ہے، اس بارے میں ہمارے ساتھی تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مملکت سعودیہ کے ساتھ روزہ رکھیں گے اور افطار یعنی عید بھی کریں گے، دوسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم جس ملک میں ہیں وہاں کے مطابق روزہ وعید کریں گے، تیسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم روزہ تو اس ملک کے مطابق رکھیں گے اور یوم عرفہ سعودی کے مطابق مانیں گے۔ آپ اس میں شافی جواب سے رہنمائی کریں۔“



اس سوال کے جواب میں علامہ نے لکھا کہ ”ایک ملک میں چاند نظر آئے اور دوسرے میں نہ دکھائی دے تو اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا تمام مسلمانوں پر اس پر عمل لازم ہے یا صرف ان پر جنہوں نے دیکھا، اور جو ان کے مطلع میں ان کے موافق ہیں یا صرف ان پر جو ایک ولایت کے تحت رہتے ہیں۔ اس میں متعدد اقوال ہیں اور اس میں راجح قول یہ ہے کہ اگر دو ملکوں کا مطلع ایک ہو تو وہ ایک مانا جائے گا، لہذا ان میں سے ایک جگہ چاند دکھائی دے تو دوسرے ملک میں بھی اس کا حکم ثابت ہوگا، لیکن اگر مطلع میں اختلاف ہو تو ہر ملک کا الگ حکم ہوگا۔“ (پھر اس کے دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ) ”اس بنا پر تم لوگ روزہ رکھو اور افطار کرو جس طرح کہ اس ملک کے لوگ کرتے ہیں جس میں تم لوگ ہو، خواہ تمہارے اصل وطن (سعودی عرب) کے موافق ہو یا اس کے خلاف ہو۔“

اسی طرح شیخ نے اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ: ”مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کا کلمہ ایک ہو، اور وہ اللہ کے دین میں تفرقہ نہ ڈالیں، اور یہ کہ ان کا روزہ اور ان کی عید بھی متحد ہو، اور وہ اپنے یہاں کے دینی مرکز کا اتباع کریں، اور وہ اختلاف نہ کریں، حتیٰ کہ اگر ان کے یہاں روزہ سعودی مملکت یا کسی اور اسلامی ملک کے لحاظ سے بعد ہی میں کیوں نہ ہو۔ بہر حال وہ اپنے مرکز کا اتباع کریں۔ سعودی عرب کے مشہور دارالافتاء اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة و الافتاء کے فتاویٰ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ:

”ہم ریڈیو سے سعودیہ میں چاند ہو جانے کی خبر سنتے ہیں، جبکہ ہمارے یہاں چاند نظر نہیں آتا، تو بعض لوگ اس پر روزہ رکھ لیتے ہیں اور اکثر لوگ انتظار کرتے

ہیں، اس سے بہت سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے، لہذا اس سلسلہ میں فتویٰ دیں؟ تو اس کے جواب میں فتوے میں اولاً اختلاف مطالع کا ذکر اور اس میں ائمہ کے مسالک کا ذکر کیا گیا ہے پھر آخر میں لکھتے ہیں کہ جب ریڈیو یا کسی اور ذریعہ سے اپنے علاقے کے مطلع کے علاوہ کسی اور جگہ چاند ہو جانے کا ثبوت ہو تو آپ لوگوں پر لازم ہے کہ روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا معاملہ وہاں کے حاکم کے حوالے کر دیں۔

اسی طرح ایک اور فتوے میں لکھتے ہیں کہ اگر اختلاف ہو تو وہاں اگر مسلمان حاکم ہو تو اس کا فیصلہ لیں اور اگر مسلمان نہ ہو تو وہاں کے مرکز اسلامی کی مجلس کا فیصلہ مانیں، تاکہ اس ملک کے مسلمانوں کا روزہ و عید میں اتحاد باقی رہے۔

سعودی عرب کے ایک اور معروف عالم علامہ شیخ صالح بن فوزان سے سوال کیا گیا کہ: ”اگر کسی مملکت مثلاً سعودی میں رمضان کے آنے کا ثبوت ہو جائے اور دوسرے ممالک میں اس کے آنے کا اعلان نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ کیا ہم سعودیہ کے مطابق روزہ رکھیں؟ اور دونوں ممالک میں اختلاف ہو تو کیا حکم ہے؟

شیخ صالح بن فوزان نے اس کا جواب یہ دیا کہ ”ہر مسلمان اپنے ملک میں موجود مسلمانوں کے ساتھ روزہ و افطار کرے، اور مسلمانوں پر اپنے علاقے میں رویت کا اہتمام کرنا لازم ہے، اور وہ لوگ دوسرے ایسے علاقے کی رویت پر روزہ نہ رکھیں جو دوری پر واقع ہو، کیونکہ مطالع مختلف ہیں، اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ کچھ مسلمان کسی غیر اسلامی ملک میں ہیں اور وہاں مسلمان نہیں ہیں جو رویت کا اہتمام کریں تو وہ لوگ سعودیہ کے ساتھ روزہ رکھیں تو کوئی حرج نہیں۔“

یہ علماء عرب میں سے معروف اصحاب افتاء کے چند فتاویٰ ہیں، جن سے لوگوں کی غلطی واضح ہو گئی، جو یہاں یا کہیں اور رہتے ہوئے سعودی عرب کے چاند پر

رمضان وعید کرتے ہیں۔ لہذا ان کو اس طرح کی غلطی سے باز آنا چاہئے اور مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پھیلانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

عید کی نماز کی ادائیگی عید گاہ میں ادا کیجئے

ملت اسلامیہ میں ہمیشہ سے ہی اس بات کا اہتمام رہا ہے کہ عیدین کی نماز عید گاہ میں ادا کی جاتی رہی ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایات سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نقل کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی عید کی نماز میں عید گاہ جا کر ہی ادا فرماتے تھے، امام بغوی لکھتے ہیں کہ سنت نبوی یہی ہے کہ امام تمام لوگوں کو لے کر عید گاہ جائے اور وہیں عید کی نماز ادا کرے۔ ہاں ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی روایت ابو داؤد شریف میں ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قولاً وفعلاً ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید گاہ میں پڑھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس کے خلاف کرنا سنت نبوی کے خلاف ہے۔ یہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز ہمیشہ عید گاہ میں ہی ادا فرمائی، جو آبادی سے باہر کھلے میدانوں میں بنائی جاتی ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عیدین کی نماز کے لئے کھلی عید گاہ کی کیا اہمیت ہے؟ ہاں مکہ المکرمہ میں مسجد حرام کے متعلق علمائے اسلام کا کہنا ہے کہ وہاں عیدین کی نماز مسجد حرام میں پڑھی جاسکتی ہے، یہ بات مسجد حرام اور شہر مکہ کی مخصوص حالت کی وجہ سے ہے، عید گاہ کی اہمیت سے وہاں بھی انکار نہیں، لیکن مسجد حرام سے باہر شہر کے اطراف میں کوئی وسیع میدان، ہموار جگہ نہیں ہے اور مسجد حرام وسیع جگہ موجود ہے، اس لئے وہاں عیدین کی نماز مسجد حرام میں درست

ہے۔ یہ بات حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الامام میں لکھی ہے، فقہ حنفی کی کتابوں میں ہے کہ عیدین کی نماز کے لئے عید گاہ جانا ہر حال میں مستحب ہے، خواہ مسجد بڑی ہو اور تمام نمازی اس میں سما سکتے ہوں، وہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کی رائے یہی ہے کہ ان صراحتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عیدین کی نمازیں عید گاہ میں پڑھنا ہی اصل حکم شریعت ہے اور یہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکید حکم ہے اور سنت ہے، ہاں البتہ فقہائے کرام نے عیدین کی نماز مسجدوں میں پڑھنے کی اجازت صرف بدرجہ مجبوری میں ہے، اور وہ مجبوریاں صرف دو ہی ہیں۔

اول بارش کی شدت ہو اور عام لوگوں کو عید گاہ میں جانا دشوار ہو، دوسرے زیادہ بوڑھے معذور اور بیمار لوگوں کے لئے بھی اجازت ہے کہ وہ مسجدوں میں عیدین کی نماز ادا کر لیں یا ایسی ہی کسی غیر معمولی ہنگامی صورت حال پیش آجائے کہ عید گاہ کو جانا مشکل ہو جائے، جس کو بنیاد بنا کر ایک شرعی طریقے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول اور سنت رسول کو خواہ مخواہ عملی طور پر منانے کی کوشش کی جائے اور ہر بڑی چھوٹی مسجد میں عید کی نماز جاری کر دی جائے جیسا آج ہو رہا ہے، ان باتوں پر آج کے نوجوان خاص طور پر غور فرمائیں کہ آسانی سے مسجدوں میں نماز ادا کر کے چھٹی لے لینا چاہتے ہیں، یہ کم ہمتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمدہ طریقے کو چھوڑنے کے برابر ہے، تکبیر کہتے ہوئے عید گاہ جانا، وہاں بڑی جماعت کے ساتھ عید کی نماز ادا کرنا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی نظر کرم و رحمت کے امیدوار بننا یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ اس میں اسلام کی شوکت و عظمت کا مظاہرہ ہوگا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے عید گاہ تشریف لے جاتے، تو دوسرے راستے سے عید گاہ سے واپس آتے تھے۔ اس میں وہی حکمت ہے کہ مسلمانوں کی تعداد اور ان کے انداز

کارعب قائم رہے، یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب عید گاہوں کو آباد کیا جائے، اور چند مسجدوں میں نماز عید ادا ہو تو بھی اس میں بوڑھے، کمزور اور بیمار لوگ نماز عید ادا کریں گے، نوجوانوں کو ہر حال میں اپنے قریبی عید گاہوں کا رخ کرنا چاہئے، بعض جگہوں پر مسلکی جھگڑے کھڑا کر کے مسلمانوں میں دو فریق ہو جاتے ہیں، ایک فریق مسجد میں اور ایک فریق عید گاہ میں نماز ادا کرتا ہے، یہ انتہائی بدبختی ہے۔ عید کے وقت کم از کم اس طرح کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر عید گاہ میں تمام مسلمان ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو اللہ کی رحمت کے مستحق بن سکتے ہیں، لہذا عید گاہوں میں عید کی نماز کا اہتمام کریں، تاکہ عہد رسول اللہ ﷺ کی سنت باقی رہے۔ اس کی ایک الگ برکت و سعادت ہے، ایسا لگتا ہے کہ مسلمان آرام پسندی اور جلدی سے نماز کو نمٹالینے کے جذبے کی وجہ سے آگے آتے آتے عید گاہوں میں نماز نہ پڑھنے میں سنت ہی ختم کر دیں گے اور عید گاہوں کو خالی دیکھ کر حکومت کے کارندے اس کو ہتھیالینے کے ہتھکنڈے سوچنے لگیں گے۔

اس میں سب سے پہلا نقصان یہ ہے کہ ہماری وہ قیمتی جائیدادیں جن کو ہمارے بزرگوں نے وقف کر کے آنے والی نسلوں پر احسان فرمایا وہ جاتی رہیں گی، اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ یہ امت رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد مبارک کے مصداق بن جائے گی، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اخیر دور میں اسلام کی زنجیر کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی، جو بھی کڑی ٹوٹی جائے گی لوگ اس کے بعد والی کڑی کو پکڑیں گے، یعنی اخیر دور میں ملت اسلامیہ میں یہ خطرناک رجحان اور اس کے بتدریج انحطاط کی پیشین گوئی کی گئی ہے کہ دین کی طرف لوگوں کو اچانک یک بار غفلت کا شکار ہوں گے، بلکہ آہستہ آہستہ دور ہوں گے اسی طرح عید گاہ میں نماز

پڑھنے کے بارے میں ہے کہ لوگ اس کو اتنی ضروری سنت نہیں سمجھتے اور نماز عید مسجد میں پڑھنے کو معمول سمجھتے ہیں، حالانکہ بات ایسی نہیں ہے جیسا کہ معلوم ہوا، لہذا نوجوانوں اور تندرست افراد اس کا خیال کریں، عید گاہ جائیں اور شان سے اللہ کا نام لیتے ہوئے جائیں، اور ایک راستہ سے جائیں اور دوسرے راستہ سے آئیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



# رمضان المبارک

## اور خوش نصیب و بد نصیب لوگ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ  
لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ  
الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدِیْنَ اِحْسَانًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے  
قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم  
مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب  
تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے  
اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ ﷺ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی

بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا آمین۔

اس حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اقدس ﷺ نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اول تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس ﷺ کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنا دی وہ ظاہر ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے کہا کہ آمین کہو، تو حضور ﷺ نے فرمایا آمین۔ جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔

### پہلا بد نصیب شخص

اول وہ شخص کہ جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو، یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت اور معاصی میں گزر جائے کہ رمضان المبارک میں مغفرت اور اللہ جل شانہ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے، پس جس شخص پر رمضان المبارک کا مہینہ بھی اسی طرح گزر جائے کہ اس کی بد اعمالیوں



اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کے لئے اور کونسا وقت ہوگا اور اس کی ہلاکت میں کیا تامل ہے؟ اور مغفرت کی صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک کے جو کام ہیں یعنی روزہ و تراویح ان کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے۔

## دوسرا بد نصیب شخص

دوسرا شخص جس کے لئے بد دعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔ اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو سننے والوں پر درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔ حدیث بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جس کے سامنے حضور ﷺ کا تذکرہ ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ بعض احادیث میں اس کو شقی اور بخیل تر لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ نیز جفا کار اور جنت کا راستہ بھولنے والا حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہونے والا اور بد دین تک فرمایا ہے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور نہ دیکھے گا۔ محققین علماء نے ایسی روایت کی تاویل فرمائی ہو مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ درود شریف نہ پڑھنے والے کے لئے آپ کے ظاہر ارشادات اس قدر سخت ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ کے احسانات امت پر اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ تحریر و تقریر ان کا احصاء کر سکے۔ اس کے علاوہ آپ کے حقوق امت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو دیکھتے ہوئے درود شریف نہ پڑھنے والوں کے حق میں ہر وعید اور تنبیہ بجا اور موزوں معلوم ہوتی ہے۔ خود درود شریف کے فضائل اس قدر ہیں کہ ان سے محرومی مستقل بد نصیبی ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ جو شخص نبی کریم

ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجے حق تعالیٰ جل شانہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ نیز ملائکہ کا اس کے لئے دعا کرنا، گناہوں کا معاف ہونا، درجات کا بلند ہونا، احد پہاڑ کے برابر ثواب کا ملنا، شفاعت کا اس کے لئے واجب ہونا وغیرہ وغیرہ امور مزید برآں۔ نیز اللہ جل شانہ کی رضا، اس کی رحمت، اس کے غصہ سے امان، قیامت کے ہول سے نجات، مرنے سے قبل جنت میں اپنے ٹھکانے کا دیکھ لینا وغیرہ بہت سے وعدے درود شریف کی خاص خاص مقदारوں پر مقرر فرمائے گئے ہیں۔ ان سب کے علاوہ درود شریف سے تنگی معیشت اور فقر دور ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول کے دربار میں تقرب نصیب ہوتا ہے، دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے اور قلب کے نفاق اور زنگ سے صفائی ہوتی ہے، لوگوں کو اس سے محبت ہوتی ہے اور بہت سی بشارتیں ہیں جو درود شریف کی کثرت پر احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے اور اس پر علماء مذہب کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ بعض علماء کے نزدیک ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور دوسرے بعض کے نزدیک مستحب۔

### تیسرا بند نصیب شخص

تیسرے وہ شخص کہ جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے۔ والدین کے حقوق کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ علماء نے ان کے حقوق میں لکھا ہے کہ مباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی بے ادبی نہ کرے، تکبر سے پیش نہ آئے، اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ اپنی آواز کو ان کی

آواز سے اونچی نہ کرے، ان کا نام لے کر نہ پکارے، کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کرے، اگر قبول نہ کریں تو سلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے۔ غرض ہر بات میں ان کا بہت احترام ملحوظ رکھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے، تیرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ والدین کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا جہنم یعنی ان کی رضا جنت ہے اور ناراضگی جہنم ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مطیع بیٹے کی محبت اور شفقت سے ایک نگاہ والد کی طرف ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ شرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر دل چاہے اللہ معاف فرمادیتے ہیں، مگر والدین کی نافرمانی کا مرنے سے قبل دنیا میں بھی وبال پہنچاتے ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں جہاد میں جانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی خدمت کر کہ ان کے قدموں کے نیچے تیرے لئے جنت ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ اور بھی بہت سی روایات میں اس کا اہتمام اور فضل وارد ہوا ہے، جو لوگ کسی غفلت سے اس میں کوتاہی کر چکے ہیں اور اب ان کے والدین موجود نہیں شریعت مطہرہ میں اس کی تلافی بھی موجود ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے والدین اس حالت میں مر گئے ہوں کہ وہ ان کی نافرمانی کرتا ہو تو ان کے لئے کثرت سے دعا اور استغفار کرنے سے مطیع شمار

ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بہترین بھلائی باپ کے بعد اس کے ملنے والوں سے حسن سلوک ہے۔

## تنافس کسے کہتے ہیں؟

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے حق تعالیٰ شانہ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں، دعا کو قبول کرتے ہیں، تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں، پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

تنافس اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی حرص میں کام کیا جاوے اور مقابلہ پر دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام کیا جاوے۔ تفاخر اور تقابل والے آئیں اور یہاں اپنے اپنے جوہر دکھلاویں۔ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور زیادتی کی توفیق عطا فرماویں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

## افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے

بہت سی روایات میں روزہ دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہوا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، مگر ہم لوگ اس وقت کھانے پر اس طرح

گرتے ہیں کہ دعا مانگنے کی تو کہاں فرصت خود افطار کی دعا بھی یا نہیں رہتی۔ افطار کی مشہور دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُومْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَىٰ رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ترجمہ۔ اے اللہ تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تجھ ہی پر ایمان لایا ہوں اور تجھ ہی پر بھروسہ ہے اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

حدیث کی کتابوں میں یہ دعا مختصر ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ۔ ترجمہ۔ اے اللہ تیری اس رحمت کے صدقے جو ہر چیز کو شامل ہے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے۔ بعض کتب میں خود حضور سے یہ دعا منقول ہے یَا وَاَسِعَ الْفَضْلِ اغْفِرْ لِیْ۔ ترجمہ۔ اے وسیع عطا والے میری مغفرت فرما۔ اور بھی متعدد دعائیں روایات میں وارد ہوئی ہیں، مگر کسی دعا کی تخصیص نہیں، اجابت دعا کا وقت ہے، اپنی اپنی ضرورت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت۔ دوسرے عادل بادشاہ کی دعا۔ تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرورت مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

درمنثور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جب رمضان آتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

## اللہ تعالیٰ کا حکم فرشتوں کو

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرمادیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بے تردبات ہے کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور سچے رسول ﷺ کا نقل کیا ہوا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کچھ تردد نہیں، لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض سے دعا کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوئی، بلکہ دعا قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے، یا خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی، یا اس کے بدلہ میں کوئی برائی مصیبت اس سے ہٹا دی جاتی ہے، یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو۔ تو نے فلاں دعا مانگی تھی کہ فلاں تکلیف ہٹا دی جائے، میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا، اور فلاں غم کے دفع ہونے کیلئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر کچھ تجھے معلوم نہیں ہوا، میں نے

اس کے بدلہ میں فلاں اجر و ثواب تیرے لئے متعین کیا۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو ہر ہر دعا یا دکرائی جاوے گی اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا عوض بتلایا جاوے گا۔ اس اجر و ثواب کی کثرت کو دیکھ کر بندہ اس کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی کہ یہاں اس کا اس قدر اجر ملتا۔ غرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے۔ اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارہ کی بات ہے اور ظاہر میں اگر قبول کے آثار نہ دیکھیں تو بد دل نہ ہونا چاہئے۔

### حضور ﷺ کی نصیحت

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی جانوں اور اولاد کو نیز مال اور خادموں کو بددعا نہ دیا کرو، مبادا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے بالخصوص رمضان المبارک کا تمام مہینہ تو بہت ہی خاص وقت ہے، اس میں اہتمام سے بچنے کی اشد ضروری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے ترغیب میں نقل کیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کہ کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے، کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کیا جائے، کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے، اس سب کے بعد یہ امر بھی

نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کیلئے کچھ شرائط بھی وارد ہوئی ہیں کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے۔ منجملہ ان کے حرام غذا ہے کہ اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یارب یارب کرتے ہیں مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی، جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہو جاتا تو اس کے لئے بد دعا کرتے، وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی، جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بد دعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .



بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی

خطباتِ رمضان المبارک کی جلد چہارم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .